

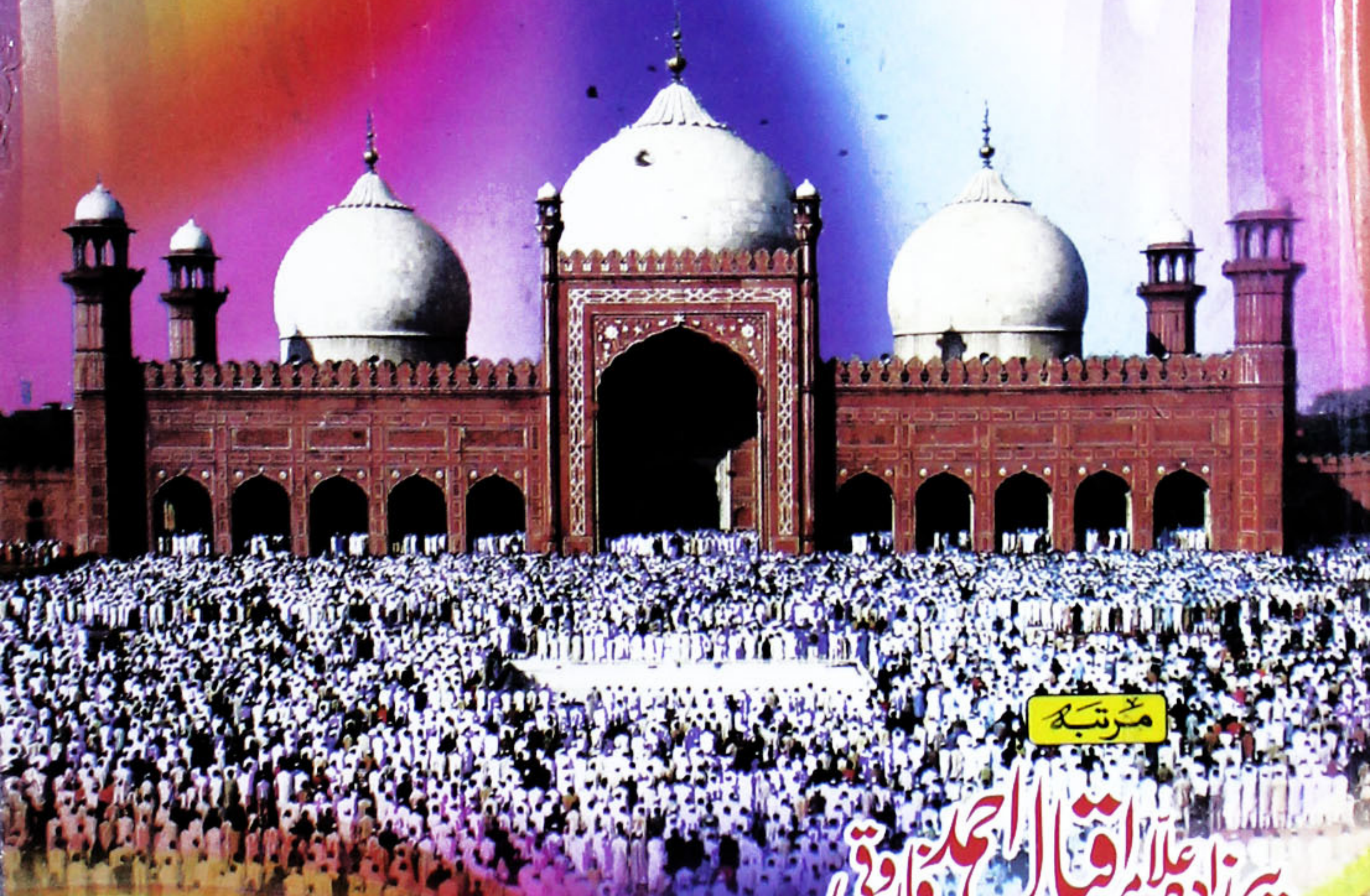
کہوئے شوقِ نعلینِ محمد

خوشامدِ درسیہ خاتما ہے

مکاتیب

نخبرِ نعمانیہ

۱۸۸۳ تا ۱۹۸۳



مکتبہ

پیرزادہ علامہ اقبال احمد قادری

مکتبہ نبویہ گنج بخش لاہور

بہ تعاون

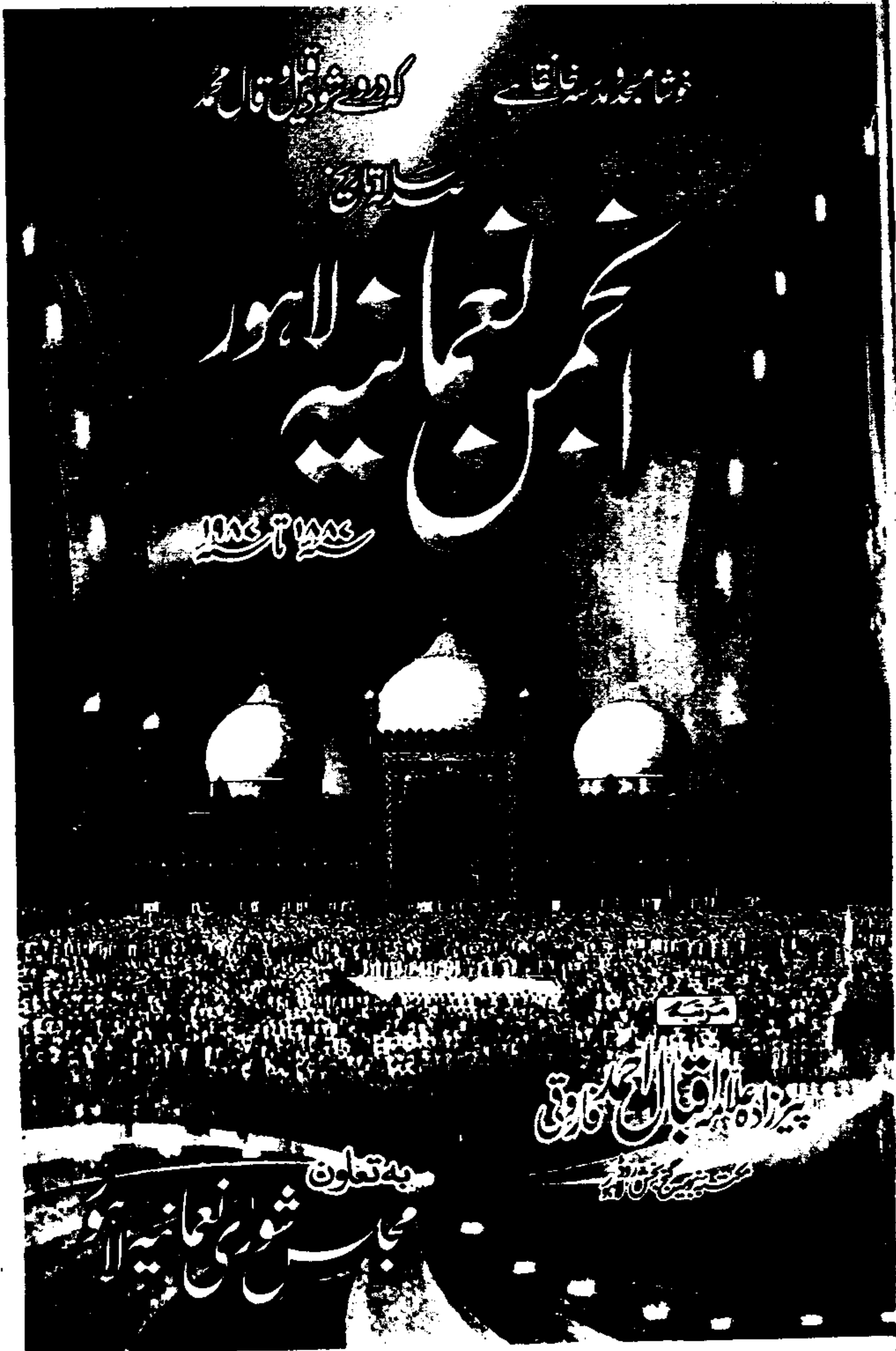
مجلس شوقِ نعمانیہ لاہور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تعارف تارخ نعمانیہ

نام کتاب : صد سالہ تارخ انجمن نعمانیہ لاہور

مرتب : پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

تارخ : از ۱۸۸۷ء تا ۱۹۸۷ء

تذکار : علمائے دارالعلوم نعمانیہ لاہور

سال طباعت : ۲۰۱۳ء

صفحات : ۳۳۰

قیمت :

انجمن نعمانیہ - اندرونی نمکسالی گیٹ، لاہور

کتابخانہ - گنج بخش روڈ، لاہور

فہرست عنوانات

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی	۱۷
۲	دارالعلوم نعمانیہ کا نصاب	۳۸
۳	انجمن نعمانیہ عیسائی مشنری سکولوں کے مقابلہ میں	۳۹
۴	لاہور کے رؤسا انجمن کے معاون بن گئے	۴۱
۵	ملک کے علماء کرام نعمانیہ کے جلسوں میں	۴۱
۶	زعمائے ملت کی انجمن نعمانیہ میں آمد	۴۳
۷	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا انجمن نعمانیہ کو خراج تحسین	۴۵
۸	دانشوران عصر کی نعمانیہ میں آمد	۴۵
۹	مولانا غلام محمد فاضل ہوشیار پوری	۴۶
۱۰	مولانا نور محمد مہتمم دارالعلوم حقانی	۴۷
۱۱	پیر غلام صدیقی صاحب کی پشاور سے آمد	۴۷
۱۲	حضرت مولانا شاہ سلیمان پھلواری علی گڑھ سے تشریف لائے	۴۷
۱۳	مولانا الہ دین پشاور	۴۸
۱۴	سید نادر علی شاہ صاحب سیفی	۴۸
۱۵	خان احمد شاہ صاحب گوجرانوالہ	۵۰
۱۶	سردار یار محمد خاں ایکسٹرا اسٹینٹ کمشنر گجرات	۵۰
۱۷	سردار محمد حیات خاں پولواری کا تعاون	۵۱
۱۸	مولانا قاضی ظفر الدین احمد پنجاب یونیورسٹی لاہور	۵۱

۵۲	۱۹	سالانہ رپورٹ
۵۲	۲۰	انجمن نعمانیہ کا ایک تعارفی وفد
۵۳	۲۱	انجمن نعمانیہ کا مونیچہ دروازہ میں ایک عظیم الشان جلسہ
۵۴	۲۲	انجمن نعمانیہ اور انجمن حمایت اسلام کے اتحاد کی کوششیں
۶۱	۲۳	دارالعلوم نعمانیہ میں تدریسی وسعت
۶۱	۲۴	انجمن نعمانیہ کے بانی مولانا غلام دستگیر قصوری کی رحلت
۶۲	۲۵	انجمن نعمانیہ لاہور کا سالانہ جلسہ اور ہندوستان کے علماء کرام
۶۳	۲۶	ہندوستان کے اہل علم و فضل دارالعلوم نعمانیہ میں
۶۳	۲۷	انجمن نعمانیہ کے اراکین ملک کی علمی درسگاہوں کی نظر میں
۶۴	۲۸	انجمن نعمانیہ کی خدمات اخبارات کی نظر میں
۶۵	۲۹	غیر مسلم دامن اسلام میں
۶۶	۳۰	حکیم نور الدین بھیروی دارالعلوم نعمانیہ میں
۶۶	۳۱	چند رفقاء نعمانیہ کا انتقال
۶۷	۳۲	انجمن نعمانیہ کو حویلی حبہ کر دی گئی
۶۷	۳۳	طلباء کے سالانہ امتحانات
۶۷	۳۴	نعمانیہ کے صدر اول مولانا غلام محمد بگوی کی رحلت
۶۷	۳۵	انجمن نعمانیہ کو شاعروں کا ہدیہ تحسین
۶۹	۳۶	انجمن نعمانیہ کا یتیم خانہ
۶۹	۳۷	غیر مسلم دامن اسلام میں آنے لگے
۷۰	۳۸	دارالعلوم نعمانیہ کے چند اساتذہ
۷۰	۳۹	نعمانیہ کی اپنی بلڈنگ

۷۳	۴۰	۱۹۰۳ء میں انجمن نعمانیہ کی تنظیم نو
۷۴	۴۱	انجمن نعمانیہ اور نواب آف بہاولپور
۷۵	۴۲	خواجہ ضیاء الدین سیالوی کی نعمانیہ میں آمد
۷۶	۴۳	شاہی مسجد سے نعمانیہ بلڈنگ میں
۷۷	۴۴	انجمن نعمانیہ کے اجلاس پر ایک نظر
۷۸	۴۵	ملک العلماء محمد ظفر الدین فاضل بہار، دارالعلوم نعمانیہ میں
۷۹	۴۶	دارالعلوم کے ۱۹۰۳ء میں اساتذہ پر ایک نظر
۸۰	۴۷	دارالعلوم نعمانیہ کے دو علمی شعبے بن گئے
۸۱	۴۸	علمائے اہل سنت کا انجمن نعمانیہ سے تعاون
۸۲	۴۹	اعلیٰ حضرت بریلوی کا انجمن نعمانیہ کے استفسار پر ایک تادرفتویٰ
۸۲	۵۰	دارالعلوم کے بلند پایہ اساتذہ
۸۳	۵۱	شاہ جہاں بیگم نواب آف بھوپال اور انجمن
۸۵	۵۲	امیر ملت حافظ پیر جماعت علی شاہ علی پوری کی خدمات
۸۶	۵۳	انجمن نعمانیہ کے اشاعتی مواد پر ایک نظر
۸۷	۵۴	لائبریری کی وسعت (۱۹۱۳ء)
۸۷	۵۵	مختیر حضرات دارالعلوم نعمانیہ میں
۸۸	۵۶	غشی محمد بخش چشتی ایک صحابی ایک شاعر
۸۸	۵۷	حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی دارالعلوم نعمانیہ میں (۱۹۱۵ء)
۸۹	۵۸	استاد نعمانیہ مولانا سید دیدار علی شاہ الوری کے بیٹے کی وفات
۸۹	۵۹	انجمن نعمانیہ کے چند اساتذہ اور اراکین کی رحلت
۹۰	۶۰	انجمن نعمانیہ کا ایک خصوصی یادگار جلسہ

۹۲	امیر حبیب اللہ وائی افغانستان کی وفات	۶۱
۹۳	نعمانیہ کی ایک نئی شاخ کا آغاز	۶۲
۹۲	بخاری شریف کی خصوصی تدْرِیس	۶۳
۹۳	علامہ نور بخش توکلی منصرم انجمن قصیدہ بردہ کی شرح لکھتے ہیں	۶۴
۹۴	دارالعلوم نعمانیہ کی موجودہ بلڈنگ کی مرمت	۶۵
۹۴	مولانا غلام مرشد دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ میں	۶۶
۹۷	نظام آف حیدر آباد دکن اور انجمن نعمانیہ	۶۷
۹۷	اعلیٰ حضرت نظام آف حیدر آباد دکن کی سالگرہ	۶۸
۱۰۴	دارالعلوم نعمانیہ کا اپنی بلڈنگ میں پہلا جلسہ	۶۹
۱۰۵	انجمن نعمانیہ کے سالانہ جلسہ کی اہمیت	۷۰
۱۰۵	شہر لاہور کی دکانیں بند ہو گئیں	۷۱
۱۰۶	انجمن نعمانیہ کا شعبہ استفتاء	۷۲
۱۰۶	انجمن نعمانیہ کا ”عقائد نامہ“	۷۳
۱۱۱	علامات محبت رسول ﷺ	۷۴
۱۲۳	ایک تعارفی خط ہندوستان میں شرعی ازدواجی قانون کا اطلاق	۷۵
۱۲۹	اراکین نعمانیہ سے تعاون کی اپیل	۷۶
۱۳۰	چند اہم کتابوں کی اشاعت	۷۷
۱۳۱	دارالعلوم نعمانیہ کے ۱۹۲۱ء میں اساتذہ کے اسمائے گرامی	۷۸
۱۳۵	دارالعلوم نعمانیہ سے ۱۹۲۱ء تک فارغ التحصیل ہونے والے علماء کرام	۷۹
۱۴۹	والی افغانستان کی خدمت میں نعمانیہ کا ایک وفد	۸۰
۱۵۱	انجمن نعمانیہ کے وفود	۸۱

۱۵۱	انجمن نعمانیہ لاہور کو ایک خط	۸۲
۱۵۲	فکر علامہ محمد حسن فیضی استاد دارالعلوم کے اشعار	۸۳
۱۵۹	انجمن نعمانیہ کی اعلیٰ حضرت بریلوی سے خط و کتابت	۸۴
۱۶۳	انجمن نعمانیہ کے اصول و ضوابط	۸۵
۱۶۳	انجمن نعمانیہ کے جلسوں میں علمائے کرام کی آمد	۸۶
۱۶۴	رافضی ذاکروں کی انک پر اعتقاد کی یلغار	۸۷
۱۶۸	شدھی تحریک اور انجمن نعمانیہ	۸۸
۱۶۹	”تحفہ شیعہ“ کی اشاعت	۸۹
۱۷۱	دارالافتاء نعمانیہ لاہور کا قیام	۹۰
۱۷۳	تصدیقات علمائے کرام	۹۱
۱۷۷	والی کابل امیر حبیب اللہ خاں کے دربار میں انجمن کا وفد	۹۲
۱۷۸	ملاشور بازار کی نعمانیہ میں آمد	۹۳
۱۷۹	غزالی زماں مولانا احمد سعید کاظمی دارالعلوم نعمانیہ میں استاد بن گئے	۹۴
۱۸۰	مرتب انجمن نعمانیہ سجادہ نشین تونسہ شریف کی رحلت	۹۵
۱۸۱	ماہنامہ ”الحجۃ ذ“ بریلی اور دارالعلوم نعمانیہ	۹۶
۱۸۲	نواب آف ممدوٹ انجمن نعمانیہ میں	۹۷
۱۸۳	دارالعلوم نعمانیہ کی منتقلی کے لئے ایک تجویز	۹۸
۱۸۳	مولانا عبدالملک کھوڑی	۹۹
۱۸۴	امیر ملت حافظ جماعت علی شاہ علی پوری	۱۰۰
۱۸۴	نعمانیہ میں خواجہ سدید الدین مردلوی کی آمد	۱۰۱
۱۸۵	چیدے کے ایک دانشور کی نعمانیہ میں آمد	۱۰۲

۱۸۵	۱۰۳	بانی انجمن نعمانیہ مولانا تاج الدین کی رحلت
۱۸۷	۱۰۴	فرزندان نعمانیہ سے رابطہ
۱۸۸	۱۰۵	انجمن نعمانیہ کی غیر منقولہ جائیداد
۱۸۸	۱۰۶	انجمن نعمانیہ کا اشاعتی شعبہ
۱۹۰	۱۰۷	مسئلہ نور مصطفیٰ پر ایک تحریری مناظرہ
۱۹۱	۱۰۸	علمائے انجمن نعمانیہ ۱۹۲۲ء میں
۱۹۳	۱۰۹	نعمانیہ کے ایک معاون کی رحلت
۱۹۴	۱۱۰	مجاہد مملکت مولانا عبدالستار خاں نیازی انجمن نعمانیہ میں
۱۹۵	۱۱۱	انجمن نعمانیہ کی علمی خدمات پر تحقیقی قصائد
۱۹۸	۱۱۲	ایک مرصع فارسی قصیدہ
۲۰۰	۱۱۳	قصیدہ مدحیہ
۲۱۱	۱۱۴	والی افغانستان و ترکستان کی خدمت میں ایک عربی قصیدہ
۲۱۹	۱۱۵	فرزندان نعمانیہ پر ایک نظر
۲۲۰	۱۱۶	مولانا محرم علی چشتی مرحوم
۲۲۵	۱۱۷	امام احمد رضا اور علمائے لاہور پر ایک نظر (ڈاکٹر مجید اللہ قادری)
۲۳۲	۱۱۸	مولانا مفتی سلیم اللہ قادری کا تبصرہ
۲۳۸	۱۱۹	خلیفہ تاج الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ
۲۵۳	۱۲۰	مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ
۲۵۵	۱۲۱	مفتی محمد عبداللہ ٹوکی رحمۃ اللہ علیہ
۲۶۳	۱۲۲	سید دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ
۲۶۷	۱۲۳	مفتی غلام جان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۰	۱۲۴	ملا محمد بخش حنفی چشتی رحمۃ اللہ علیہ
۲۷۸	۱۲۵	مولانا عبدالعزیز مزنگوی رحمۃ اللہ علیہ
۲۸۱	۱۲۶	مولانا غلام احمد حافظ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
۲۸۴	۱۲۷	انجمن نعمانیہ قیام پاکستان کے بعد
۲۸۶	۱۲۸	دارالعلوم نعمانیہ کی نئی انتظامیہ
۲۸۸	۱۲۹	دارالعلوم نعمانیہ میں دورہ قرآن کا ایک خوشگوار تجربہ
۲۸۸	۱۳۰	انجمن کی جائیداد کے کاغذات کی حفاظت
۲۸۹	۱۳۱	انجمن کے ایک قدیم خادم کی وفات
۲۹۰	۱۳۲	انجمن نعمانیہ ۱۹۷۳ء میں
۲۹۰	۱۳۳	مفتی اعجاز ولی خاں کی برخاستگی
۲۹۱	۱۳۴	دارالعلوم کی عمارت کی مرمت
۲۹۱	۱۳۵	دارالعلوم نعمانیہ کا رہنمایانہ کردار
۲۹۲	۱۳۶	مولانا سعید احمد نقشبندی صدر مدرس کی ایک رپورٹ
۲۹۳	۱۳۷	لمحہ فکریہ! از مولانا محمد سعید نقشبندی
۲۹۷	۱۳۸	سید دلاور علی شاہ قادری صدر انجمن نعمانیہ کی دست برداری
۲۹۷	۱۳۹	محکمہ اوقاف کا نعمانیہ پر ایک حکم نامہ
۳۰۲	۱۴۰	۱۹۷۳ء میں مجلس شوریٰ کی ایک رپورٹ
۳۰۲	۱۴۱	۱۹۷۷ء میں مجلس شوریٰ کے انتخابات
۳۰۳	۱۴۲	انوار نعمانیہ لاہور کا اجراء



اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی پنجاب کی ایک انجمن

انجمن نعمانیہ لاہور (۱۸۸۷ء)

جس نے علمی اور اعتقادی تربیت میں زبردست کام کیا اور ہزاروں علماء کی تدریسی اور اعتقادی تربیت کر کے سارے برصغیر میں مسلمانوں کی رہنمائی کی آج سے ایک سو سال قبل انجمن نعمانیہ کی خدمات پر نظر ڈالیں اور دیکھیں اس انجمن نے بے سروسامانی کے عالم میں کتنا بڑا کام کیا پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی مرتب کردہ تاریخ نعمانیہ کے چند صفحات حاضر ہیں۔

ایڈیٹر جہان رضا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ابتدائیہ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے

انجمن نعمانیہ پاکستان، لاہور کا ایک ایسا دینی ادارہ ہے۔ جس کی زیر نگرانی ایک عظیم الشان ”دارالعلوم نعمانیہ“ نے ایک صدی سے زیادہ عرصہ تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ اور ہزاروں علمائے کرام اور مشائخ وقت کو زیور علم سے آراستہ کر کے، دنیائے اسلام کے گوشے گوشے کو منور کیا ہے۔ آج سے ایک سو پچیس سال قبل اس انجمن کی بنیاد، لاہور کے چند دردمند افراد نے اس لیے رکھی تھی کہ انگریزی اقتدار کے زیر سایہ ملک میں کئی دینی فتنے پھیلنے لگے تھے خاص کر انگریزی اقتدار میں عیسائی مشنری ادارے، اسلام کے خلاف سرگرم عمل تھے اور وہ اسلام کی حقانیت کے سامنے مختلف انداز میں ہرزہ سرائی کرتے تھے ان کے ساتھ ہی مسلمانوں کے اندر سے ایک ایسا طبقہ ابھرا جو ہادی اسلام جناب رسالتآب، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات کو نشانہ تنقید و تحقیر بنانے لگا اور آپ کی عظمت کے خلاف عوام میں طرح طرح کی باتیں پھیلانے لگا تھا اس طبقہ میں نام نہاد علماء کا بھی ایک گروہ تھا اور ملحدین کا لشکر بھی۔ انجمن نعمانیہ نے ایسے فتنوں کا دفاع کیا۔ عیسائی مشنریوں کے پادریوں کی سرکوبی کی اور گستاخان رسول کے مکرو فریب سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا۔ انجمن

سے وابستہ علمائے کرام نے برصغیر پاک و ہند کے ہر مقام پر اسلام کی حقانیت اور اپنے آقا و مولا کی عظمت کو نمایاں بھی کیا۔ اور اس کا تحفظ بھی کیا۔

انجمن نعمانیہ نے ایک دینی دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ تاکہ علمائے کرام کی ایک ایسی ٹیم تیار کی جائے جو باطل قوتوں کا علمی میدان میں مقابلہ کر سکے۔ ۱۸۸۷ء میں دارالعلوم نعمانیہ نے شہنشاہ عالمگیر کی بادشاہی مسجد لاہور میں کام شروع کیا اور پورے پچیس سال تک شاہی مسجد کو دینی علوم کی تدریسی تعلیم کا سرچشمہ بنائے رکھا۔ اس دارالعلوم سے قابل اساتذہ کرام نے ایسے شاگرد تیار کئے جو سارے ملک میں پھیلتے گئے اور علوم دینیہ کو پھیلاتے گئے۔ ۱۹۱۱ء کو انجمن نعمانیہ نے نکسالی دروازے کے اندر دارالعلوم نعمانیہ کی اپنی عمارت تعمیر کر کے اس میں تدریسی کام شروع کیا۔ ۱۹۱۱ء سے لے کر تقسیم ملک تک دارالعلوم نعمانیہ نے وہ کارنامے سرانجام دیئے جو تعلیمی اور تدریسی دنیا میں اپنی مثال آپ تھے۔ دارالعلوم کے قابل اساتذہ نے طلبائے دینیہ کے مختلف علوم و فنون سے دامن بھر دیئے۔ علم و فضل کی جب نہریں جاری ہوئیں تو تشنگان علوم دینیہ سیراب ہوتے گئے۔

ہم نے اس عظیم الشان انجمن اور اس کے دارالعلوم کی صد سالہ تاریخ مرتب کی ہے تاکہ قارئین یہ اندازہ لگا سکیں کہ ہمارے اسلاف نے غلامی کے دور میں، بے سروسامانی کے باوجود، دین کی کتنی خدمات سرانجام دیں۔ آج ہم آزاد ہیں وسائل کی وسعت کے باوجود ہم وہ کام نہیں کر پارہے جو وقت کا تقاضا ہے۔

انجمن نعمانیہ کی تاریخ مرتب کرتے وقت ہمیں وہ تمام ذرائع اطلاعات میسر نہیں آ سکے جس کی ہمیں ضرورت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مطالعہ کرتے وقت آپ بعض مقامات پر محسوس کریں گے کہ سلسلہ بیاں ٹوٹا دکھائی دیتا ہے، ہمارے سامنے انجمن نعمانیہ کے جاری کردہ وہ ماہنامے رہے ہیں جو زمانہ کی دستبرد سے بچ گئے تھے۔ ہم نے ان رپورٹوں سے بھی استفادہ

کیا جو مجالس شوریٰ کے فرد نویس مرتب کرتے رہے تھے۔ ہمارے سامنے وہ رجسٹر آئے جن کے بوسیدہ صفحات پر کوئی نہ کوئی ضروری بات پائی۔ دارالعلوم کی لائبریری سے ہزاروں کتابیں اور اہم کاغذات ضائع ہو گئے۔ ایک وقت آیا کہ دارالعلوم کی لائبریری کو آگ لگ گئی جس سے کتابوں اور رجسٹروں کا ذخیرہ نذر آتش ہو گیا۔ پھر فائر بریگیڈ نے آگ بجھانے کے لیے جتنا پانی پھینکا آگ سے بچ جانے والے کاغذات بھی آب زدہ ہو گئے۔ اس لائبریری پر ایک ایسا برا وقت بھی آیا۔ کہ کئی علمائے کرام آتے مطالعہ کر کے جو کتاب ہاتھ لگتی اٹھا کر لے جاتے اور جا کر اپنے ذاتی کتب خانے کی زینت بناتے۔ پھر جب یہی بزرگ موت کے دروازے پر پہنچتے، جو ان کی بے علم اولاد یا تو ”ابا جان“ کے تبرکات لوگوں میں تقسیم کر دیتی یا ردی میں پھینک دیتی۔ دارالعلوم کے علمی ورثہ پر ایک اور حادثہ بھی گزرا کہ انجمن کے بعض دردمند اراکین جب بیمار ہوتے۔ یا ریٹا رڈ ہوتے تو وہ تمام قیمتی کاغذات بڑی نیک نیتی سے اپنے گھر لے جاتے تاکہ ضائع ہونے سے بچ جائیں۔ انہیں اپنی ذاتی الماریوں میں مقفل کر دیتے تاکہ کوئی نا اہل آدمی اس دینی ورثے کو ضائع نہ کر دے مگر جو نبی فرشتہ اجل انہیں لینے آتا تو وہ خاموشی سے موت کی وادی میں چلے جاتے۔ پھر ان کی اولاد ”ابا جی“ کے تبرکات کو دیمک کے حوالے کر دیتی۔ یا گھر کی الماریاں خالی کرانے کے لیے انہیں دوستوں میں تقسیم کر دیتی۔ ہم ان حادثات سے بچ جانے والے کاغذات کی بنیاد پر ”نعمانیہ کا تعارف“ مرتب کر رہے ہیں دوسرے لفظوں میں یہ ایک خاکہ ہے جو مستقبل میں کام کرنے والوں کی راہنمائی کرے گا۔

شاید ایک وقت آئے کہ کوئی بطل جلیل اٹھے جو کتابوں کی محبت کا جوہر کامل رکھتا ہو۔ اور اس قیمتی ذخیرہ کی نگرانی کرے اگرچہ تحقیق کی راہوں میں مایوسیاں ہمارا دامن کھینچتی ہیں۔ مگر ہمیں مستقبل کی راہیں بڑی روشن نظر آتی ہیں۔ کاش کوئی فرد آگے بڑھے اور اس اہم

کام کو حسن و خوبی سے انجام دے اگر کوئی ایسا شخص میسر آ گیا تو ہم اسے ”رجال الغیب“ کے طبقہ سے تصور کریں گے۔

”تاریخ نعمانیہ“ مرتب کرتے وقت ہم کئی ابواب اور عنوانات ادھورے چھوڑے جا رہے ہیں وہ ہماری نارسائی اور کوتاہ دستی کے غماز ہیں۔ ہم چاہتے تھے کہ ”فرزندان نعمانیہ“ کا ایک مکمل باب سامنے لاتے اور ہم بتا سکتے کہ کن کن اہل علم نے اس چشمہ فیض سے جام عرفان پیئے ہیں اور آگے چل کر اس سلسلہ سے کہاں کہاں کس کس انداز میں چشمے جاری کیئے ہیں کاش ہم بتا سکتے کہ دارالعلوم کے انتظامی اور مالی معاملات کے لیے کن کن لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا! کاش ہم بتا سکتے کہ کس کس دور میں انتظامیہ کے اراکین نے اپنی زندگیاں وقف کر کے اپنے بلند و بالا عزائم کے ساتھ اسی کارواں علم و فضل کو رواں دواں رکھا تھا کاش ہم بتا سکتے کہ حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ پیر جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کن کن مشائخ نے اس گلشن علم و فضل کی آبیاری کی تھی۔ کاش ہم بتا سکتے کہ کن کن جلیل القدر علمائے اہلسنت نے تدریسی فرائض سرانجام دیئے تھے۔ کاش ہم بتا سکتے کہ کن کن سربراہان ریاست نے دست تعاون دراز کیا تھا۔

ہم جس وقت یہ کتاب مرتب کر رہے ہیں وہ انجمن نعمانیہ کا انحطاطی دور ہے۔ ہماری یہ ساری کوتاہیاں، نارسائیاں اور تنگ دامانیاں قارئین کو تشنہ لبی کا احساس دلائیں گی۔ مگر ہم معذرت کے خالی کشتول پھیلانے کے سوا کیا کر سکتے ہیں؟ پاکستان بننے کے بعد انجمن نعمانیہ کی مجالس شوریٰ میں لوگ آتے جاتے رہے۔ ان میں اکثر بے حس اور ست الوجود لوگ تھے۔ رسمی طور پر عہدیداروں کا انتخاب ہوتا اور ہر شخص کی خواہش ہوتی کہ وہ ایک اچھے عہدے کی کرسی پر بیٹھا نظر آئے۔ مگر وہ اپنی نااہلی کی وجہ سے دارالعلوم کے کام کو سہارا نہ دے سکتا تھا۔ ان میں اکثر ایسے ممبر تھے جو جاہل، اڑیل اور ضدی تھے۔ وہ علمی کاروان کی

راہنمائی کی اہلیت سے محروم تھے۔ اگر کوئی رکن کام کرنے کی کوشش کرتا۔ تو اس کے اپنے ہی ساتھی اپنی جہالت اور انانیت کے پتھر لے کر کام کرنے والوں پر برس پڑتے۔ ان نادانوں کی بستی سے اچھے لوگ دور ہوتے گئے۔ حساس لوگ علیحدہ ہوتے گئے۔ مخیر حضرات کنارہ کش ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس دارالعلوم کے فارغ شاگرد پرانے دردمند اور اہل محبت ایک ایک کر کے بکھر گئے۔ مجلس شوریٰ کی نااہلی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جس دارالعلوم میں درس نظامی کی منتہی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں، جہاں سے فارغ ہونے والے دستار فضیلت سر پر رکھ کر جاتے تو لوگوں کی احترام سے گردنیں جھک جاتی۔ اب اس دارالعلوم میں حفظ و ناظرہ کے چند طلباء بیٹھے نظر آنے لگے۔ ان میں بھی ایسے بچے داخل ہوتے جن کو کوئی درس نگاہ قبول نہ کرتی تھی۔ ان نادان اور عاقبت نااندیش حضرات میں ہمارا نام بھی دکھائی دیتا ہے۔ مگر جس نقار خانے میں سارے ڈھول بجا رہے ہوں اس میں طوطی کی آواز کب سنائی دیتی ہے۔ یہ ایک حادثہ ہے یہ ایک سانحہ ہے۔ جو ہمارے ”دارالعلوم نعمانیہ“ پر گزرا۔

ہماری نالائقوں کی وجہ سے دارالعلوم کا اشاعتی شعبہ بند ہو گیا۔ ماہانہ رسالہ بند ہو گیا۔ سالانہ جلسے بند ہو گئے۔ اسلامی تقریبات پر علماء کرام کے اجتماعات بند ہو گئے۔ درس نظامی بند ہو گیا۔ حساب کے گوشوارے بند ہو گئے۔ دوسری طرف مخیر حضرات کا تعاون بند ہو گیا۔ علماء کرام کا آنا جانا بند ہو گیا۔ مجلس شوریٰ کا اجلاس بازیچہ اطفال بن کر رہ گئے۔

یہ داستان غم ایک عرصہ تک جاری رہی۔ ۲۰۰۲ء سے ہمارے دونو جوان اٹھے۔ عبد الستار غازی رکن جمعیت علماء پاکستان، اور محمد عرفان جنہوں نے مجلس شوریٰ کے نااہل ممبران کو خاموش دیکھ کر، دارالعلوم نعمانیہ کی سو سالہ بوسیدہ بلڈنگ کو از سر نو تعمیر کرنے کا بیڑا اٹھایا انہوں نے پرانی عمارت کے چھوٹے چھوٹے کمرے گرا کر ”امام اعظم ہال“ بنا دیا۔

اور طلباء اور اساتذہ کے کمرے از سر نو تعمیر کیے اور اس بلڈنگ کو کئی کئی منزلوں تک پہنچا دیا۔ یہ دونوں نوجوان میدان عمل میں نکلے اور مختصر حضرات سے لاکھوں روپے کا تعاون حاصل کر کے دارالعلوم نعمانیہ کو از سر نو تعمیر کرتے گئے۔ ہم دارالعلوم نعمانیہ کے اجڑے دور کی تاریخ مرتب کرتے ہوئے ان دونوں جوانوں کی ہمت کو سلام کرتے ہیں اور ان کی شبانہ روز محنتوں کو داد دیتے ہیں۔

جس طرح ان نوجوانوں نے آگے بڑھ کر ایک کام کیا ہے اور مسلسل کر رہے ہیں۔ شاید مستقبل میں کوئی عالم دین، کوئی مدرس، کوئی معلم، دارالعلوم نعمانیہ کی علمی و فنقوں کو بحال کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔

ان گذارشات کے بعد آپ لگے اور اوراقِ اُردو گلستانِ نعمانیہ کے مختلف ادوار پر ایک نظر ڈالیں۔ ان حالات کی ناسازگاری کے باوجود ہم امید کی شمع کو جلاتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں کہ شاید کوئی سکالر، کوئی محقق، کوئی ریسرچ ورکر، آگے بڑھے تو ہماری اس تلخ تحریر کو بنیاد بنا کر ایک علمی عمارت تعمیر کرے، ہماری غلطیوں کو درست کر سکے۔ ہمارے قلم کی لغزشوں کا مداوا کر سکے۔ اور ہم کہہ سکیں

مشاطہ را بگو کہ در اسباب حسن یار

چیزے فزوں کند، کہ تماشا بہ مارسد

.....☆.....

بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆

مقدمہ

از: سید نور محمد قلوری مدظلہ

انجمن نعمانیہ ۱۸۸۷ء مطابق ۱۳۰۵ھ میں قائم ہوئی۔ اس کی عمر اب ایک سو چودہ برس تک پہنچنے والی ہے۔ لیکن اس میں جوانوں کا سادہ خم باقی ہے۔ بلکہ بیشتر دینی لوگ اس کی جوں جوں ہمتی سخت کوشی اور جوں سختی پر رشک کر رہے ہیں۔

اس انجمن کے بانیوں میں مولانا محرم علی چشتی، مفتی سلیم اللہ، مولوی سراج الدین، ڈپٹی غلام حسین، خلیفہ تلج الدین، شیخ چراغ دین اور مولانا نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہم جیسی فاضل اور دردمند ہستیاں شامل تھیں۔ حضرت پیر مر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دربار گوڑہ شریف جیسے جلیل القدر شیخ طریقت نے اپنی ایک قاری مثنوی ”گوگو“ میں انجمن کے چند ائمہ کا اس طرح ذکر کیا ہے۔

آں علی غیور و متن و مد
راجی خود را کجا رسوا کند

یا الہی فیض از دہانیہ
نود بارک انجمن نعمانیہ

انجمن نعمانیہ شد دارِ ایں
تہدارِ خدش آں تلج دین

وہ سلیم الطبع والدین خوش منت
آں ”سلیم اللہ مفتی“ نیک ذلت

حق سلامت وادش از رنج و تپ
دین و دنیا باشدش خیرالکاب

ہم ”چراغ دین احمد“ خلوص
لالہ یارب ز بدو مرورش
(مکاتیب پیر صاحب گولڑہ شریف، طبع دوم، لاہور، ص ۱۳۳)

انجمن نعمانیہ کا مدرستہ العلوم المعروف بہ ”جامعہ نعمانیہ“ برصغیر کے
دینی مدرسوں میں بلامبالغہ ایک امتیازی حیثیت کا مالک تھا اور اگر یہ بھی کما جائے کہ
انیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی اور بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں
پنجاب بھر میں یہ احتفاد کا سب سے وسیع دینی ادارہ تھا تو بے جا نہ ہو گا۔ انجمن
سے متعلق تمام حضرات حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور جب انجمن قائم ہوئی
اس کے اغراض و مقاصد یہ قرار پائے۔

(۱) علوم اسلامیہ کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ کا اجراء اور قیام جس
میں اعلیٰ درجہ تک تعلیم حسب عقائد اہل السنۃ والجماعۃ بطریق
حنفی دی جائے اور جس کے ذریعہ سے ایسے علمائے مکمل پیدا ہوں جو
اسلام کی اشاعت اور قوم کی ہدایت اور دین اسلام کی تقویت کا باعث
ہوں اور جس میں ایسے طریقہ سے تعلیم دی جائے کہ طلباء اپنے مذاق
کے موافق کسب معاش کے لئے دنیوی علوم میں بھی جو خلاف شریعت
نہ ہوں دستگاہ پیدا کر سکیں۔

(ب) بغرض اقلوۃ عامۃ مسلمین ایک ایسے اعلیٰ درجہ کے اسلامی کتب
خانہ کا بہم پہنچانا جو شائقین علوم اسلامیہ کی وسعت معلومات کا باعث
ہو۔

(ج) مسلمانوں اور غیر مسلم اشخاص میں بذریعہ تحریر و تقریر علوم اسلامیہ کی اشاعت جس سے ان کے اخلاق، معاشرت، کسب معاش و معاملات دینی و دنیوی میں پابندی شریعت غرائے مصلحتی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امید کی جاسکے۔

(د) ایسے زمانہ مدارس کا اجراء اور قیام جن میں علاوہ تعلیم قرآن شریف اور ابتدائی مسائل فقہ حنفیہ کے دستکاری، سوزن کاری، زردوزی اور گوشت بانی وغیرہ سکھائی جائے۔

(ه) ایسے مسکین و یتیم بچوں کی پرورش و تربیت و سرپرستی اور تعلیم کا انتظام کرنا جن کے ورثانہ ہوں یا جن کے ورثا ایسا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

(و) بالعموم کافہ اہل اسلام اور بالخصوص فرقہ حنفیہ کے متعلق ہر قسم کے فلاح اور بہبودی کی تجاویز کا سوچنا اور عمل میں لانا اور حسب اقتضائے وقت حکام کی خدمت میں لوب کے ساتھ ایسے معروضات کا گزارش کرنا جو عموماً جملہ مسلمانوں اور خصوصاً فرقہ موصوف (حنفی) کے مفاد کے لحاظ سے پیش کرنا ضروری ہوں۔

(ماہنامہ ”انجمن نعمانیہ“ اپریل تا جون ۱۹۸۱ء صفحہ اندرون سرورق)

انجمن شروع کے سولہ سالوں میں شہی مسجد کے حجروں میں درس و تدریس کا کام سرانجام دیتی رہی لیکن بعد میں شہی مسجد کے متولی ”انجمن اسلامیہ لاہور“ سے اختلاف کی بنا پر ”انجمن نعمانیہ“ نے شہی مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ بند کر دیا اور اپنی علیحدہ عمارت اندرون نکسالی دروازہ قائم کر لی۔ انجمن کے دیر (مفتی سلیم اللہ صاحب) کی طرف سے اس سلسلہ میں جو وضاحت شائع ہوئی ہے اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

”درسگاہ انجمن عرصہ سولہ سال سے اس وقت تک شہی مسجد کے حجروں میں تھا۔ اس مسجد کا بانی شاہ عالمگیر اورنگ زیب نور اللہ مرقہ حنفی المذہب

تھ۔ لہذا انجمن نعمانیہ کا دارالعلوم ان جموں میں نہایت ہی مناسب اور حسب
مطلوبہ بنی تھ۔ جموں پر کیا موقوف اس مسجد میں نماز و فیوض جو کچھ ہو خفی مذہب
کے مطابق ہونا چاہئے۔ اگر کوئی متولی اس کے خلاف کرے گا تو قیامت کو اللہ
تبارک و تعالیٰ کے دربار میں جوابدہ ہو گا۔ ”انجمن اسلامیہ لاہور“ جو آج کل اس
مسجد کی تولیت کا اہتمام کرتی ہے اسے خفیوں کا درس ان جموں میں ناگوار گزرا
چونکہ انجمن نعمانیہ ہمیشہ تنازعات سے نفرت کرتی رہی ہے اور اس کا امن پسند
تدریسی مسلک سب کو معلوم ہے اس لئے درس گاہ کی تبدیلی مکان انجمن میں
ضروری سمجھی گئی۔ بنامیریں متوکلا علی اللہ تعمیر درس گاہ کا قیام فوراً شروع کر دیا
گیا۔ (ماہنامہ ”انجمن نعمانیہ“ اپریل تا جون ۱۹۹۱ء صفحہ اندرون سرورق)

۲۳ جولائی ۱۸۹۹ء کو اراکین انجمن نعمانیہ کا ایک عظیم الشان اجلاس
منعقد ہوا جس میں اراکین مجلس انتظامیہ اور عمدہ داران کا انتخاب کیا گیا۔
عمدیداران اور راکین کی فہرست بہت طوالتی ہے لیکن چونکہ ان محسنین کرام کے
اسماء گرامی سے موجودہ نسل تقریباً نا آشنا ہے اس لئے ذیل میں مکمل فہرست دی
جاری ہے تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ مسلک خفیہ کی ترویج و ترقی اور
اشاعت کے لئے اس دور تہی دستی اور زمانہ غلامی میں کون کون سے بزرگوں نے
تنہا من و دھن سے حصہ لیا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

- ۱۔ والئی ریاست بہاولپور
- ۲۔ راجہ عطاء اللہ، آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم وزیر آباد
- ۳۔ مولوی غلام محمد بگوی، امام شہی مسجد
- ۴۔ سردار بہادر سید امیر علی شاہ صاحب رسالدار میجر رینشنر
- ۵۔ مولوی غلام قلندر صاحب بھیروی
- ۶۔ حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب لاہور
- ۷۔ خلیفہ تاج الدین صاحب، مختار عدالت چیف کورٹ پنجاب

- ۸۔ حلیٰ نقشبۃ دین صاحب، ٹھیکہ دار لاہور شیر مل
- ۹۔ نقشبۃ دین صاحب گجراتی نائب مدیر
- ۱۰۔ حافظ چراغ دین صاحب سوداگر، لاہور امین انجمن
- ۱۱۔ چوہدری نبی بخش صاحب بی۔ اے، ایل ایل بی ممتحن حسبت
- ۱۲۔ قاضی ظفر الدین احمد، پروفیسر پنجاب یونیورسٹی معائنہ دار العلوم حصہ اعلیٰ
- ۱۳۔ حافظ مفتی عنایت اللہ صاحب معائنہ دار العلوم حصہ ابتدائیہ
- ۱۴۔ مولوی غلام احمد صاحب مدرس اعلیٰ دار العلوم نعمانیہ مہتمم دارالافتاء
- ۱۵۔ خلیفہ محمد عبداللہ صاحب، خضر انجمن نعمانیہ مہتمم کتب خانہ
- ۱۶۔ حلیٰ شیخ چراغ دین صاحب، ٹھیکہ دار لاہور رکن مجلس انتظامیہ
- ۱۷۔ مولوی فضل الدین، پلیڈر و میو نیل کمشنر لاہور "
- ۱۸۔ چوہدری فیض بخش صاحب، ٹھیکیدار و میو نیل کمشنر لاہور "
- ۱۹۔ مولوی غلام مصطفیٰ صاحب، مختار عدالت ہائے لاہور "
- ۲۰۔ نقشبۃ دین صاحب، لاہور "
- ۲۱۔ نقشبۃ دین صاحب، شائق لاہور "
- ۲۲۔ حکیم غلام نبی صاحب زبدة الکھلاء، لاہور "
- ۲۳۔ مرزا نور علی صاحب، لاہور "
- ۲۴۔ مولوی کرم دین صاحب، مدرس ریاضی پنجاب یونیورسٹی "
- ۲۵۔ مولوی علم الدین صاحب، مینیجر ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور "
- ۲۶۔ بابو محمد حسن صاحب، کلرک ریلوے "
- ۲۷۔ مفتی عبدالرحیم صاحب، لاہور "
- ۲۸۔ حافظ عمر الدین صاحب، نائب تحصیل دار لاہور "
- ۲۹۔ ڈاکٹر احمد حسین خاں صاحب، محکمہ ریلوے "
- ۳۰۔ نقشبۃ دین صاحب، لاہور "
- ۳۱۔ بابو غلام محمد صاحب، محکمہ ریلوے "

۳۲۔ فشی پیر محمد صاحب، ایبٹ مولوی تلج الدین صاحب رکن مجلس انتظامیہ

۳۳۔ خلیفہ محمد ہاشم، گورنمنٹ پریس لاہور

۳۴۔ ملا محمد بخش صاحب، مالک اخبار جعفرز ٹلی لاہور

(فشی شائق صاحب نے کئی کتابیں لکھیں خصوصاً آپ کے اشعار میں قرآن پاک کا

ترجمہ بڑا مقبول و مطبوع ہوا تھا۔ رپورٹ انجمن نعمانیہ ۱۸۹۹ء ص ۳۱-۳۲)

اس تسبیح میں کتنے گوہر ہائے گراں مایہ ہم رشتہ ہیں۔ ریاست بہاولپور

انجمن کی مستقل سرپرست اور مہی تھی اور سالانہ چار سو روپیہ کی مستقل گرانٹ

دیتی تھی۔ لیکن اس مستقل مد کے علاوہ ریاست بہاولپور کی طرف سے جو وقتاً

وقتاً امداد ملتی تھی وہ اس مستقل امداد سے بہت زیادہ تھی۔ چنانچہ جب شہی مسجد

کی انتظامیہ سے اختلاف کی بنا پر انجمن مذکور کو علیحدہ اپنی عمارت بنانے کی ضرورت

پڑی تو نواب بہاولپور کی والدہ ماجدہ نے انجمن کو ایک ہزار روپیہ کی خصوصی امداد

سے نوازا اور اس رقم سے درسگاہ کا جو حصہ تعمیر کیا گیا اس پر عطیہ موصوفہ کے نام

کاکتبہ لگا دیا گیا۔

(ماہنامہ انجمن نعمانیہ اپریل تا جون ۱۹۹۱ء ص ۳-۴)

مندرجہ بالا بزرگان قوم کے علاوہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب

رحمۃ اللہ علیہ فاضل بریلوی، حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور پیر

صاحب گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ اور پیر حافظ سید جماعت علی شاہ علی پوری

رحمۃ اللہ علیہ کو انجمن سے خاص تعلق تھا۔

۱۹۰۹ء مطابق ۱۳۲۸ھ میں جب انجمن کو ایک حنفی العقیدہ مدرس کی

ضرورت پڑی تو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہی سے رجوع کیا گیا۔

(حیات اعلیٰ حضرت مدظلہ جلد اول، کراچی، تالیف مولانا ظفر الدین بھاری، صفحہ ۲۳۳

-۲۳۵)

مولانا تقدس علی خاں صاحب دام ظلہ، شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ، پیر

۱۱۵۹۱۶

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

گوٹھ سندھ نے ایک موقع پر زوردار الفاظ میں اعلیٰ حضرت مدظلہ اور علامہ اقبال مدظلہ کی ملاقات کی تصدیق کی اور اس کے علاوہ مزید فرمایا کہ مشہور خوش الحان قاری اور واعظ قاری احمد حسین فیروز پوری خالقی (سابقہ خطیب عید گاہ گجرات) اپنے وعظ کی مجلسوں میں حضرت علامہ اقبال مدظلہ کا فارسی کلام کثرت سے پڑھتے اور پڑھنے سے پہلے فرماتے کہ ہمارا داڑھی منڈا قلندر فرماتا ہے۔

مولانا تقدس علی خاں صاحب خود حضرت علامہ اقبال مدظلہ کے فارسی نعتیہ کلام سے بڑے متاثر ہیں چنانچہ انہوں نے نہایت ہی درد بھری آواز میں حضرت علامہ اقبال مدظلہ کی یہ رباعی سنائی ۔

مسلم آں فقیرے کج کلا ہے

رمیدا ز سینہ لو سوز آہے

دلش تلم چرا تلم نداند

نگاہے یا رسول اللہ نگاہے

(ارمغان حجاز)

انجمن نعمانیہ نصف صدی تک لاہور کی دینی فضا پر چھائی رہی ہے۔ جب بھی کوئی دینی تحریک اٹھی انجمن کے متوسلین اس میں پیش پیش رہے۔ ۱۹۹۱ء میں لاہور میں جب عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا باقاعدہ جلسہ ہوا تو اسکی صدارت انجمن ہی کے ایک قاضی نے کی۔ اس جلسہ کی روداد ۸ مارچ ۱۹۹۱ء کے رسالہ تہذیب میں شائع ہوئی ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

”لاہور میں حضرت صوفی حلقی حافظ سید جماعت علی شاہ مدظلہ کی طرف سے اہل اسلام شہر کو عام منادی کی گئی کہ تمام دکاندار اور اہل حرفہ اپنا اپنا کام بند رکھیں اور دن بھر عید منائیں۔ نماز ظہر کے بعد سے نماز عشاء تک اسلامیہ کلچ لاہور میں عظیم الشان جلسہ رہا۔ علمائے دین اور خوش بیان لیکچرار تقریریں کرتے رہے۔

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے نہایت خوبی سے لوگوں کو یہ بات سمجھائی کہ چلے
صرف تماشا نہیں بلکہ قومیت کو مضبوط کرنے اور اگلی اور پچھلی قوم کی شخصیت کو
ایک کرنے کے لئے ان کا ہونا بہت ضروری ہے۔ انہوں نے کہا جب تک پوری
قوم اپنے بزرگوں کے حالات سن کر خود ان عظیم الشان بزرگوں کی ذریت ہونے کا
فخر اور گھمنڈ دل میں پیدا نہیں کرے گی تب تک ان کے سینوں میں لولو الطہری اور
بلند حوصلگی جوش زن نہیں ہو سکتی۔

شیخ عبدالغفور صاحب نے فرمایا میں تمہارا "اس سلسلہ عظیم کی ابتداء اور
انتماء میں صرف دو باتوں کا ذکر کروں گا۔ پھر انہوں نے بتایا کہ سب سے اول
احسان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن پاک ہے جو آپ امت کے لئے لے
کر آئے اور سب سے آخر احسان قیامت کو آپ ﷺ کی شفاعت ہو گی۔

مسٹر ظفر علی خان بی۔ اے لیڈیٹر روزنامہ "زمیندار" لاہور نے نہایت
پر جوش تقریر کی اور افسوس سے کہا کہ لاہور میں کم از کم مسلمانوں کی ایک لاکھ
آبادی ہے جس میں پچاس ہزار عورتیں سمجھ لو۔ پچاس ہزار مردوں کو لازم تھا کہ
وہ سب آج کلج کے میدان میں جمع ہوتے اور اس کلج کے گرد نعرہ "یا رسول اللہ"
لگاتے اور درود شریف کے ذکر سے یہ میدان گونج اٹھتا۔

شمس العلماء مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹوکی، شمس العلماء مولوی
عبدالحکیم صاحب اور پیر سید جماعت علی شاہ صاحب صاحب نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و شمائل پر تقریریں کیں۔

(سبیل الرشاد، تالیف ممتاز علی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۳۳ء، ص ۳۴-۳۵)

شہر کے بیشتر دینی جلسوں میں تقاریر کے سٹیج پر "جامعہ نعمانیہ" کے علماء
ہی چھائے ہوئے تھے۔ ۱۹۳۱ء میں بلغ بیرون موچی دروازہ میں میلاد النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا تقریر مولانا سید احمد سعید کاظمی
کی اور صدارت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ اس جلسہ کی کیفیت

اور حضرت علامہ رحمہ اللہ کے عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہانی مولانا کاظمی کی زبانی سنئے، فرماتے ہیں :

”علامہ اقبال رحمہ اللہ کے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس کی عظمت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یہ حسن اتفاق تھا کہ ۱۹۳۱ء میں ”دارالعلوم نعمانیہ لاہور“ کے مدرس کے حیثیت میں ایک جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرکت کے لئے گیا۔ اس جلسہ کا اہتمام بیرون موچی دروازہ کیا گیا تھا۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس جلسہ کے صدر تھے اور یہ عرصہ دراز سے چلا آ رہا تھا کہ ”دارالعلوم نعمانیہ لاہور“ کے مدرس اس جلسے میں مذہبی تقاریر کر رہے تھے۔ جلسے سے قبل علامہ اقبال رحمہ اللہ کا تعارف مجھ سے کرایا گیا، میں نے ”محمد رسول اللہ ﷺ“ پر سیر حاصل تقریر کی۔

دوران جلسہ وہ اس قدر روئے کہ ہر دیکھنے والا یہ محسوس کر رہا تھا کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مخمور ہیں۔ جلسے کے اختتام پر انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں آج روحانی غذا میسر کی ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ذی علم تو تھے ہی مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس کی عظمت ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ ایک سچے مسلمان تھے۔ ان کی شاعری میں خالصتاً اسلام کا رنگ جھلکتا تھا۔

(روزنامہ امروز، ۲۴ فروری ۱۹۸۲ء، مضمون سید محمد عبداللہ قلوری)

حضرت پیر مرعلی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی کے انجمن نعمانیہ سے بہت گہرے تعلقات تھے۔ انجمن کے کئی کارکن اور مدرسین پیر صاحب کے احباب و معتقدین میں شامل تھے۔ مثلاً انتظامیہ میں سے مولانا محرم علی چشتی اور مدرسین میں سے مولوی محمد حسن فیضی صاحب رحمۃ اللہ علیہم اور دوسرے حضرات آپ کے عقیدت مند تھے۔ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ میں انجمن کے پچیسویں

سلانہ جلسہ کی صدارت پیر صاحب مدظلہ نے فرمائی اور نہایت ہی بلیغ اور فکر انگیز خطبہ ارشاد فرمایا جو مکتوبات طبیات مطبوعہ لاہور ۱۹۵۳ء کے صفحات ۱۹۱ تا ۱۹۸ پر بھجلا ہوا ہے۔ اس خطبہ کے متعلق پیر صاحب مدظلہ کے سوانح نگار مولانا فیض احمد صاحب فرماتے ہیں :

”محرم الحرام ۱۳۳۱ھ میں آل جناب نے مولانا تاج الدین صاحب دبیر انجمن نعمانیہ لاہور، مفتی غلام مرتضیٰ صاحب میانوی مدرس نعمانیہ، مولوی محرم علی چشتی وکیل لاہور اور دیگر عقیدت مندوں کی درخواست پر انجمن کے سلانہ جلسہ میں یہ معرکہ الآرا تقریر فرمائی۔ جس میں پنجاب و ہند کے مشاہیر علمائے کرام کے علاوہ جدید تعلیم یافتہ صاحبان، وکلاء، کالجوں کے طلباء اور عوام کثیر تعداد میں شریک تھے۔ اور آل جناب کی یہ بین کرامت ہے کہ بلوچودیکہ آپ پیشہ ور مقرر یا خطیب نہیں تھے لیکن ایسے مختلف الجہل، مجمع میں اس قدر جامع اور بلیغ تقریر فرمائی کہ سب سامعین عیش عیش کر اٹھے۔ حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ جو فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق خاص اور سنی علماء میں ممتاز شخصیت تھے آپ کی تقریر سن کر فرمانے لگے کہ سبحان اللہ! حضرت نے اس مختصر وقت میں ابتدائے خطبہ میں تصوف و حقیقت کے وہ باریک احرار و رموز بیان فرمائے ہیں جو خواص اور علماء کے فہم سے بھی بالاتر ہیں۔ اور آخر میں فقہ و شریعت کے وہ عام فہم مسائل بیان کئے ہیں جو عوام کے بھی ذہن نشین ہو گئے ہیں۔ بلاشبہ یہ علوم و ہبہ کی شان ہے جو کاملین اولیاء کرام کو بارگاہ ایزدی سے عطا ہوتے ہیں۔“

(ملفوظات طبیات، تالیف پیر صاحب گوڑہ شریف، بار دوم ۱۹۷۳ء، ص ۱۳۵)

”انجمن نعمانیہ“ کے آئندہ جلسہ سلانہ کی صدارت کے لئے بھی حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے انجمن کی انتظامیہ کی طرف سے گزارش کی گئی۔ جس میں بوجہ آپ شرکت نہ کر سکے۔ لیکن آپ نے عذر کے طور پر مولانا محرم علی چشتی اور مولوی تاج الدین احمد صاحب کو جو خط لکھا ہے اس سے اس

تعلق و محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو آپ کو انجمن نعمانیہ سے تھی۔ خط فارسی زبان میں۔۔۔ نثر کا ایک عمدہ نمونہ ہے ملاحظہ ہو :

مہربان من چشتی صاحب مولوی تلج الدین احمد صاحب!
بعد اہدائے سلام مسنون عذر عدم تعمیل عنایت نامہ درباب شمولیت جلسہ انجمن نعمانیہ لاہور شرح رسانند ۔

والعذر عند کرام الناس مقبول
کیف لا و کل میسر لما خلق له

و ایں بے پیچ از تمہ دل دعائے ترقی و عروج مدرستہ الاسلام مدرسہ نعمانیہ و حسن خاتمہ متعلقش از معلمین و متعلمین و معاونین بدرگاہ آں مجیب المفطر و کاشف السوء می نماید۔ اغلب آں کہ ایں خلوص تدارک ماقات من الحضور الجسمانی خواہد نمود۔ مکرری جناب مولوی غازی صاحب بلاہور رسیدہ باشند۔ تجدید اقامت آں جا از حضرت اوشلں باید طلبید و ہر لحظہ در حسن نیت و تفویض کلی بحضرت حق جل و علا باید بود کہ بغیر ازیں امید حصول دولت جلودانی بطالت و جہالت دوارند، مندرجہ بیت حضرت سعدی علیہ الرحمہ را واجب التعمیل انگارند ۔

یکے آں کہ در خویش خودیہں مباح
دوم آں کہ در غیر بدیہں مباح

اطاعت خالق عزاسمہ و خدمت خلق را نسخہ جامع برائے حصول شفاعت ایمانی دانند ۔۔۔۔۔

پائے سگ بوسید مجنون خلق گفتہ ایں چہ بود
گفت گاہ گاہ ایں سگے در کوئے لیلی رفتہ بود

و مشرب ہذا را مثالی امر معروف و نہی عن المنکر نہ پندارند کہ ایں از

اہم مہمات شعب خدمت خلق است۔ زیادہ دعا۔“

مر علی شاہ معنی عنہ

(مکتوبات طیبات لاہور، ص ۲۲۱-۲۲۷)

حضرت علامہ اقبال، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب، پیر مر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم اور اراکین انجمن نعمانیہ کے علاوہ یر صغیر کے جن نور اکابرین کا اس انجمن سے کسی نہ کسی حیثیت سے تعلق رہا ہے مثلاً مدرسین، متعلمین اور معاونین وغیرہ یا وہ بزرگ ہستیاں جو انجمن کے اجلاسوں میں رونق کا باعث بنتی رہیں کی اجمالی فہرست ملاحظہ ہو۔

مولانا محمد حسن صاحب فیضی (بھین ضلع جہلم)۔ مولوی غلام احمد صاحب (کوٹ اسحاق ضلع گوجرانوالہ)۔ مولوی غلام مرتضیٰ صاحب (میانی ضلع سرگودھا)۔ حافظ پیر جماعت علی شاہ صاحب (علی پور شریف)۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب لاٹانی (علی پور شریف)۔ مولانا خالد رضا خاں صاحب (بریلی شریف)۔ حضرت شاہ علی حسین محدث (کچھوچھ شریف)۔ مولانا محمد نعیم الدین (مرلو آبلو)۔ مولانا حاکم علی (پروفیسر ریاضی اسلامیہ کالج لاہور)۔ قاری شاہ سلیمان (پھلواری شریف)۔ مولانا نواب الدین (مداس)۔ مولانا محمد یار فریدی (بہاولپور)۔ مولانا اصغر علی صاحب روجی (کٹھلہ ضلع گجرات)۔ مولانا غلام احمد اختر (امر تسر)۔ علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب (الوری ٹم لاہوری)۔ علامہ سید ابوالحسنات محمد احمد (لاہور)۔ علامہ سید ابوالبرکت (لاہور)۔ مولانا سردار احمد (فیصل آباد)۔ مولانا مفتی محمد عبداللہ (ٹونک)۔ شیخ فضل الہی (گجرات)۔ شاہ وصی احمد محدث سورتی (پلی بھیت)۔ مولانا امجد علی صاحب بہار شریعت (اعظم گڑھ)۔ مولانا نور احمد (امر تسر)۔ مولانا غلام مرشد انگہ (ضلع سرگودھا)۔ مولانا کرم الدین دبیر (بھین ضلع جہلم)۔ سید محمد محدث (کچھوچھ شریف)۔ علامہ نور بخش توکلی (چک قاضیاں ضلع لدھیانہ)۔ مولانا محمد یوسف (کوٹلی لوہاراں)۔ مولانا پروفیسر سید علی احمد شاہ (بٹالہ)۔ مولانا غلام محمد گھوٹوی (گجرات)۔ مولانا غلام محمد ترنم (امر تسر)۔ مولانا

نثار احمد (کلچر اور مولانا عبدالحق حقانی (دہلی)۔ وغیرہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین“
(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اخبار امروز ۲۳ فروری ۱۹۸۲ء مضمون سید محمد
عبداللہ قلوری اور ہفت روزہ استقلال لاہور ۹ تا ۱۵ جنوری ۱۹۸۲ء مضمون محمد دین
کلیم صاحب)

مندرجہ بالا حضرات میں سے کئی بزرگ ایسے بھی تھے جب وہ دارالعلوم
نعمانیہ میں تشریف لاتے طلباء کا امتحان لیتے۔ مدرسین اور متعلمین کی حوصلہ
افزائی فرماتے اور دارالعلوم کے رجسٹر میں اپنی رائے درج فرماتے۔ مثلاً ۱۹ شعبان
۱۳۳۱ھ کو مولانا کرم الدین دبیر رئیس، عیسٰی ضلع جہلم اور مولانا عبدالحق صاحب
حقانی دارالعلوم کے معائنہ کے لئے تشریف لاتے ہیں اور مدرسہ کے رجسٹر میں
مشترکہ طور پر اپنے تاثرات قلمبند فرماتے ہیں یہ نادر تحریر ملاحظہ ہو :

”آج ہم نے ایک جماعت فضلاء قبحین کے ساتھ مسجد شہی میں جا کر
طلباء دارالعلوم نعمانیہ کے تعلیم کا حال دریافت کیا۔ حالت عمدہ نظر آئی۔ اعلیٰ
جماعت کے طلباء سے قاضی مبارک، شرح ’چشمینی‘ ہدایہ اور صحیح مسلم میں
سوالات ہوئے۔ طلباء نے بہت عمدہ جواب دیا۔ دوم جماعت کے طلباء سے شرح
جہی، قطبی، شرح وقلیہ اور نور الانوار میں سے چند مقالات پوچھے گئے۔ بعض طلباء
نے اچھے جواب دیئے۔ دوسرے طلباء خاطر خواہ جواب نہ دے سکے۔ مولوی
صاحب مدرس دوم کو مناسب رہے کہ اپنی ہر دو جماعت کے طلباء کی تصحیح عبارت
اور تفہیم مطالب کی طرف پوری توجہ کریں کیونکہ اکثر طلباء عبارت کے پڑھنے میں
غلطی کرتے ہیں۔ عربی عبارت لکھوانے کی بھی مشق کرانی چاہئے۔ اردو سے عربی
اور عربی سے اردو ترجمہ بھی کرایا جائے۔ طلباء کو ہفتہ وار تقریر اور وعظ کہنے کی
بھی مشق کرانی جائے۔“ (رپورٹ انجمن نعمانیہ، ۱۸۹۸ء و ۱۸۹۹ء، ص ۴۰)

مولانا کرم الدین دبیر اور مولانا حقانی سے ایک دن پہلے مولانا غلام رسول
صاحب امرتسری اور مولانا عبدالحق صاحب پشاور نے بھی دارالعلوم کا معائنہ کیا

لور درج ذیل مشترکہ رائے رجسٹر درج کی۔

” آج ۱۸ شعبان ۱۳۲۱ ہجریہ علی صاحبہا الف الف صلوة و تحیة فقیر مع جماعت علماء مسجد شہزی لاہور میں گیا۔ وہاں تمام طلباء دارالعلوم نعمانیہ حاضر تھے لور جماعت اولیٰ سے صدر، میرزاہد، ملاجلال، قاضی مبارک، ہدایہ و شرح چھمینی کے سوالات ہوئے۔ اس جماعت کے طلباء نے بہت عمدہ طرز سے جوابات دیئے۔ ازاں بعد جماعت دوم سے شرح و قلیہ، نوار الانوار لور قطبی وغیرہ کے متعلق سوالات ہوئے ان میں سے بھی بعض طلباء نے اچھی طرز پر جواب دیئے۔ خلاصہ المرام یہ کہ دارالعلوم کی حالت عمدہ طرز پر ہے۔ میرے خیال میں تمام پنجپ کی اس دارالعلوم میں جس قدر علوم دینیہ کی تعلیم مفید ہے لور کہیں اس کی نظیر نہیں۔ بنا بریں اہل اسلام پر لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس دارالعلوم کی ملا و جانی امداد کرتے رہیں۔ طلباء دارالعلوم کو اگر کسی قدر کم توجہی ہے تو وہ املا میں اس لئے اول مدرس صاحب و صاحبان اہتمام مدرسہ کو ضروری ہے کہ طلباء کو املا کی ترغیب فرمائیں۔“ (رپورٹ انجمن نعمانیہ، ۱۸۹۸ء و ۱۸۹۹ء، ص ۳۹-۴۰)

انجمن نے ابتداء ہی سے اشاعت علوم دینیہ کی طرف خاص توجہ دی ہے۔ نہ صرف ایک ماہنامے کا اجراء کیا بلکہ کئی وسیع دینی کتابیں بھی شائع کیں۔ ابتدائی دور ہی میں انجمن نے مولوی عبداللہ صاحب جانی بہلولپوری کی ضخیم فارسی کتاب ”مختصر قدوری مع شرح فارسی“ شائع کی۔ مختصر قدوری کہ یہ فارسی شرح خاص اہمیت کی حامل ہے اور علم فقہ میں اس کا پایہ بہت بلند ہے۔ جب یہ کتاب شائع ہوئی تو انجمن نے اپنے ترجمان ”ماہنامہ انجمن نعمانیہ“ میں اس کا تعارف یوں کرایا ہے۔

”مختصر قدوری علم فقہ اہلسنت میں حنفی مسلک کی ایک مستند کتاب ہے جو تعریف و توصیف کی محتاج نہیں۔ ہر ایک صاحب سولو اس کتاب کے حالات سے واقف ہے۔ مولانا عبداللہ جانی صاحب مرحوم بہلولپوری نے اس مستند کتاب

کی ایک نہایت قتل قدر بڑی تحقیق کے ساتھ فارسی زبان میں شرح لکھی ہے جس سے تمام فارسی جاننے والوں کو تحقیقات مسائل کا فائدہ پہنچنے کی امید کی گئی ہے۔ اللہ جل جلالہ 'شرح کی اس محنت خالصہ' بوجہ اللہ قبول فرما کر جزائے خیر عاقبت میں عطا فرمائیں۔ فاضل شارح مرحوم نے حق تصنیف اس کا انجمن نعمانیہ کو عطا فرما دیا ہوا ہے اور انجمن نے محض بنظر اقلہ مسلمین اس کو چھپوا کر شائع کیا ہے۔ کتاب مذکورہ ۱۰۳۶ صفحات '۲۰ x ۲۶ کی تقطیع سفید کتغہ ڈی پر عمدہ اہتمام کے ساتھ مکمل چھپی ہوئی ہے اور قیمت بغرض اشاعت دین صرف دو روپے ہے۔" (ماہنامہ انجمن نعمانیہ اپریل تا جون ۱۹۹۱ء، ص ۳۰)

انجمن کے ماہنامہ کو مولانا محمد حسن فیضی، مولانا نور بخش توکلی اور مولانا اصغر علی صاحب روحی رحمۃ اللہ علیہم جیسے فاضل حضرات کا تعاون رہا ہے اور یہ بلاشبہ اپنے دور کا علمی، دینی اور ادبی لحاظ سے بلند پایہ مجلہ تھا۔

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی پہلی دہائیوں میں کوئی بھی جلسہ چاہئے وہ دینی ہو یا علمی و ادبی اس وقت تک کامیاب نہ سمجھا جاتا تھا جب تک کہ اسے اپنے دور کے نمائندہ شعرا کا تعاون حاصل نہ ہوتا بلکہ اجلاس کی جان اور روح وہ نظمیں سمجھی جاتیں جو اجلاس میں حاضر ہو کر محفوظ کرنے کے لئے پڑھی جاتیں۔ انجمن نعمانیہ اس لحاظ سے بھی خوش قسمت رہی ہے کہ اسے نامی گرامی اساتذہ کرام کا تعاون حاصل رہا ہے۔

انجمن کے ابتدائی دور میں مرزا ارشد گورگانی اور سید ناظر حسین ناظم لکھنؤی کا پورے پنجاب میں طوطی بولتا تھا اور کوئی بھی جلسہ ان کی شمولیت کے بغیر کامیابی کو نہ پہنچ پاتا۔ ان دونوں حضرات کا انجمن کو ہمیشہ تعاون حاصل رہا وہ اس کے سالانہ جلسوں میں تشریف لاتے، حاضرین کو اپنے کلام سے شاد فرماتے، اس وقت ہمارے سامنے دو طویل نظمیں ہیں جن میں پہلی مرزا ارشد گورگانی کی ہے جو انجمن کے سالانہ جلسہ ۱۸۹۸ء میں پڑھی گئی اور دوسری ناظم کی ہے جو

۱۸۹۹ء کے سالانہ اجلاس میں سنائی گئی۔

یہ دونوں تنظیمیں مسدس کی شکل میں ہیں۔ پہلی کے ستاروں اور دوسری کے اسی بند ہیں۔ تنظیمیں حمد و نعت سے شروع ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کے غروج و زوال اور اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالتی ہوئی حاضرین کو انجمن کی ملی اہلو کی دلکش و حسین ترغیب پر ختم ہوتی ہیں۔ اس زمانہ میں انجمن کے سالانہ اجلاس سنہری مسجد میں ہوتے تھے۔ اس کا ذکر ایک بند میں مرزا ارشد اس طرح کرتے ہیں۔

خانہ ایزد سخن سنہری مسجد
ہو مبارک تجھے یہ شان سنہری مسجد

میں تیری شان کے قربان سنہری مسجد
علماء ہیں تیرے مہمل سنہری مسجد
بیت اللہ میں کیا رکن رکین بیٹھے ہیں
عرش پر ڈھونڈنے کیوں جاؤں یہیں بیٹھے ہیں

اس سالانہ اجلاس سے پہلے انجمن کے ایک بانی خلیفہ حمید الدین حمید اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں۔ مرزا ارشد ان کا ذکر خیر اس طرح کرتے ہیں۔

یاد آجاتا ہے ہر وقت ہمیں روئے حمید
جلوہ گر دل میں سدا ہے رخ نیکوئے حمید
قلب میں بیٹھا ہوا ہے اثر خوئے حمید
کٹ شمشیر کر جلتے ہیں ابوئے حمید

اب دیکھئے چندہ کی اپیل کا دلفریب انداز۔

مدد اور دین کی مدد اس میں کی کا دھڑکا
گوش دل سے تو سنو جیب میں وہ کیا کھڑکا

یہ وہ کھڑکا ہے کہ سنتے ہی مرا جی بھڑکا
جیبیں لوں کھینچ بنوں پانچ برس کا لڑکا
دین کے واسطے ہو حرص تو کچھ عیب نہیں
چندہ آجلے تو کیا یہ مدد غیب نہیں
طالب علم کی بہبود یہی چندہ ہے
ہے جو شے بزم میں باسود یہی چندہ ہے
زر صافی طمع آلود یہی چندہ ہے
یارو ”ارشد“ کا مقصود یہی چندہ ہے
نظم پڑھنے فقط آیا ہوں میں چندے کیلئے
خدمت قوم یہ مخصوص ہے بندہ کیلئے
وہی نہ جائے گا جو راہ حق میں دو گے
اک یہاں دو گے تو وہاں ایک کے جادس لو گے
جب ملے ایک کے دس دس تو بڑے خوش ہو گے
اس گھڑی ”مرزا ارشد“ کو بھی کچھ سمجھو گے
اس منافع میں یاروں کا بھی حصہ ہو گا
ورنہ پھر دہاں میرا آپ کا قصہ ہو گا
حمد و نعت کے چند بند ملاحظہ فرمائیں ۔

تیری قدرت سے کسی شے کو نہ خلل پایا
جملہ عالم کا تجھے خالق و دال پایا
تو ہے وہ اعظم و اسی و معلی پایا
کہ ہر اک ارفع و علی سے علی پایا
لامکاں کیونکر کون خاص مکاں تیرا ہے
تو جہاں چاہے رہے کون و مکاں تیرا ہے

ہر گھڑی دردِ زباں ہو تیرے محبوب کی نعت
تیرے محبوب کی مرغوب کی مطلوب کی نعت
عرش پر شور ملائک ہو رقمِ خوب کی نعت
واہ کس شان کی حمد کس اسلوب کی نعت

خلد ہر بیت کا اللہ صلہ دے تجھ کو
یہ صلہ احمد مختار علیہ السلام دلا دے تجھ کو

نظم پڑھنے سے پہلے ارشد گورکھ صاحب نے چند رباعیاں پڑھیں جو حمد
و نعت اور دوسرے موضوعات پر مشتمل ہیں۔ ایک رباعی میں انہوں نے مفتی
سلیم اللہ صاحب رحمہ اللہ کا ذکر حسین شاعرانہ انداز میں کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

گر فضل کرے مجھ پہ خداوند کریم
ہر مغز میں پنچے گلِ معنی کی بشیم

باتوں میں گلستانِ معنی کھل جائیں
تحسین کو موجود ہے خود طبعِ سلیم

سید ناظر حسین خان صاحب ناظم کی طویل مسدس کو بھی اسی پر قیاس
کر لیجئے۔ مرزا ارشد دہلی سے اور ناظم لکھنؤ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ارشد صاحب
کی نظم میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو مدرسہ دہلی سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور
اسی طرح ناظم صاحب لکھنؤ کے ترجمان ہیں۔ ناظم کی ایک رباعی ملاحظہ کیجئے جو
انہوں نے مسدس شروع کرنے سے پہلے پڑھی تھی۔

مملو در معنی سے میرا سینہ ہے
دل میں یہ صفائی ہے کہ آئینہ ہے

جب قفلِ دہن کھلا جواہر نکلتے

گویا کہ زباں کلیدِ گنجینہ ہے

(ملاحظہ ہو رپورٹ انجمنِ نعمانیہ، ہند ۱۸۹۹ء صفحات ۱ تا ۱۳)

یہ دونوں نظمیں اردو ادب کا بہترین سرمایہ ہیں۔

دارالعلوم نعمانیہ کا نصاب تعلیم

دارالعلوم کا نصاب مرتب کرنے کے لیے جن چند علمائے کرام کے نام ریکارڈ میں موجود ہیں ان میں سے مصر کے ”جامع ازہر“ کے سربراہ، قسطنطنیہ کے دارالعلوم ابا صوفیہ کے چانسلر اور بیروت کی علمی درسگاہوں کے اساتذہ سے مشورہ کیا گیا۔ ندوة العلماء کانپور کے چند علماء بھی اس بورڈ میں لیے گئے جو نصاب مرتب کر رہے تھے۔ صرف دینی ادارے ہی نہیں اس وقت کے انگریزی اداروں سے بھی دانشوران عصر سے مشورے طلب کیے تھے۔ جناب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن پنجاب سے باقاعدہ گفتگو کی گئی اس سلسلہ میں خان بہادر محمد برکت علی خان اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر پریذیڈنٹ

میونسپل کمیٹی لاہور اور جنرل سیکرٹری انجمن اسلامیہ لاہور نے بڑی جدوجہد کی۔ سید قمر الدین فیلو پنجاب یونیورسٹی مولانا عبدالحکیم پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور، شیخ دانشمند ایم ای، سقراط مولانا حاکم علی نقشبندی مجددی پروفیسر مشن کالج لاہور جیسے ماہرین تعلیم نے نصاب سازی میں اہم کردار ادا کیا۔

اس وقت ڈائریکٹر سر رشتہ تعلیم پنجاب جناب جے سائمن، ایم۔ اے، ایل۔ ایل ڈی تھے انہوں نے انجمن نعمانیہ کی ایک عرضداشت پر اپنے مفید مشوروں سے نوازا انہوں نے کرنل راجہ عطاء اللہ خان صاحب کے نام ۲۳ اپریل ۱۸۹۳ء کو ایک چھٹی لکھ کر دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے تدریسی امور پر بڑی راہنمائی کی۔ یہ چھٹی دارالعلوم نعمانیہ کے ماہانہ جریدہ نعمانیہ لاہور میں چھپی ہے۔ جس کی تفصیلات یہاں درج کرنے کی ضرورت نہیں۔

انجمن نعمانیہ مشتری سکولوں کے مقابلہ میں

یہ وہ زمانہ تھا جب انگریزی حکومت برصغیر میں اپنے انداز پر تعلیم کو عام کرنا چاہتی تھی اس نے ملک بھر میں سکولوں اور کالجوں کا جال بچھا دیا۔ حکومتی سکولوں کے ساتھ ساتھ اس نے کئی مشتری ادارے قائم کیے اور سکول، کالج کھولے۔ ساتھ ہی پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار ڈاکٹر لائینر نے دینی مدرسوں کی ایک رپورٹ مرتب کی۔ جس میں پنجاب کے تمام دینی اداروں کی تفصیلات لکھیں۔ انجمن اسلامیہ لاہور نے انجمن حمایت اسلام کے زیر اہتمام اسلامیہ کالج کی بنیاد رکھی۔ ان تمام مدارس کا مقصد یہ تھا کہ طلباء کو انگریزی علوم سے شناسا بنا کر زندگی کی دوڑ میں شامل کر لیا جائے۔ انجمن اسلامیہ اور انجمن حمایت اسلام، سرسید احمد خان آف علی گڑھ کے تعلیمی کارناموں سے بڑی متاثر تھیں اسی لیے انہیں کے پیش کردہ تعلیمی انداز کو مسلمانوں میں رائج کرنے کے لیے کوشاں تھیں۔

لارڈ میکالے نے برٹش گورنمنٹ کو جو تعلیمی پالیسی دی اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ برصغیر کے لوگوں کو اسلامی تہذیب و تمدن سے ہٹا کر انگریزی تہذیب سے آشنا کیا جائے۔ سرسید احمد خان نے ان مقاصد کی تکمیل کے لیے علی گڑھ میں ایک ایسے کالج کی بنیاد رکھی (جو بعد میں یونیورسٹی کا درجہ پا گیا) جس نے مسلمانوں میں انگریزی زبان و تعلیم کو پھیلانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ان تمام کوششوں کے برعکس مسلمانوں کا ایک ایسا طبقہ بھی موجود تھا جو مسلمانوں کو دینی علوم سے وابستہ رکھ کر دین اسلام کی عظمت کو قائم رکھنا چاہتا تھا۔ ان مسلمانوں میں ”انجمن نعمانیہ لاہور“ کے بانی اراکین پیش پیش تھے۔ انہوں نے دارالعلوم نعمانیہ کو اس انداز میں چلایا کہ ہزاروں طالبان علم دستار فضیلت کے ساتھ قرآن و احادیث کی روشنیاں لے کر ملک میں پھیلنے لگے اور اپنی مساجد، مدارس اور روحانی بارگاہوں کو نہ صرف آباد کیا بلکہ ان علمی اور روحانی مراکز سے علم و فضل کے چشمے جاری کیے۔

۱۸ فروری ۱۸۹۳ء میں انجمن نعمانیہ لاہور کا سالانہ جلسہ مسجد وزیر خان لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا اصغر علی روحی ایم او ایل نے ایک زبردست عربی قصیدہ پڑھا۔ جسے اہل علم و فضل نے بے حد پسند کیا۔ اسی جلسہ میں حکیم شجاع الدین رئیس لاہور و طبیب امرتسر نے دارالعلوم نعمانیہ کے دینی علمی خدمات پر ایک زبردست نظم لکھی۔ جس کے چند شعر پیش ہیں۔

بھلا یہ انجمن ہے یا کہ گلدستہ ہے پھولوں کا
میرے نزدیک ہر اک اس کا گل دشت گلستاں ہے
عجب اس مدرسہ میں ہوتی ہے تعلیم قرآنی
کہ فائق قاریوں پہ جس کا ہر طفل دستاں ہے

”جلالین“ اور ”کشاف“ اور ”بیضاوی“ اور ”انفال“ کا
اسی کے فیض سے ہر ایک عقیدہ اس کا آساں ہے
”بخاری“ اور ”مسلم“ کی اسی سے ہو گئی صحبت
یہ کیا نام مبارک حضرت نعمان کا بحران ہے
کہیں ”شرح وقایہ“ ہے کہیں ”کنز“ اور ”ہدایہ“ ہے
کہیں ”عینی“ کھلی ہے اور کہیں ”شامی“ کا دوراں ہے

لاہور کے روساء انجمن کے معاون بن گئے

انجمن نعمانیہ کی بنیاد رکھے ابھی سات سال گزرے تھے مکہ چند مزید
دردمند مسلمان حضرات نے اپنی اعزازی خدمات پیش کیں اور دارالعلوم
نعمانیہ کی مزید شاخیں لاہور میں قائم کر دی گئیں۔ موچی دروازہ کے اندر
بکن خان کی مسجد میں مدرسہ علوم اسلامیہ کے نام سے جاری کیا گیا۔ پھر
کرنل راجہ عطاء اللہ خان جو ان دنوں آنریری مجسٹریٹ وزیر آباد تھے۔
انجمن کے مربی تھے۔ وہ انجمن کے جلسوں میں شرکت کرتے اور مالی امداد
فرماتے تھے۔ رسالدار میجر سید امیر علی شاہ صاحب معاونین میں شامل ہو گئے۔
حاجی شیخ چراغ دین ٹھیکیدار حج سے واپس آئے تو انہوں نے اپنا سارا زاد راہ
انجمن نعمانیہ کو دے دیا۔ حکیم مفتی سلیم اللہ مہتمم ”شفاخانہ سلیمی“ اور محافظ
فنائنل کمشنر پنجاب دبیر انجمن بنے۔ الحاج غوثی چراغ دین نے انجمن کے لیے
بہاولپور، بمبئی اور دوسرے شہروں کا سفر کیا اور انجمن کی مالی امداد کے لیے مخیر
سینوں کو آمادہ کیا۔

ملک کے علمائے کرام انجمن نعمانیہ کے جلسوں میں

انجمن نعمانیہ کے علماء کرام نے عوام کے اندر دینی اور اسلامی

بیداری کے لیے تقاریر کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ انجمن کے تدریسی فضلاء کے علاوہ ملک کے مختلف حصوں سے خطیبوں کو دعوت دے کر لاہور کے جلسوں میں تقاریر کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ بتاریخ ۹؍ ۱۰ فروری ۱۸۹۵ء کو موچی دروازہ کے اندر مسجد کین خان میں علمائے کرام کو دعوت دی گئی اور مسجد وزیر خان لاہور میں جلسے منعقد کیے گئے۔ ان میں حکیم نور الدین بھیروی (ابھی وہ گمراہ نہیں ہوا تھا) مولوی احمد علی شاہ مرزا پوری، نواب محسن الملک، مولوی سید مہدی علی خان علی گڑھ جیسے اہل قلم نے لکھ کر مقالے پیش کیے۔ دوسری طرف مولانا غلام محمد فاضل ہوشیار پوری نے زبردست تقاریر کیں۔ مولانا غلام احمد صاحب صدر مدرس، دارالعلوم نعمانیہ نے اپنی تقاریر کی دھاک بٹھا دی۔ مولانا غلام احمد صاحب نے عربی میں بھی لیکچر دیے جو بعد میں چھپوا کر اہل علم و فضل کی خدمت میں پیش کیے گئے۔

مولانا کی تقاریر کو پنجابی میں ترجمہ کر کے تقسیم کیا گیا مولانا محمد عبداللہ حافظ آبادی نے توحید اور ”اثبات نبوت“ پر خطابات کیے جسے بہت پسند کیا گیا۔ مولانا عبدالرحمان ضلع جالندھر کی بستی دانشمنداں نے ”تعلیم و علم دین“ کے موضوع پر تقاریر کا ایک سلسلہ شروع کیا یہ دونوں علماء کرام دارالعلوم نعمانیہ سے سند فضیلت حاصل کر چکے تھے۔ ان دنوں مولوی محمد حسن صاحب محدث دیوبند شریف مقیم فیض پور کلاں نے بھرپور طریقہ پر خطابات کیے۔

۱۰؍ فروری ۱۸۹۵ء میں جن علماء نے مسجد نواب وزیر خان میں تقاریر کیں ان میں قاری مولانا عزیز الرحمن ساکن داتا ضلع ہزارہ نے قرآن سنا کر اہل جلسہ کو خوش کام کر دیا۔ پھر انہوں نے ”علم دین کی اہمیت“ پر ایک پر مغز مقالہ پیش کیا۔ اسی جلسہ میں مولوی نجف علی مترجم چیف کورٹ پنجاب

نے ایک تحریری مقالہ پڑھا جو بعد میں چھپ کر تقسیم ہوا تھا۔ ان دنوں فاضل یگانہ جناب مولانا علامہ اصغر علی روجی ایم۔ اے نے اپنی عربی نظم سنائی اور پھر اس کا اردو ترجمہ بھی سنایا۔ یہ انداز قدرداں حضرات نے بے حد پسند کیا۔ حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب دبیر انجمن نعمانیہ نے دارالعلوم نعمانیہ کی علمی خدمات پر ایک مبسوط رپورٹ تیار کی۔

ایک ہندو سکالر حکیم وزیرچند دارالعلوم نعمانیہ کے فیض یافتہ تھے۔ علماء کرام کی صف میں کھڑے ہو کر ”اسلام کے دنیا پر احسانات“ پر ایک تحریری مقالہ پیش کیا۔ مولانا محمد افضل ساکن مزنگ لاہور نے ایک تحریری تقریر کی۔ ان کے ساتھ مولانا خیرات علی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

مولانا غلام محمد صاحب بگوی خطیب بادشاہی مسجد لاہور کی تقریر اس جلسہ کی بہترین تقریر تھی۔ یہی تقریر بعد میں چھپ کر تقسیم کی گئی۔ مولانا عبدالرحمن جالندھری نے بھی دینی علوم کی ضرورت پر بڑی زبردست تقریر کی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن بٹکوی جو مولانا غلام احمد صاحب صدر مدرس نعمانیہ کے شاگرد خاص تھے نے اپنی تقاریر سے لاہور شہر میں ایک نیا رنگ پیدا کر دیا۔

زعمائے ملت کی انجمن نعمانیہ میں آمد

۱۸۹۵ء / ۱۳۱۲ھ کو انجمن نعمانیہ کی دینی خدمات کے اعتراف کے طور

پر دنیائے اسلام کے بہت سے زعمائے انجمن کے دفتر میں آنا شروع کیا۔ شہزادہ نصر اللہ خان صاحب فرزند ارجمند جناب امیر عبدالرحمان والی افغانستان اپنے خدام کے لشکر کے ساتھ ”دارالعلوم نعمانیہ“ میں تشریف لائے۔ انہوں نے کرنل غلام رسول سفیر افغانستان کی وساطت سے ان دنوں پندرہ سو روپیہ انجمن نعمانیہ کے اخراجات کے لیے مہیا کیے۔

اسی دوران محمد صادق خاں عباسی والی بہاول پور لاہور تشریف لائے تو ان کی خدمت میں انجمن نعمانیہ کے منتظمین کا ایک وفد بہ قیادت سید امیر شاہ صاحب سردار بہادر بہاول پور ہاؤس لاہور پیش ہوا اور انجمن کی دینی خدمات پر گفتگو کی نواب صاحب نے فوری طور پر انجمن کے لیے چار سو روپیہ دیا اور حکم دیا کہ انجمن کے لیے ہر سال پانچ سو روپیہ وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ چند دنوں بعد ریاست بہاول پور کے وزیراعظم جناب میر ابراہیم علی خان دارالعلوم میں خود تشریف لائے اور اپنی طرف سے عطیات بھی پیش کیے اور انجمن کی کارکردگی پر تفصیلی گفتگو کر کے نواب آف بہاول پور کی خدمت میں پیش کی۔

نواب بہاول پور کی سالگرہ پر انجمن نعمانیہ لاہور کے دبیر تاج الدین صاحب اور حافظ چراغ دین صاحب نواب آف بہاول پور کے جشن سالگرہ میں شریک ہوئے۔ اسی موقعہ پر نواب صاحب کے پیرو مرشد حضرت خواجہ غلام فرید آف چاچڑاں شریف بھی موجود تھے۔ آپ کو دارالعلوم نعمانیہ کی علمی خدمات کی تفصیلات بیان کیں تو آپ نے مدرسہ کے لیے ہدیہ بھی عطا فرمایا اور اپنے مریدوں کو بھی توجہ دلائی۔

مرزا اعظم بیگ رئیس لاہور نے دارالعلوم نعمانیہ کے منتظمین سے ملاقات کر کے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور عطیات بھی پیش کیے۔ اس سال ستمبر ۱۸۹۰ء میں انجمن نعمانیہ کے دو اراکین مولانا تاج الدین احمد اور حافظ چراغ الدین بمبئی پہنچے وہاں کے مسلمانوں کو دارالعلوم کے اخراجات کی توجہ دلائی۔ اکثر رؤسا بمبئی نے انجمن نعمانیہ کے لیے سالانہ وظیفہ مقرر کیے ان خیر حضرات میں حاجی رحمت اللہ، حاجی دادو صاحب جیسے حضرات کے نام آتے ہیں اسی دوران کانپور کے تاجروں نے مولانا تاج الدین کی کوششوں

سے بہت سی تدریسی کتابیں ارسال کیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا انجمن نعمانیہ کو خراج تحسین

اسی سال اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم نعمانیہ لاہور کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ آپ نے اپنے وہ اعتراضات جو مجلس ندوۃ العلماء کے جناب عبدالقادر بدایونی پر کیے تھے انجمن نعمانیہ لاہور کو حیا کیے تاکہ انجمن کے اراکین اور علمائے لاہور صحیح صورت حال سے واقف ہو سکیں اور ندوۃ کے عمائدین جس انداز میں کام کر رہے ہیں ان سے آگاہی ہو سکے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے دارالعلوم کے اساتذہ سے تاثرات مانگے تھے تاکہ وہ ندوۃ العلماء کو دکھا سکیں۔ علمائے اہلسنت کی اس مجلس نے آپ کے اعتراضات پر غور و غوض کیا اور اپنے تاثرات سے ”ندوۃ العلماء“ کے ناظم اعلیٰ جناب مولانا محمد علی کو آگاہ کیا۔ ان دنوں بریلی شریف میں ندوۃ العلماء کا جو جلسہ ہوا اس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی دعوت پر انجمن نعمانیہ کی طرف سے مولانا تاج الدین احمد اور حکیم مفتی سلیم اللہ صاحبان بھی شریک ہوئے۔

دانشوران عصر کی انجمن نعمانیہ میں آمد

”انجمن نعمانیہ“ کے دینی معاملات میں خدمات کی دعوت کے ہر دردمند مسلمان کو متاثر کیا۔ چنانچہ جس طرح علمائے کرام، زعمائے ہندوستان، انجمن کی طرف بڑھے اسی طرح سے دانشوران ملک نے انجمن نعمانیہ کی حسن کارکردگی کو بذات خود ملاحظہ کیا۔ چنانچہ وہ لوگ یکے بعد دیگرے دارالعلوم میں آنے شروع ہوئے اور اساتذہ اور اراکین نعمانیہ سے ملتے

رہے۔ ہم چند حضرات کے نام اور ان کے تاثرات کے اقتباسات پیش کرتے ہیں جنہوں نے اس دارالعلوم کو اپنی آمد سے نوازا۔

منشی نو کشور آنجہانی

ملک میں اسلامی لٹریچر کے معروف ناشر منشی نو کشور آنجہانی انجمن نعمانیہ کی علمی خدمات سے بے حد متاثر تھے۔ نو کشور کے تین مطابع لاہور، دہلی، لکھنؤ میں بے پناہ اسلامی کتابیں شائع کر رہے تھے۔ وہ انجمن نعمانیہ میں ۱۸۹۰ء کو بذات خود تشریف لائے اور اساتذہ اور تلامذہ سے گفتگو کی۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ مولانا غلام احمد صاحب کی عالمانہ قابلیت اور فضائل علمیہ سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ میری رائے ہے کہ اگر یہ مدرسہ کچھ عرصہ تک اسی گرم جوشی سے کام کرتا رہا اور ممبران کمیٹی اتفاق و اتحاد سے کام میں سرگرم رہے تو ایک دن عربی زبان کا یہ مرکز سارے ملک میں مشہور ہوگا۔ مجھے چند بچوں کا امتحان لے کر بڑی مسرت ہوئی ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ آج کے بعد میرے مطابع میں جس قدر عربی کتابیں چھپ کریں گی جن کا ایک ایک نسخہ انجمن نعمانیہ کی لائبریری کو مہیا کیا جائے گا۔ خصوصی مالی امداد کے علاوہ منشی نو کشور نے معائنہ کے وقت پچاس روپے دارالعلوم کے طلباء کو دیے۔

مولانا غلام فاضل ہوشیار پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے معائنہ کے وقت لکھا۔ احقر نے مشکوٰۃ شریف، شمس بازغہ، قاضی مبارک، ملا حسن میں دارالعلوم کے طلباء کا امتحان لیا۔ مجھے ان کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا ہے۔ مجھے مولانا غلام احمد صاحب مدرس اعلیٰ کی قابلیت نے بے حد متاثر کیا ہے۔

مولانا نور محمد مہتمم دارالعلوم حقانی لودھیانہ

مولانا نور محمد صاحب لودھیانہ پنجاب کے ایک بڑے ادارے کے مہتمم تھے۔ وہ دارالعلوم نعمانیہ میں آئے انہوں نے طلباء کا امتحان لیا اور بعض تجاویز بھی پیش کیں۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا:

”موجودہ طلباء کی تعداد میں اضافہ کیا جانا ضروری ہے۔ عربی خوان طلباء پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے ان کی تعداد اتنی بڑھائیے کہ یہ لوگ ملک میں علمی کمی کو پورا کر سکیں۔ میں مولانا غلام احمد صاحب صدر مدرس کی قابلیت سے متاثر ہوا ہوں مگر ان کی قابلیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انجمن کے اراکین کو چاہیے کہ طلباء کی تعداد بڑھانے کی کوشش کریں اور ان کے اخراجات کے لیے مزید ذرائع آمدنی مہیا کریں۔ طلباء کو مختلف مضامین میں بیک وقت پڑھایا جائے تاکہ وہ تیزی سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہو کر دینی راہنمائی کے لیے آگے بڑھ سکیں۔“

میاں غلام صدیقی صاحب سیٹھی پشاور

آپ پشاور کے روسا میں سے تھے اور دینی محبت رکھتے تھے۔ آپ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۴ء کو لاہور تشریف لائے اور دارالعلوم نعمانیہ کا معائنہ کیا۔ آپ نے اپنی رپورٹ میں لکھا:

”میں نے مسجد بکن خان کے شعبہ علمیہ عربیہ کا معائنہ کیا۔ یہ شعبہ انجمن نعمانیہ کے زیر اہتمام چل رہا ہے تفسیر و حدیث کی بلند پایہ کتابیں پڑھائی جا رہی ہیں۔ معقول و منقول پر بڑی توجہ دی جاتی ہے۔ میں حاجی الہی بخش مرحوم پشاور میر احمد سیٹھی پشاور کی

خدمات کو سرایتا ہوں اور انجمن کے مالی امور میں ہم لوگ معاونت کریں گے۔“

حضرت مولانا شاہ سلیمان پھلواری رحمۃ اللہ علیہ علی گڑھ

حضرت مولانا شاہ سلیمان پھلواری علی گڑھ کالج کے پروفیسر تھے اور آپ کو اعتقادی طور پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب سے روحانی اور علمی تعلق تھا۔ آپ مدرسہ نعمانیہ میں خود تشریف لائے اور اساتذہ اور طلباء سے علمی موضوعات پر گفتگو کی۔ آپ نے اپنی رپورٹ میں لکھا:

”اللہم بلوک فی امور اتہم اللہ تعالیٰ انجمن نعمانیہ کو قائم و

دائم رکھے۔ آج مسلمانوں کو ایسے خاص اسلامی مدارس کی اعانت میرے نزدیک بہت ضروری ہے اور خیال کرنا چاہئے۔

تازے خانہ و می نام و نشان خواہد بود
مرا خاک رہ پیر مغاں خواہد بود

مولانا محمد الدین پشاوروی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد الدین رحمۃ اللہ علیہ پشاور کے اجلا علمائے کرام اور مدرسین میں سے تھے۔ آپ دارالعلوم نعمانیہ میں ۱۳۱۲ھ کو تشریف لائے اور حافظ قرآن اور قاریان دارالعلوم کا امتحان لیا آپ نے اپنی رپورٹ میں لکھا:

”میں نے اس قسم کے مشاق حافظ اور قاری کسی دینی مدرسہ میں نہیں دیکھے“

سید نادر علی شاہ صاحب سیفی مالک رہبر ہند

سید نادر علی شاہ صاحب ملک کے ایک بلند پایہ صحافی تھے اور ”رہبر

ہند اخبار“ کے مالک اور ایڈیٹر تھے۔ آپ دارالعلوم نعمانیہ کے معاونین میں سے تھے۔ آپ حکیم سلیم اللہ مفتی نعمانیہ اور مولانا تاج الدین صاحب کی درخواست پر انجمن نعمانیہ کے دفتر میں آئے۔ آپ نے اپنی رپورٹ میں لکھا:

”اگرچہ میں انگریزی زبان کی تعلیم کا زبردست حامی ہوں مگر میں علوم دینیہ اور عربیہ جس انداز سے دارالعلوم نعمانیہ میں پڑھائے جاتے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ مولوی چراغ الدین صاحب نے علم ریاضی میں طلباء کو طاق کر دیا ہے۔ میں اقلیدس والجبرا طبیعیات اور فلسفہ کی کتابوں کی تعلیم پر بے پناہ خوش ہوا ہوں۔ میں دارالعلوم کے طلباء کی واقفیت، تفسیر حدیث، فقہ کی تعلیم پر اظہار تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہاں کے بعض طلباء کی قوت بیانیہ نے مجھے بڑا متاثر کیا ہے۔ مولانا غلام احمد صاحب، صدر مدرس نے معقولات میں جس فضیلت کو حاصل کیا ہے مجھے مولانا مولوی محمد حنی صاحب کی زبانی مفصل علم ہوا ہے۔ وہ آج ہندوستان کے تمام مدارس میں فقہ، علم حساب میں یکتا ہیں۔ میری دلی خواہش ہے کہ دارالعلوم نعمانیہ میں ایک شیعہ مدرس کو بھی رکھا جائے تاکہ طلباء کو شیعوں کے عقائد اور مسائل سے بھی واقفیت ہو سکے۔ میں دارالعلوم کے تدریسی کمروں کو وسیع دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ طلباء سہولت سے تعلیم حاصل کر سکیں۔ دفتری نظام کو بھی وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان امور کی طرف توجہ دیں۔“

”ان دنوں مولوی فدا محمد صاحب قرآن شریف پڑھاتے ہیں۔“

مولوی محمد صاحب قرآن حفظ کراتے ہیں۔ حفظ کرنے اور قرآت سیکھنے والے قاری طالب علم چٹائیوں پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ بچے قالینوں پر بیٹھ کر پڑھیں۔ یہاں کے طلباء اور مدرسین کو مزید سہولتیں ملنا چاہئیں۔“

خان احمد شاہ صاحب ڈسٹرکٹ جج گوجرانوالہ

”مجھے جناب سردار یار محمد خان صاحب بہادر، جناب سردار محمد حیات خان صاحب کے ساتھ دارالعلوم نعمانیہ کے دیکھنے کا موقع ملا۔ میں یہ جان کر بے حد خوش ہوا کہ یہاں کے طلباء عربی میں کتابیں پڑھ رہے ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ یہاں کے طلباء عام کالجوں کے طلباء سے زیادہ ذہین اور محنتی ہیں۔ اس وقت دینی مدارس کے قیام کی بڑی ضرورت ہے۔ سارے ملک میں ایسے ادارے قائم ہونے چاہئیں۔ میں یہاں کے تمام طلباء کو واعظ اسلام اور خادم دین دیکھنا چاہتا ہوں۔ مگر جب تک کوئی طالب علم معاشی طور پر خوشحال نہ ہوگا اس وقت تک تو وہ حق کی آواز بلند نہیں کر سکے گا۔ اس لیے مجھے انجمن کے اراکین سے گزارش کرنا ہے کہ وہ ان طالب علموں کی دنیاوی خوشحالی پر بھی توجہ دیں۔ مجھے انجمن کے دینی کاموں پر دلی اطمینان ہوا ہے اور اسے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔“

سردار یار محمد خان اکسٹرا اسٹنٹ گجرات

”میں آج انجمن نعمانیہ کی نگرانی میں چلنے والے دارالعلوم کے دیکھنے کے لیے ڈسٹرکٹ جج گوجرانوالہ کے ساتھ آیا ہوں۔ مجھے ان کے خیالات سے پورا پورا اتفاق ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ دارالعلوم کی ایک اپنی بلڈنگ (مکان) بنائی جائے۔ کیونکہ ابھی تک طلباء مساجد میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کر

رہے ہیں۔ پھر ان مساجد میں عام لوگوں کو عبادت کے علاوہ طلباء کو بھی تکلیف ہے۔“

سردار محمد حیات خان صاحب پوپلزنی گجرات

”میں اپنے معزز ساتھیوں کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں اور مدرسہ کی مالی امداد کے لیے کوشاں رہنے کا یقین دلاتا ہوں۔“

مولانا قاضی ظفر الدین احمد، پنجاب یونیورسٹی لاہور

آپ ۶ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ کو مدرسہ نعمانیہ لاہور کے معائنہ کے لیے آئے۔ آپ نے بہت سی جماعتوں کے طلباء کا امتحان لیا اور بڑے اطمینان کا اظہار کیا اور اپنی رپورٹ میں لکھا:

”مدرسہ اپنے فرائض بخوبی ادا کر رہا ہے اور یہاں جس قسم کے علماء تدریس میں مصروف ہیں ان کی قابلیت ملک بھر میں مسلم ہے۔ میں نے امتحان لیتے وقت سختی سے کام لیا ہے مگر طلباء نے ان مشکل سوالات کو بھی حل کر دیا ہے یہ طلباء ادب عربی اور ریاضی میں پختہ کار ہیں۔ یہاں مختلف ممالک سے آئے ہوئے طلباء نے بڑی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے تدریسی علماء کے صدر مدرس مولانا غلام احمد صاحب بڑے فاضل اور تعلیم میں گہری دلچسپی لیتے ہیں اگر دارالعلوم نعمانیہ کی بلڈنگ کا اپنا بندوبست ہو جائے تو طلباء کو بڑی سہولت ہو جائے گی۔“

دارالعلوم نعمانیہ کی اس زمانہ میں آمدنی بھی نہایت قلیل تھی۔ مگر چونکہ نہایت سستا دور تھا اسی لیے اخراجات بھی تھوڑے ہوتے تھے۔ آج کے دور میں ہم گرائی کی وجہ سے اخراجات دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں کہ

جنوری سے دسمبر ۱۸۹۵ء کو انجمن نعمانیہ نے جو گوشوارہ تیار کیا اس کے پیش نظر سال بھر میں کل آمدنی ۵۷۵ روپے اور سالانہ خرچہ ۳۷۳ روپے تھا۔ مگر یہ وہ زمانہ تھا جب ایک روپیہ میں تین من گندم آتی تھی۔ ایک روپیہ کا سویر گڑ ملتا تھا، ایک روپیہ میں چالیس سیر سفید چینی ملتی تھی۔ ایک روپے کی تین ہزار اینٹیں اور مستری دن بھر کی مزدوری چھ آنے لیتا تھا۔

۱۸۹۷ء کی سالانہ رپورٹ

انجمن نعمانیہ کو قائم ہوئے دس سال ہو چکے تھے کہ دارالعلوم نے ایک رپورٹ شائع کی جسے مولانا تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ پنجاب اور دبیر انجمن نعمانیہ نے مرتب کیا تھا اور ۱۳۳۳ھ کو چھپ کر سامنے آئی۔ اس رپورٹ میں انجمن کے اغراض و مقاصد، دارالعلوم نعمانیہ کو وسعت دینے کی تجاویز، سابقہ برسوں میں انجمن کی رفتار کا جائزہ شائع کیا گیا تھا۔

انجمن نعمانیہ کا تعارفی وفد مسلمانوں کی خدمت میں

ماہ ستمبر ۱۸۹۱ء کو انجمن نعمانیہ کا ایک تعارفی وفد جس میں مولانا تاج الدین احمد صاحب، حافظ چراغ الدین صاحب، خلیفہ محمد عبداللہ صاحب، مولانا قمر الدین صاحب، دبیر انجمن شریک تھے۔ یہ وفد ملک کے مقتدر علماء و مشائخ کی ملاقات کو نکلا۔ صاحبزادہ سید ظہور الحسن قاضی سجاد نشین ٹالہ شریف پہلے میزبان محترم تھے۔ جنہوں نے نعمانیہ کے اس وفد کو پرtpاک طریقہ سے خوش آمدید کہا۔ اور بڑے اعزاز سے پذیرائی فرمائی۔ آپ نے مدرسہ کے لیے مالی معاونت فرمائی اور ان کی دینی کوششوں کی تعریف کی۔ اس وفد نے شیخ غلام نبی منصف (اعزازی جج) جالندھر سے ملاقات کی جنہوں نے انجمن کی طرف خصوصی توجہ دی۔ یہ وفد گجرات گیا جہاں سردار یار محمد خان پولوئی جو گجرات

کے رئیس اعظم اور میونسپل کمیٹی گجرات کے وائس پریذیڈنٹ تھے، سے ملا انہوں نے مدرسہ کی مالی امداد فرمائی اور آئندہ کے لیے مستقل وظیفہ مقرر کیا۔ سردار حیات محمد خان رئیس گجرات نے بھی مالی امداد فرمائی اور آئندہ کے لیے ہر ماہ وظیفہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا اس وفد کو شیخ احمد بخش صاحب خان بہادر اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر گجرات نے مالی امداد سے نوازا۔ شیخ غلام حسین صاحب گجرات کے سوداگر کی حیثیت سے معقول مالی امداد کا وعدہ کیا۔ فشی بشیر احمد صاحب محرر تحصیل گجرات اور دوسرے عمائدین گجرات نے وفد کی باتیں نہایت دلچسپی سے شنیں اور امداد کا وعدہ کیا۔ اس وفد کی گجرات کے لوگوں نے بڑی پذیرائی بخشی اور انجمن کے اغراض و مقاصد سے واقفیت کو حاصل کی۔

انجمن نعمانیہ کاموچی دروازہ لاہور میں ایک جلسہ

جنوری ۱۸۹۷ء کو انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ موچی دروازہ میں ہوا۔ جس میں حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری ہاشمی (صاحب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل) نے بڑی پر مغز تقریر کی۔ جلسہ میں وزیر آباد سے مولانا عبد المنان تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے اپنی تقریر سے لاہور والوں کو بے حد متاثر کیا۔ مولانا عبد اللہ ٹونکی پروفیسر اور کئیل کالج لاہور بھی اہم مقرر تھے۔ اسی طرح مولانا عبد المجید وکیل سیالکوٹ نے بڑے ادبی انداز میں تقریر کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ان حضرات کے خطابات ”کلام الملک ملک الکلام“ کا مظہر تھے۔ اس جلسہ میں مولانا محمد حسین پٹالوی بھی آئے تھے۔ (غالباً انہوں نے ابھی وہابیت سے رشتہ نہیں جوڑا تھا) اور اپنی تقریر سے سامعین کو مسحور کر دیا۔ دارالعلوم نعمانیہ کی خدمات کو سید ثار علی صاحب شہرت نے ایک مرصع نظم میں پیش کی۔

دوسرے روز کے اجلاس میں دارالعلوم نعمانیہ کے طلباء، حفاظ، قاری اور مقررین کے علاوہ مولانا ابو الفیض محمد حسن صاحب فیضی ساکن موضع بھین چکوال نے (جو ان دنوں راولپنڈی اسلامیہ ہائی سکول کے مدرس تھے) اپنی فصیح و بلیغ تقریر سے سامعین کو خوش کر دیا آپ کی تقریر اہل لاہور نے بے حد پسند کی اور انجمن کے اراکین نے مولانا کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

انجمن نعمانیہ اور انجمن حمایت اسلام کے اتحاد کی کوششیں

انجمن نعمانیہ لاہور کو قائم ہوئے اب تقریباً دس سال ہو چکے ہیں۔ انجمن کے دو دارالعلوم قائم ہو چکے تھے۔ ایک موچی دروازہ لاہور جامع مسجد بکن خان میں قائم تھا اور دوسرا بادشاہی مسجد لاہور میں قائم تھا۔ ان مدارس میں بلند پایہ مدرس، علمائے کرام تدریس دے رہے تھے اور ان چند سالوں میں دور دراز سے طلباء داخلہ لینے آ رہے تھے۔ دوسری طرف لاہور میں مسلمانوں کی ایک اور ”انجمن حمایت اسلام“ بھی تعلیمی اور تدریسی میدان میں کام کر رہی تھی۔ اس نے سکول اور کالج کھولے اور طلباء کو انگریزی زبان اور مروجہ تعلیم کی اشاعت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

یہ دونوں انجمنیں دردمند مسلمانوں کے تعاون سے چل رہی تھیں اور ان دردمند حضرات کے سامنے مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں میں تعلیم کو عام کر دیا جائے اور جو لوگ اپنے بچوں کو انگریزی زبان کے لیے مشنری سکولوں میں داخلہ لینے پر مجبور ہیں انہیں اسلامی تعلیمات سے بھی روشناس کرایا جائے۔ انگریز مشنری کے سکول ان دنوں عیسائی پادریوں کے زیر اہتمام کام کر رہے تھے۔ جہاں انگریزی کے ساتھ ساتھ عیسائیت کی تبلیغ دی جاتی تھی۔ دونوں انجمنوں کے دردمند اراکین نے فیصلہ کیا کہ ”انجمن حمایت اسلام“ اور ”انجمن نعمانیہ“ کو یک جا کر کے ایک بلند پایہ تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے جو

سارے ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے شمع اسلام کی روشنیاں پھیلانے۔
تحقیق کے دوران انجمن نعمانیہ کے دفتر سے ایک خصوصی فائل
ہمارے سامنے آئی ہے جو دونوں اسلامی انجمنوں کی یکجائی کی کوششوں کے
معاملات پر روشنی ڈالتی ہے۔ یکم اگست 1897ء کو انجمن خادم العلوم
اسلامیہ المعروف بہ انجمن نعمانیہ لاہور کا ایک ہنگامی اجلاس فشی محرم علی
چشتی کے مکان پر منعقد ہوا۔ یہ اجلاس ”انجمن حمایت اسلام“ کے چند
اراکین کی درخواست پر بلایا گیا تھا جو انجمن نعمانیہ سے الحاق یا ادغام کے
خواہاں تھے۔ چنانچہ اس اجلاس میں مندرجہ ذیل اراکین و بانیان ”انجمن
نعمانیہ“ تشریف لائے:

- ۱۔ میر اشفاق حسین بی۔ اے، ایل ایل بی وکیل ریاست بہاول پور
رکن انجمن نعمانیہ لاہور
- ۲۔ مولانا تاج الدین احمد مختار عدالت اور سیکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور
- ۳۔ حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب دیر انجمن نعمانیہ لاہور
- ۴۔ حاجی فشی چراغ الدین، نائب دیر انجمن نعمانیہ لاہور
- ۵۔ مولانا محرم علی چشتی، رکن انجمن نعمانیہ لاہور
- ۶۔ مولانا شمس الدین سابق صدر مدرس انجمن نعمانیہ لاہور

اس اجلاس کا اہتمام لاہور کی ایک نامور سیاسی صحافی اور دینی
شخصیت مولانا محرم علی چشتی ایڈووکیٹ نے اپنے مکان واقعہ ٹکسالی گیٹ میں
کیا۔ اس اجلاس میں انجمن نعمانیہ کی طرف سے چند احباب کا ایک وفد
تشکیل دیا گیا جو ”انجمن حمایت اسلام“ سے گفتگو کرے گا۔ چنانچہ مولانا محرم
علی چشتی کی نگرانی میں میر اشفاق حسین ایڈووکیٹ کو میر اجلاس مقرر کیا گیا اور
شمس الدین شائق کو سیکرٹری بنایا گیا۔ اس اجلاس میں ان حضرات کو حتیٰ

گفتگو کرنے اور دوسرے معاملات طے کرینے کا اختیار دیا گیا۔
یکم اگست ۱۸۹۷ء کو مولانا محرم علی چشتی کے مکان پر ”انجمن حمایت اسلام“ کا وفد بھی آگیا جہاں طے پایا کہ ہر اگست ۱۸۹۷ء کو شاہی مسجد لاہور میں ایک مشترکہ اجلاس بلایا جائے۔ جس میں دونوں انجمنوں کے مقتدر حضرات شرکت کریں گے چنانچہ مقررہ تاریخ پر اس طرح انجمن حمایت اسلام کی طرف سے مندرجہ ذیل حضرات تشریف لائے۔

۱۔ خان بہادر خدا بخش صاحب جج پنجاب کورٹ صدر انجمن حمایت

اسلام

۲۔ مولوی شمس الدین، سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

۳۔ مولانا کریم بخش صاحب صدر مدرس

۴۔ مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹوکی پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور

اس اجلاس میں مولانا محرم علی چشتی صاحب نے اتحاد و اتفاق سے مل کر تعلیم کو عام کرنے کے جذبہ کو سراہتے ہوئے انجمن حمایت اسلام کے وفد کو خوش آمدید کہا اور سب کی آراء کو فردا فردا سنا۔ جن امور پر اتفاق ہوا وہ یہ تھے کہ انتظامی معاملات میں دونوں انجمنوں کے اراکین کا ایک بورڈ بنا دیا جائے گا۔ مالی معاملات کی نگرانی دونوں انجمنوں کے اراکین مل کر فیصلے کیا کریں گے، تبلیغی اور اشاعتی شعبہ کو متفقہ طور پر فروغ دیا جائے گا۔

تدریسی اور تعلیمی معاملات میں اجلاس کے اراکین کو اتفاق نہ ہو سکا۔ انجمن حمایت اسلام کے اراکین کے سامنے عربی اور دینی علوم کو فروغ دینا تھا اور وہ اس سلسلہ میں اپنی رائے کا اظہار بخوبی کرتے تھے کہ تعلیمی اور تدریسی فرائض کی انجام دہی کے لیے بلا تفریق مذہب و ملت اساتذہ کا تقرر کیا جائے۔ عیسائی، ہندو، سکھ، مرزائی، نیچری، وہابی، رافضی سب اساتذہ یکساں

طور پر تعلیم دیا کریں گے۔ مگر ”انجمن نعمانیہ“ کے اراکین چاہتے تھے کہ تعلیم و تدریس کے سلسلہ میں خالصتاً مسلمان اساتذہ ہی کو مقرر کیا جائے۔ اس سلسلہ میں صرف عربی، انگریزی کی تعلیم کی ضرورت کو پورا کرنا کافی نہیں بلکہ اعتقادی اور نظریاتی تعلیم کو اسلامی انداز میں جاری کرنے کو ترجیح دی جائے۔ ایک عیسائی، ایک مرزائی، ایک رافضی، ایک نیچری استاد نظریاتی انداز میں ہمارے مقاصد کو پورا نہیں کر سکتا چنانچہ تعلیم کی صندوق پر صرف اہلسنت حنفی اساتذہ کو ہی مقرر کیا جائے گا۔

مولوی شمس الدین کا موقف تھا کہ ہم ملک میں مسلمان بچوں کے لیے تعلیم عام کرنا چاہتے ہیں لہذا ایک جتنی اور اتفاق کا تقاضا ہے کہ سارے مکتب فکر اور مختلف مذاہب کے لوگ اس میں حصہ لیں۔

مولوی کریم بخش صاحب، خان بہادر جج خدا بخش صاحب اور خلیفہ عماد الدین ”انجمن حمایت اسلام“ کے نکتہ نظر کی تائید کر رہے تھے۔ مگر مولانا محرم علی چشتی تعلیم کے معاملہ میں صرف صحیح العقیدہ اساتذہ کی خدمات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اسی دوران شام کی نماز کا وقت آگیا۔ سب حضرات نماز ادا کرنے لگے تو اعلان ہوا کہ کیا آپ لوگ عیسائی پروفیسر، رافضی، ذاکر، وہابی، مولوی، نیچری، علیگ اور مرزائی سکالر کی امامت میں نماز ادا کرنا پسند کریں گے۔ انجمن حمایت اسلام کے صدر جج خدا بخش نے اعلان کیا میں تو صرف حنفی عالم دین کے پیچھے نماز ادا کر سکتا ہوں۔ کوئی بد مذہب میرا امام نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مولانا محرم علی چشتی کی اقتداء میں سب نے نماز ادا کی۔

دراصل ”انجمن حمایت اسلام“ کے اراکین مسلمانوں میں تعلیم عام کرنے کے لیے اپنی درس گاہوں کے دروازے ہر مذہب کے اساتذہ کے لیے کھلے رکھنا چاہتے تھے اور وہ علی گڑھ کالج کے بانی سر سید احمد خاں کے

خیالات کی پیروی کر رہے تھے۔ دوسری طرف ”انجمن نعمانیہ لاہور“ کے اراکین دینی تعلیم کو خالص نظریاتی بنیادوں پر فروغ دینا چاہتے تھے اور کسی بد عقیدہ اور بد مذہب کو استاد کی حیثیت سے مقرر نہیں کر سکتے تھے۔ یہ لوگ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات کے حامی تھے اور وہ اپنے شاگردوں کو بد عقیدہ اساتذہ کے حوالے کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔

ان دونوں انجمنوں کے اراکین ایک عرصہ تک ایک دوسرے کو قائل کرتے رہے کئی اجلاس ہوئے، باہمی خط و کتابت بھی رہی مگر تعلیم و تربیت کا معاملہ طے نہ ہو سکا۔ ”انجمن حمایت اسلام“ کے ماہواری رسالہ ”بحرہ“ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۷ء میں ان واقعات کی ساری روداد چھپی تھی اور اس میں دونوں انجمنوں کی طویل خط و کتابت کو بھی شائع کر دیا گیا ہے۔

دونوں انجمنوں کو یکجا کرنے کی کوشش جون ۱۸۹۶ء سے اگست ۱۸۹۷ء تک جاری رہی۔ آخر کار یہ کوششیں کامیاب نہ ہو سکیں۔ آخر فیصلہ ہوا کہ دونوں انجمنیں اپنے تعلیمی اداروں کو اپنی صواب دید کے مطابق چلاتی رہیں۔ دونوں انجمنوں کے مختلف اجلاسوں میں اس بات کو متفقہ طور پر سراہا گیا کہ ملت اسلامیہ میں اتفاق اور اتحاد کی بڑی ضرورت ہے اور علمی سطح پر اس قوم کے نوجوانوں کو زیور تعلیم سے مزین کرنا نہایت ضروری ہے مگر ایک بات جس پر ان انجمنوں کے اراکین متفق اور متحد نہ ہو سکے وہ یہ تھی کہ انجمن حمایت اسلام کے اراکین علمی میدان میں ہر مذہب و ملت کے اساتذہ کی تدریسی خدمات حاصل کرنے پر مصر تھے۔ اس کے پیچھے علی گڑھ کا تدریسی اور تعلیمی نظام رائج تھا۔ علی گڑھ سے سرسید احمد خاں اور ان کے رفقاء کا ”انجمن حمایت اسلام“ کے اراکین اور مدارس پر چھائے ہوئے تھے اور

ان کے ہاں اساتذہ میں ہندو، سکھ، عیسائی، نیچری، رافضی وہابی، مرزائی کی کوئی تمیز نہ تھی۔ انجمن نے ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ قرآن چھاپ کر عام کیا۔ علی گڑھ کے اساتذہ اور مشرقین کے لیکچروں کا اہتمام کیا۔ دوسری طرف انجمن نعمانیہ کے اراکین اپنے تعلیمی اور تدریسی لواحدوں میں ایسے اساتذہ کے تقرر کو یقینی بناتی تھی جو عقیدے کے لحاظ سے خالص حنفی اور سنی ہوں۔ وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے کتب اہلسنت سے ہم خیال اساتذہ کو تدریسی امور پر مقرر کرتے تھے ان کے ہاں درس نظامی کے ماہر شاگرد پیدا کرنا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں انجمنیں اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود یکجا نہ ہو سکیں اور انجمن حمایت اسلام کے صدر خان بہادر جج خدا بخش نے اگست ۱۸۹۱ء میں فیصلہ دیا جسے انجمن حمایت اسلام کے ماہواری رسالہ مطبوعہ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۷ء میں ذیل الفاظ میں شائع کیا گیا۔

”انجمن حمایت اسلام اور انجمن نعمانیہ لاہور کے مقتدر زعماء کی کوششوں کے باوجود یکجا ہونے میں ناکام رہے ہیں۔ ہر اگست ۱۸۹۷ء میں شہلی مسجد لاہور میں دونوں انجمن کے دکیوں (نمائندوں) کا مجمع ہوا جس میں کسی قدر گفتگو ہونے کے بعد جناب خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج عدالت نے فرمایا کہ نظریہ حالات و خیالات مجلس میرے نزدیک ابھی ان دونوں مجلسوں کے ملنے کا موقعہ نہیں آیا۔ پس یہ دونوں اپنے اپنے طریق کے مطابق اپنا اپنا کام کریں۔ اگر کوئی اور مدرسہ دھنیہ جاری بھی ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ قوم کو ایسے کئی مدرسوں کی ضرورت ہے۔ جناب شیخ صاحب کی اس رائے کے ساتھ اکثر اراکین نے اتفاق کر لیا اور مجمع (اجلاس) کے اکثر حصے کی شیخ صاحب کی واقعی اور سچی رائے

کے ساتھ اتفاق کرنے کے بڑی وجہ یہ تھی کہ انجمن نعمانیہ اپنے ترکیب اور اپنے سارے سلسلہ تعلیم کو صرف حنفیوں تک محدود اور مخصوص رکھنا چاہتی تھی اور انجمن حمایت اسلام کے اغراض و مقاصد وسیع تھے جو تمام کلمہ گو مسلمانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کارروائی کو جب انجمن حمایت اسلام کی مجلس منتظمہ کے اجلاس منعقدہ ۱۵ اگست ۱۸۹۷ء میں پیش کیا گیا تو مجلس موصوفہ نے بالا اتفاق فیصلہ کیا کہ ساری خط و کتابت ممبران انجمن کی اطلاع کے واسطے جو ایک عرصہ سے اس کے نتیجہ کے منتظر ہیں بذریعہ رسالہ شائع کیا جائے نیز یہ قرار دیا کہ حسب ہدایت و فیصلہ جلسہ منعقدہ ۱۷ مئی ۱۸۹۷ء و مجلس منتظمہ ۳۱ مئی ۱۸۹۷ء اسلامیہ کالج لاہور کے متعلق مدرسہ عربیہ دیوبند کی ایک شاخ کھول دی جائے گی اور اس کے متعلق تجاویز زیر غور کرنے کے واسطے ذیل ممبران پر مشتمل کمیٹی بنادی گئی جو اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔

مفتی محمد عبداللہ ٹوکی، وائس پریذیڈنٹ، خلیفہ عماد الدین صاحب، مرزا عبدالرحیم صاحب، مولوی علی محمد صاحب، مولوی کریم بخش صاحب، مولوی عبدالعزیز صاحب۔

اس فیصلے کے بعد انجمن حمایت اسلام نے لاہور میں ایک عربی دینی مدرسہ قائم کیا جس کا نام ”مدرسہ حمیدیہ“ رکھا گیا۔ یہ مدرسہ خلیفہ حمید الدین مرحوم کی یاد میں رکھا گیا۔ اس مدرسہ نے ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۷ء بمطابق ۲۰ جمادی الاول ۱۳۱۵ھ کو کام کرنا شروع کر دیا۔ خلیفہ عماد الدین کو پہلا ناظم مدرسہ مقرر کیا گیا۔

انجمن نعمانیہ کے سالانہ جلسہ میں بیالہ شریف کے سجادہ نشین

حضرت حافظ ظہور الحسن صاحب نے بڑی زبردست تقریر کی جس میں روحانیت کے نکات بیان کر کے اہل دل کو ان کا گرویدہ بنا لیا۔ مولانا اصغر علی روجی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کی فاضلانہ تقریر نے اہل علم و فضل کو بے حد متاثر کیا۔

اسی سال ہزہائیس نواب شیر احمد خان صاحب والی پالن پور انجمن نعمانیہ لاہور میں تشریف لائے اور مالی معاونت فرمائی۔

دارالعلوم نعمانیہ کی تدریسی وسعت

۷ مارچ ۱۸۹۷ء کو دارالعلوم نعمانیہ میں طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر عربی طلباء کی شاہی مسجد میں علیحدہ کلاس جاری کی گئی۔ مگر طعام و قیام کا سارا اہتمام انجمن نعمانیہ ہی کرتی۔ اس طرح طلباء کو سہولت بھی ہو گئی اور مدرسہ کو ترقی بھی ملی۔

”ندوة العلماء لکھنؤ“ نے میرٹھ میں اپنے سالانہ جلسہ میں انجمن نعمانیہ لاہور کے اراکین اور اساتذہ کو دعوت دی۔ جناب مشیر انجمن اور دبیر انجمن مولانا تاج الدین احمد میرٹھ پہنچے۔ انہی دنوں پنڈت لیکھرام کو قتل کر دیا گیا۔ یہ پنڈت مرزا غلام احمد قادیانی کا حریف تھا۔ اس کے قتل کی وجہ سے سیکورٹی کے پیش نظر علماء کرام کی سخت نگرانی ہونے لگی اور ”ندوة العلماء“ کا جلسہ بد نظمی کی نذر ہو گیا۔

انجمن نعمانیہ کے بانی مولانا غلام دستگیر قصوری کی رحلت

انجمن نعمانیہ کے کاغذات میں مولانا ابو عبد الرحمن، غلام دستگیر قصوری الهاشمی کی وفات حسرت آیات پر جو قرار دادیں پیش کی گئیں ان میں آپ کی علمی خدمات کو بے پناہ ہدیہ تحسین پیش کیا گیا۔ ان کی علمی اور عملی

شخصیت کو بے پناہ عقیدت مندانہ خیالات سے یاد کیا گیا۔ انجمن نعمانیہ کے بانی اور علماء کرام کی ٹیم کے سربراہ ہونے کی وجہ سے ان کی رحلت کو اہل سنت کے لیے ایک قومی نقصان قرار دیا گیا۔ آپ کی وفات ۳۰ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بروز پنجشنبہ کو ہوئی تھی۔

انجمن نعمانیہ لاہور کا سالانہ جلسہ

انجمن نعمانیہ لاہور نے اپنے ماہواری رسالہ (فروری— اپریل ۱۹۰۱ء) میں انجمن کے بعض حالات شائع کیے تھے اور انجمن کے تیرہویں سالانہ جلسہ جو ۲۵، ۲۷ جنوری ۱۹۰۱ء میں منعقد ہوا تھا کہ روئیداد شائع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ سالانہ جلسہ لاہور کے رئیس نواب شیخ غلام محبت بھائی دروازہ لاہور کی کوٹھی کے وسیع میدان میں ہوا تھا۔ اس جلسے کے دوران ہی ملکہ وکٹوریہ کی موت کی خبر پہنچی تھی۔ اس جلسہ میں لاہور کے بڑے بڑے رؤسا نے شرکت کی۔ جس میں شیخ محمد انعام علی، سیشن جج سیالکوٹ، مولانا محرم علی چشتی، ایڈیٹر اخبار ”رفیق ہند“ مولوی فضل الدین پلیڈر چیف کورٹ پنجاب، چوہدری نبی بخش پلیڈر چیف کورٹ پنجاب، نواب غلام محبوب سبحانی رئیس اعظم لاہور، سردار یار محمد خان صاحب اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر گجرات جیسے حضرات نے خطاب کیا۔

ان زعمائے اہلسنت کے علاوہ اس وقت کے مقتدر علمائے اہلسنت میں سے جن نامور بزرگوں نے تقریریں کیں ان میں مولانا غلام اللہ قصوری، مولانا غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری، مولوی نہال احمد علوی، مولانا بخش اور مولانا عبدالسلام رفیقی کمشنر کانگرہ نے اہل لاہور کو خوش کر دیا۔ اس جلسہ کے دوسرے اجلاس میں مولانا عبدالسلام صاحب پانی پتی، مولوی محمد فیروز الدین ایڈیٹر شیر ہند (مالک فیروز سنز لاہور) مولوی محمد فیروز الدین ڈسکوی، حکیم

خدا بخش گجرات، چوہدری سلطان محمد خان صاحب، میر منشی گورنمنٹ افغانستان، مفتی غلام رسول امرتسری نے تقاریر کیں۔ ان دنوں مولوی فتح محمد تائب لکھنؤی کی مترجم اردو قرآن پاک ہونے کی وجہ سے بڑی شہرت تھی۔ وہ لکھنؤ سے خصوصی طور پر انجمن نعمانیہ کے جلسہ کے لیے آئے۔ انجمن کے تیسرے دن قاضی فضل احمد کورٹ انسپکٹر (مؤلف انوار آفتاب صداقت) مفتی محمد عبدالسلام شملوی، حافظ مشتاق احمد لودھیانوی، قاضی فضل الدین قاضی گجرات، مولوی محمد حسین نے تقاریر کیں اس آخری اجلاس میں انجمن کے اساتذہ اور طلباء نے بھرپور حصہ لیا۔

اسی سال حکیم پیر بخش نے اپنی ساری جائیداد انجمن کے مام وقف کر دی۔ انہوں نے ایک پوری کٹری جس میں بارہ کمرے تھے انجمن کے نام وقف کر دی۔

ہندوستان کے اہل علم و فضل دارالعلوم نعمانیہ میں

دارالعلوم نعمانیہ نے اس سال اپنے طلباء کے امتحان کے لیے مولانا عبدالحق حقانی (مؤلف تفسیر حقانی) مولوی فتح محمد تائب لکھنؤی (مترجم قرآن پاک) مولانا غلام رسول قاسمی امرتسری، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، پروفیسر قاضی ظفر الدین احمد پنجاب یونیورسٹی، مفتی عنایت اللہ صاحب ناظر ممتحن مقرر ہوئے۔ جنہوں نے نہایت سختی سے امتحان لیے اور دارالعلوم نعمانیہ کے طلباء نے اعلیٰ پوزیشن حاصل کی۔

انجمن نعمانیہ کے اراکین ملک کی علمی درسگاہوں میں

اس سال انجمن نعمانیہ لاہور کی علمی شہرت سارے برصغیر میں پھیل گئی تھی چنانچہ ہندوستان کے علمی اداروں نے دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ کو

دعوت خطاب دی۔ مولانا محرم علی چشتی ایک وفد لے کر شملہ گئے جہاں علمی مدارس میں تقاریر کیں اور لوگوں سے انجمن نعمانیہ کے لیے مالی امداد بھی حاصل کی۔ مولانا غلام احمد مدرس اعظم دارالعلوم نعمانیہ لاہور نے پٹنہ (بہار) پہنچ کر اپنی علمی قابلیت کا مظاہرہ کیا۔ مولانا ابو الفیض محمد حسن فیضی نے ڈیرہ غازی خان پہنچ کر انجمن کا تعارف کرایا۔ انجمن کی ایک شاخ مسجد بکن خان اندرون موچی گیٹ لاہور میں قائم ہو چکی تھی مگر مسجد کی چھت گرنے پر اسے اکبری دروازے کی ایک حویلی میں منتقل کرنا پڑا اور عربی طلباء کا ایک حصہ شاہی مسجد لاہور کے اساتذہ کے ماتحت کر دیا گیا۔

مولانا غلام محمد بگوی دارالعلوم کی علمی ٹیم میں ایک قابل قدر استاد تھے وہ اسی سال فوت ہوئے جس سے انجمن کو بہت ہی نقصان ہوا۔

انجمن نعمانیہ کی خدمات کو ملکی اخبارات نے ہدیہ تحسین پیش کیا

انجمن نعمانیہ لاہور کے نگران محرم علی چشتی کی کوششوں سے جن رسائل میں انجمن کا تعارف شائع ہوا ان میں تہذیب نسواں (لاہور) اشرف الاخبار (دہلی) سراج الاخبار (جہلم) پنجاب آرگن (وزیر آباد) اتفاق (مدارس) لاہور پنچ (لاہور) معلومات دنیا (لاہور) مشیر دکن (حیدر آباد دکن) آریہ گزٹ پنجاب (لاہور) صادق الاخبار (بہاول پور) طوطی ہند (میرٹھ) رہبر (مراد آباد) راجپوتانہ گزٹ (اجمیر) سیالکوٹ پیپر (سیالکوٹ) پبلک گزٹ (امرتسر) صدائے ہند (لاہور) آفتاب ہند (جالندھر) غم خوار ہند (لاہور) کپور تھلہ اخبار (کپور تھلہ) آفتاب پنجاب (لاہور) روہیل کھنڈ گزٹ (بریلی) ریاض الاخبار (گورکھپور) مسلم ہیرالڈ (بمبئی) مشیر ہند (لاہور) خیر خواہ عالم (دہلی) تفریح (لکھنؤ) ملک و دولت (حیدر آباد دکن) دولت ہند (بھیرہ شریف) شوکت الاسلام (حیدر آباد دکن) الحامی (مدارس) گلزار ہند (لاہور) مفید عام (آگرہ)

اخبار عالم (میرٹھ) خادم ہند (لاہور) خیر خواہ عالم (دہلی) ہمدرد ہند (لاہور) دبہ سکندری (رام پور) قاسم الاخبار (بنگلور) سرور روزگار (آگرہ) ملا جعفر زٹلی (لاہور) نظارہ عالم (مدارس) تحفہ سرحد (بنوں) زمیندار کاشتکار (بجنور) مخبر دکن (مدارس) آگرہ اخبار (آگرہ) دولت مند (ڈیرہ اسماعیل خان) تحفہ احمدیہ (کانپور) اودھ پنچ (لکھنؤ) پنچ بہادر (بمبئی) سول اینڈ ملٹری نیوز (دہلیانہ) مسلم کرانیکل (کلکتہ) وطن (لاہور) بہاول گزٹ (لاہور)

اگرچہ ان رسائل اور اخبارات کی تفصیل سے انجمن نعمانیہ کی تاریخ سے کوئی تعلق نہیں مگر ان جرائد نے انجمن نعمانیہ کے تعارف میں ایک اہم کردار ادا کیا تھا۔ بدیں وجہ ہم ان جرائد کو انجمن نعمانیہ کے قلمی معاونین میں شمار کرتے ہیں۔

انجمن نعمانیہ کے اسی اجلاس میں محمد الدین بی اے وزارت بہاول پور، چوہدری نبی بخش پلیڈر چیف کورٹ پنجاب، حضرت پیر جماعت علی شاہ علی پوری، مولانا شمس الدین شائق لاہور، ناظر حسین صاحب ناظم لاہور نے تقاریر کیں تھیں۔ مولانا محرم علی چشتی نے ان علماء کرام اور اخبارات و جرائد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انجمن نعمانیہ کے درپیش مشکلات کا تفصیلی تذکرہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک وقت تھا کہ اہلسنت کے مخالف مدارس کے منتظمین انجمن نعمانیہ کی علمی خدمات کو نظر انداز کرتے ہوئے مذاق اڑایا کرتے تھے مگر آج اس کی ترقی اور کامیابی دیکھ کر ان میں سے اکثر اپنے بچوں کو انجمن کے دارالعلوم میں داخل کرا رہے ہیں۔ ہمیں ان سے ہمدردی ہے اور ہم ان کے بچوں کی تعلیم کا اہتمام کر رہے ہیں۔

غیر مسلم دامن اسلام میں

اسی سال انجمن نعمانیہ کے مبلغین کے زیر اثر بہت سے غیر مسلم دامن اسلام سے وابستہ ہوئے۔ انجمن کے ایک سیکرٹری حکیم غلام محی الدین

صاحب قادری نے کلکتہ پہنچ کر گیارہ یہودی، ستائیس انگریز عیسائی، بتیس یورشین لاندہب، سولہ پارسی، تین بت پرست چینی، پانچ سو ستائیس ہندوؤں کو کلمہ توحید پڑھا کر مسلمان کیا۔ انجمن نعمانیہ کی اس کوشش پر جنوبی ہندوستان کے مسلمانوں نے بے پناہ مسرت کا اظہار کیا ہے۔

حکیم نور الدین بھیروی دارالعلوم نعمانیہ میں

یہ بات ہم نے ریکارڈ میں بڑی حیرت سے نوٹ کی ہے کہ مولوی حکیم نور الدین بھیروی جو غالباً ابھی تک مسلمان تھے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور اس کی انجمن نعمانیہ کی علمی خدمات کو سن کر آگے بڑھے۔ حکیم نور الدین بھیروی مولانا غلام قادر بھیروی خطیب بیگم شاہی مسجد کے رشتہ دار تھے۔ ان کی وساطت سے انہوں نے دارالعلوم نعمانیہ میں ایک لائبریری کے قیام کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے مشورہ دیا کہ ایک کتاب خانہ کی بنیاد رکھی جائے۔ اس نے اپنی بہت سی ذاتی کتابوں کا عطیہ بھی پیش کیا۔ دارالعلوم نعمانیہ نے طلباء کے لیے ایک خصوصی نصاب تعلیم مرتب کرنے والی کمیٹی میں شریک رہے۔ جس سے طلباء تھوڑے وقت میں تعلیم و تدریس کے مراحل سے گزر سکیں۔

رفقائے نعمانیہ کا انتقال

۱۸۹۸ء میں انجمن نعمانیہ کے ایک خاص رفیق علم و فضل مولانا خیر اللہ شاہ صاحب میر واعظ کا ۹ رمضان المبارک ۱۲۹۸ھ کو انتقال ہو گیا۔ اسی ماہ مولانا مولوی غلام محی الدین نے رحلت فرمائی۔ مولانا غلام محی الدین اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے عقیدت مند، مولانا نور بخش توکلی ایم اے مدیر ماہنامہ نعمانیہ (انجمن نعمانیہ کا ماہواری رسالہ) کے ہم سبق و ہم درس تھے۔ یہ دونوں بزرگ امرتسر میں استاد الکمل فی الکمل مولانا مفتی غلام رسول شہید نقشبندی مجددی نوری قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ انجمن نعمانیہ کے ایک اور خیر خواہ و معاون حافظ پیر محمد عبدالغنی قادری ہمدانی

طویل علالت کے بعد ۱۲ شوال المکرم بروز جمعہ ۱۳۳۸ھ انتقال کر گئے۔

انجمن نعمانیہ لاہور کو حویلی ہبہ کر دی

ریاست بہاول پور کے نواب عالی وقار کی طرف سے دارالعلوم نعمانیہ لاہور کو چار سو روپیہ علوفہ (وظیفہ) ۱۸۹۳ء سے جاری تھا۔ مگر ۱۹۰۱ء میں بعض وجوہات کی بناء پر نواب آف بہاول پور نے یہ وظیفہ کم کر کے ۲۰۰ روپے کر دیا مگر دوسری طرف لاہور کے ایک حکیم پیر بخش مرحوم کے وارثوں نے حکیم صاحب کے ترکہ سے دو ہزار روپیہ نقد دارالعلوم نعمانیہ کو دیا پھر ساتھ ہی انہوں نے ایک کٹری جو بارہ کمروں پر مشتمل تھی اور نعمانیہ کی خرید شدہ زمین کے متصل تھی وقف کر کے دارالعلوم کو دے دی۔

۶۶

طلباء کے سالانہ امتحان

۱۹۰۱ء میں طلبائے دارالعلوم نعمانیہ کے سالانہ امتحانات کے لیے مندرجہ ذیل متحین تشریف لائے۔ مولانا عبدالحق صاحب حقانی (صاحب تفسیر حقانی) مولانا فتح محمد نائب مولانا غلام رسول امرتسری، حافظ محمد عبداللہ ٹوکی عربی پروفیسر پنجاب یونیورسٹی قاضی پروفیسر ظفر الدین احمد پنجاب یونیورسٹی، مولانا غلام الدین صاحب، ماسٹر دل محمد (دل حساب کے مولف) مفتی عنایت اللہ ناظر، حافظ چراغ الدین (سوداگر لاہور)۔

نعمانیہ کے صدر اول مولانا غلام محمد بگوی کی رحلت

انجمن کے نامور بانی مدرس اور پہلے صدر استاذ العلماء مولانا غلام محمد بگوی خطیب بادشاہی مسجد ۴ جمادی الآخر ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۱ء کو فوت ہو گئے۔ جس سے دارالعلوم نعمانیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا اور انجمن ایک قابل عالم دین سے محروم ہو گئی۔

انجمن نعمانیہ لاہور کو شاعرانہ انداز میں ہدیہ تحسین

۱۹۰۱ء کے سالانہ جلسہ میں جہاں برصغیر کے علمائے اہلسنت نے اپنے

خطابات سے حاضرین جلسہ کو نوازا وہاں وقت کے مایہ ناز شعراء نے بھی اس جلسہ میں اپنے کلام سے انجمن نعمانیہ لاہور کا تعارف کرایا۔ سید ناظر حسین خان ناظم اپنے وقت کے ایک معروف شاعر تھے۔ انہوں نے انجمن نعمانیہ کے سالانہ جلسہ ۱۹۹۱ء میں ایک زبردست نظم پڑھی اس نظم سے جناب ناظم نے علم و ادب کے فضائل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ انجمن کے اراکین اساتذہ اور طلباء کا تعارف بھی کرایا تھا۔ یہ طویل نظم انجمن نعمانیہ لاہور کے ماہواری رسالہ جلد نمبر ۳ مئی، جون ۱۹۹۱ء میں چھپی تھی۔

یاد رہے کہ وہ زمانہ تھا جب مسلمانوں میں سرسید احمد خان کا تعلیمی منصوبہ بڑا مقبول ہو رہا تھا۔ سرسید، علی گڑھ کالج کے لیے چندہ لینے انہی دنوں لاہور بھی آئے تھے مگر ان کے خیالات میں نیچریت تھی۔ وہ انگریز اور انگریزی کی حمایت میں اتنے آگے جا چکے تھے کہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اسلام کے بنیادی اصولوں پر بھی تنقید کرنے سے باز نہ آتے۔ ان کے اس رویہ نے مسلمانوں میں بیزاری اور علمائے کرام میں مخالفت کا رجحان پیدا کر دیا تھا۔ علمائے کرام نے بھی سرسید کی نیچریت اور الحاد پر سخت مزاحمت کی۔ اس نظم کا اکثر حصہ سرسید کے نظریات کے خلاف تنقیدی اشارے دیتا ہے۔

۲۴ / نومبر ۱۹۱۵ء کو اسی سال سید غلام مرتضیٰ ضلع پکھری لاہور نے اپنی دو گھ زمین انجمن نعمانیہ کے نام وقف کر دی۔ یہ زمین موضع چندرا ضلع لاہور میں تھی (جواب تک نعمانیہ کے پاس ہے) اور اس زرعی زمین کے ساتھ بھی جو بعض حضرات نے انجمن نعمانیہ کو ہدیہ کی تھی۔

انجمن نعمانیہ نے اپنے رسالہ مئی اور جون ۱۹۰۱ء میں ایک رپورٹ شائع کی جس میں انجمن کے حالات، کارکردگی، مشکلات، مالی معاملات، تعلیمی احوال اور دیگر معمولات پر مفصل روشنی ڈالی گئی تھی۔ اسی طرح جولائی اور اگست کے شماروں میں جن علماء کرام کی تقاریر چھپیں ان میں حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی لودھانوی، مولانا محمد عبدالرحمن برہان ضلع راولپنڈی، شیخ محمد استاد علی سیشن جج سیالکوٹ اور نواب شیخ غلام محبوب سبحانی رئیس اعظم لاہور کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اسی شمارے میں مولوی فیروز الدین ڈسکوی کا کیا ہوا سورہ ملک کا منظوم پنجابی ترجمہ چھپوا کر تقسیم کیا گیا۔

لاہور میں علماء کرام کی ایک انجمن ”مستشار العلماء لاہور“ قائم تھی جس میں وقت کے بلند پایہ مفتیان وقت اور علمائے کرام مسلمانوں کے دینی مسائل کا حل پیش کیا کرتے تھے۔ انجمن نعمانیہ لاہور نے اس انجمن کی ناقص کارکردگی اور عقیدہ میں ناچنگلی کی وجہ سے یکم جولائی کو علیحدگی اختیار کرنے کا اعلان کیا۔

انجمن نعمانیہ کا یتیم خانہ

یکم ستمبر ۱۹۰۱ء میں انجمن نعمانیہ نے اپنے دارالعلوم کے علاوہ ایک یتیم خانہ کھولنے کا اعلان کیا جس میں صرف یتیم بچے ہی قیام پذیر ہوں گے۔ اس یتیم خانہ کا ایک مہتمم، ایک قائم مقام مہتمم، ایک چوکیدار، ایک باورچی اور ایک حجام مقرر کیے گئے مگر یہ سارے عہدے اعزازی تھے۔ ایک وقت آیا کہ مہتمم کے علاوہ تمام عملہ کی تنخواہیں مقرر کر دیں گئیں۔

غیر مسلم دامن اسلام میں

انجمن نعمانیہ کے ایک رکن مولوی حکیم غلام محی الدین صاحب قادری کے ہاتھ پر چھ سو ستاون ۶۵۷ غیر مسلم دامن اسلام میں آئے تو ہندوستان کے غیر مسلموں میں اس کا بہت سخت رد عمل ہوا۔ ان نو مسلم حضرات کو ان کی ملازمتوں سے جواب دے دیا گیا اور ان کے لیے مالی مشکلات پیدا کر دیں گئیں۔ انجمن نعمانیہ کے اراکین نے اس صورت حال کو سنبھالنے کے لیے ایک کمیٹی قائم کی

جنہوں نے ایسے تمام نو مسلم حضرات کو ملازمتیں دلائیں اور جن کے کاروبار متاثر ہوئے تھے انہیں مالی امداد دی۔ اس سلسلہ میں کلکتے اور بمبئی کے مسلمان سینٹھوں نے بڑا اہم کردار ادا کیا اور انجمن نعمانیہ کی اپیل پر ایسے نو مسلم کاروباری لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے تعاون کیا۔ جو لوگ مشرف باسلام ہوئے، جب تک انہیں روزگار نہیں ملا انجمن نعمانیہ لاہور کی قائم کردہ یہ کمیٹی ان کے اخراجات کی کفیل بنی رہی۔

دارالعلوم نعمانیہ کے استاد ابو الفیض محمد حسن فیضی کی وفات

اس سال انجمن نعمانیہ لاہور کو ایک زبردست علمی نقصان ہوا۔ دارالعلوم کے شعبہ ادب عربی کے سربراہ مولانا ابو الفیض محمد حسن صاحب فیضی رئیس بھین تحصیل چکوال بروز جمعہ ۱۸ / اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اس جہان فانی سے راہ گرائے عالم جاودانی ہوئے۔ آپ کے فضل و کمال کا ایک زمانہ معترف تھا۔ مولانا فیضی صاحب ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ قاضی ڈھاباں والے کے نواسے قاضی حمید الدین لاہوری کے شاگرد اور حکیم مفتی سلیم اللہ لاہور کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔ آپ نے مولانا فیض الحسن فیضی آف چکوال جو عربی کے فاضل استاد تھے اور آپ کو عربی ادب میں خصوصی ملکہ حاصل تھا، سے عربی ادب پر عبور حاصل کیا۔ خان آف کھڈ آپ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ آپ یکم جنوری ۱۸۸۹ء سے لے کر تاحیات دارالعلوم نعمانیہ کے علمی سربراہ اور صدر مدرس رہے۔ انجمن نعمانیہ نے اس فاضل عالم دین کو ہدیہ تبریک پیش کرنے کے لیے سنہری مسجد لاہور میں ایک تعزیتی جلسہ کیا۔ دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ و طلباء نے دس روز متواتر قرآن خوانی کر کے آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا اور اعلان کیا کہ آپ کے دو بیٹوں فیض الحسن اور فتح الدین کے تمام علمی اخراجات انجمن برداشت کرے گی۔

دارالعلوم نعمانیہ اپنی بلڈنگ میں

انگریزوں نے شاہی مسجد واکزار کی تو اس کی تولیت اور نگہداشت کے

حقوق انجمن اسلامیہ لاہور کو دیے گئے۔ یہ انجمن مختلف رفاہی کاموں میں حصہ لے رہی تھی اور لاہور کی کئی مساجد اس کے زیر نگرانی آگئیں۔ انجمن اسلامیہ لاہور، انجمن نعمانیہ لاہور کی علمی اور تبلیغی خدمات کو بہت سراہتی تھی مگر کچھ عرصہ کے بعد اس کے اراکین نے شاہی مسجد میں انجمن نعمانیہ کے طلباء کی تدریس و تعلیم پر بعض پابندیاں لگانی شروع کر دیں جسے انجمن نعمانیہ نے پسند نہ کیا۔ انجمن نعمانیہ کا ایک شعبہ تدریس بکن خان کی جامع مسجد، اندرون موچی گیٹ لاہور میں کام کر رہا تھا۔ مگر اعلیٰ تعلیم کی کلاسیں شاہی مسجد میں قائم تھیں اور ان کے کھانے کا اہتمام مسجد کے باہر دیوار کے ساتھ ملحقہ کمروں میں ہوتا تھا۔ طلباء شاہی مسجد کے حجروں میں قیام کرتے اور مسجد کے صحن اور برآمدوں میں مسند تدریس بچھتی اور یہ طلباء چشمہ علوم دینہ سے سیراب ہوتے۔ ۱۹۰۰ء میں انجمن اسلامیہ نے انجمن نعمانیہ کو ایک نوٹس دیا کہ وہ ایک کرایے دار کی حیثیت سے مساجد شاہی کو استعمال کر سکتے ہیں، خواہ یہ کرایہ ایک روپیہ ماہوار ہی ہو۔ چنانچہ ۲۱/ جنوری ۱۹۰۰ء کو انجمن اسلامیہ نے، انجمن نعمانیہ کے سیکرٹری کو نوٹس دیا کہ وہ مسجد کو خالی کر دیں۔ یہ بات انجمن نعمانیہ کو منظور نہ تھی۔ آہستہ آہستہ نوبت انگریزی حکام تک جا پہنچی۔ اگرچہ لاہور کے ڈپٹی کمشنر کے خطوط سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ اس معاملہ میں دخل نہیں دینا چاہتے مگر انہوں نے مشورہ دیا کہ چونکہ ”انجمن اسلامیہ پنجاب“ متولی ہے اس لیے ”انجمن نعمانیہ“ کو چاہیے کہ وہ متولی سے صلح کرے یا کرایہ دار کی حیثیت سے ایک اقرار نامہ لکھ کر دے۔ کرایہ خواہ آٹھ آنے ماہوار ہی ہو تاکہ انجمن اسلامیہ کی تولیت کا استحقاق برقرار رہ سکے۔

دوسری طرف انجمن نعمانیہ کا موقف یہ تھا کہ مسجد کے کسی حصہ کو کرایہ پر نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی مسجد کے کسی حصے کو کرایہ پر لیا جاسکتا ہے اس لیے ہم مسجد کے تدریسی استعمال پر کوئی کرایہ دینے کو تیار نہیں۔ انجمن نعمانیہ اپنے فنڈ سے مسجد کے حجروں کی مرمت اور دوسری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہزاروں روپے خرچ کرتی رہتی تھی انہوں نے ڈپٹی کمشنر لاہور کے مشورہ اور انجمن اسلامیہ پنجاب کے نوٹس کو نظر انداز کرتے ہوئے تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری

رکھا۔

ان دنوں انجمن اسلامیہ پنجاب کے وکیل گوبند رام ایک ہندو تھے۔ جنہیں نہ شریعت سے واقفیت تھی نہ مسجد کے حقوق و فرائض کا علم تھا۔ اس نے انجمن نعمانیہ لاہور کو ایک قانونی نوٹس دیا کہ یا تو وہ کرایہ دار کی حیثیت اختیار کرے یا مسجد کو خالی کر دے۔ ان دنوں انجمن نعمانیہ کے سیکرٹری حکیم مفتی محمد سلیم اللہ مرحوم تھے۔ انہوں نے انجمن اسلامیہ پنجاب کے صدر نواب فتح محمد خاں قزلباش سے ملاقات کر کے اپنے موقف سے آگاہ کیا اور اس معاملہ کو سلجھانے کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی استدعا کی۔

انجمن کے ریکارڈ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انجمن اسلامیہ پنجاب اس معاملہ کو ڈپٹی کمشنر لاہور کی عدالت میں لے گئی۔ جس نے ۲۲/ جنوری ۱۹۰۲ء کو ایک مراسلہ جاری کیا کہ انہیں انجمن اسلامیہ پنجاب اور انجمن نعمانیہ لاہور کے ان دینی معاملات میں کسی قسم کے فیصلہ دینے یا حکم نامہ جاری کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ اس سال انجمن اسلامیہ پنجاب کے سیکرٹری خان بہادر برکت علی خان نے انجمن کے اراکین کو بلا کر تصفیہ کرانے کی کوشش کی اور انہیں کرایہ کے لیے اقرار نامہ لکھنے پر آمادہ کیا، مگر انجمن نعمانیہ نے صاف انکار کر دیا کہ مسجد کے استعمال کے لیے کسی قسم کا کرایہ نامہ نہیں لکھا جاسکتا۔ ان دونوں انجمنوں کی باہم آویزش اور اختلافات کو اس وقت کے مشہور اخبار ”پیہ اخبار“ نے مورخہ ۲۸/ جون ۱۹۰۲ء کو ان الفاظ میں ایک رپورٹ شائع کی۔

”انجمن اسلامیہ پنجاب کی درخواست پر ڈپٹی کمشنر لاہور نے ایک مراسلہ جاری کیا ہے اور انجمن اسلامیہ کو مشورہ دیا کہ اگرچہ گورنمنٹ آف انڈیا نے شاہی مسجد کی تولیت کا استحقاق انجمن اسلامیہ پنجاب کو دیا ہے اور گورنمنٹ آف انڈیا اس کے حق تولیت کے استحقاق کو منظور اور تسلیم کرتی ہے اور لاہور کی دوسری مساجد کی حفاظت اور نگرانی کے حق کو بھی تسلیم کرتی ہے اور اس انجمن کو ان قدیم مساجد کو جو سکھ دور میں تباہ و برباد ہو چکی تھیں کی از سر نو تعمیر و آبادی کی ذمہ داری دیتی ہے مگر انجمن اسلامیہ پنجاب شاہی مسجد کے وہ حجرے جو عربی اور دینی

تعلیم کے طلباء کے زیر استعمال ہیں انہیں باہمی تصفیہ اور رضامندی سے خالی کرا سکتی ہے تو ایسا کرنے پر گورنمنٹ اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں دے گی۔

”پیہ اخبار“ لاہور نے مزید لکھا ہے کہ اس مراسلے کے باوجود انجمن اسلامیہ اور انجمن نعمانیہ ایک عرصہ تک اپنے معاملات کو طے نہ کر سکے۔ ان دنوں شاہی قلعہ لاہور برطانیہ کی فوج کا ایک پڑاؤ تھا۔ سول عدالتوں اور شہری انتظامیہ سے مایوس ہو کر انجمن اسلامیہ نے ملٹری کے نمائندے سے درخواست کی کہ شاہی مسجد سے نعمانیہ کے درس و تدریس کو ہٹایا جائے۔

۱۹۰۳ء میں انجمن نعمانیہ کی تنظیم نو

انجمن نعمانیہ لاہور کے پرانے ریکارڈ میں ڈپٹی کمشنر لاہور کا ایک ایسا خط ملا جس میں اس نے ۱۹/ جون ۱۹۰۳ء کو انجمن نعمانیہ لاہور کو لکھا تھا۔ اس خط میں اس نے انجمن کے اراکین کی فہرست طلب کی تھی جو ۱۹۰۳ء میں انتظامی امور کے سرانجام دے رہے تھے۔ ہم ان بزرگان ملت کے اسمائے گرامی قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

۱۔ ہذا کیلینسی نواب محمد صادق خان عباسی والی ریاست بہاول پور۔۔۔۔۔
سرپرست اعلیٰ۔

۲۔ کر فل راجہ محمد عطاء اللہ صاحب آف وزیر آباد، مربی انجمن نعمانیہ۔

۳۔ کپتان بہادر نید صاحب رئیس اعظم لاہور پریذیڈنٹ۔

۴۔ حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب دفتر فاضل کمشنر لاہور، جنرل سیکرٹری۔

۵۔ خلیفہ تاج الدین صاحب پلیڈر پنجاب چیف کورٹ 'جاسٹس سیکرٹری

۶۔ بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک، فنانشل سیکرٹری۔

۷۔ منشی محمد الدین گجراتی ہیڈ کلرک، اسٹینٹ سیکرٹری۔

۸۔ حاجی چراغ الدین صاحب، پریذیڈنٹ یتیم خانہ۔

۹۔ قاضی ظفر الدین صاحب پروفیسر اور نیشنل کالج، انسپکٹر درجہ اول

۱۰۔ چوہدری نبی بخش صاحب پلیڈ رہائی کورٹ، ممبئی حسابات

۱۱۔ مولانا کریم الدین صاحب پروفیسر اور نیشنل کالج، انسپکٹر شعبہ فارسی انجمن نعمانیہ کے اراکین نے محسوس کیا کہ انجمن اسلامیہ پنجاب اپنی تولیت کے استحقاق کے پیش نظر آئے دن دخل در معقولیت کرتی رہے گی چنانچہ انہوں نے ایک ہنگامی اجلاس میں فیصلہ کیا کہ انجمن کو اپنی زر خرید زمین پر دارالعلوم نعمانیہ کے لیے اپنی ذاتی بلڈنگ قائم کرنی چاہیے۔ اس سلسلے میں انجمن کے ریکارڈ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایک ہنگامی اجلاس بلایا گیا جس کی صدارت شیخ میاں کریم بخش نے کی۔

انجمن نعمانیہ اور نواب آف بہاول پور

مولوی فیض الحسن جلمی ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ میں پڑھا کرتے تھے۔ ان دنوں نواب آف بہاول پور بھی لاہور تشریف لائے اور لاہور میں ایک شہی اجلاس ہوا تو آپ انجمن نعمانیہ کے ترجمان بن کر شریک اجلاس ہوئے تھے۔ نعمانیہ کے ایک ہونہار طالب علم نے ایک قصیدہ پڑھا۔ یہ ۱۹۰۲ء مورخہ ۱۳۰ / مئی کے رسالہ نعمانیہ میں چھپا اس سال سید علی زینی امروہوی جو دارالعلوم نعمانیہ کے سابقہ طالب علم تھے اور اب وہ ہندوستان میں ایک مدرسہ کے مدرس تھے نے بھی ایک زبردست قصیدہ باجلاس نواب آف بہاول پور پڑھا۔

یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو چیف سیکرٹری بہاول پور جناب محمد الدین صاحب نے نواب آف بہاول کی طرف سے دارالعلوم نعمانیہ کو وظیفہ دینے کا حکم نامہ جاری کیا جس میں ریاست بہاول پور کی طرف سے انجمن کو چار سو روپیہ سالانہ وظیفہ جاری کیا گیا۔ ایک اور مراسلہ میں نواب آف بہاول پور نے ریاست بہاول پور کے نعمانیہ کے تمام زیر تعلیم طلباء کو خصوصی وظیفے جاری کرنے کا حکم نامہ جاری کیا۔ ریاست بہاول پور کی طرف سے یہ وظائف ۱۹۳۳ء تک جاری رہے۔ یہ وظائف ہر سال نواب آف بہاول پور کی سالگرہ کی تقریب پر جاری ہوا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ ضیاء الدین سجادہ نشین سیال شریف دارالعلوم نعمانیہ میں

حضرت خواجہ ضیاء الدین سجادہ نشین سیال شریف اپنے وقت کے مقتدر مشائخ سے ہوئے ہیں اور پنجاب میں سلسلہ چشتیہ کے سربراہوں میں شمار ہوتے تھے۔ پنجاب اور ڈیرہ جات کے بڑے بڑے امراء، رؤساء اور والیان ریاست آپ کے مرید تھے۔ آپ نے ہمیشہ انجمن نعمانیہ کی دینی خدمات کی قدر کی۔ لاہور تشریف لاتے تو نعمانیہ کے علماء، اساتذہ اور طلباء کے ساتھ کچھ وقت گزارتے۔ ایک بار انجمن نعمانیہ کے سیکرٹری نے آپ کی خدمت میں ایک درخواست بھیجی کہ آپ نواب آف بہاول پور اور نواب محمد حیات خان ٹوانہ، سرگودھا کو دارالعلوم کی مالی امداد کے لیے حکم کریں۔ آپ نے اس خط کا جواب انجمن کے مدیر کو دیا جو کاغذات میں موجود ہے جسے ہم نقل کر رہے ہیں۔

مکرمی و معظمی جناب مولوی تاج الدین سلمہ اللہ تعالیٰ

”بعد سلام مسنون و مشہود و ضمیر منیر آنکہ آپ کا خط پہنچا۔ مانیہا سے آگاہی ہوئی۔ اگر آپ تشریف لائیں تو آپ کا گھر ہے چشم مازوشن دل ماشاد! لیکن اگر آپ کی یہ مرضی ہو کہ فقیر آپ کے ساتھ نواب آف بہاول پور یا محمد حیات خان ٹوانہ تک جائے تو یہ امر مشکل اور محال ہے کیونکہ فقیر خلاف طبیعت دنیا داروں کے دروازہ پر جانا پسند نہیں کرتا۔ ضرور ہے“ آپ مجھے معاف فرمائیں۔“

در زیر بار منت بال عامرو
مسند نشین سایہ دیوار خویش باش
بش الفقیر علی باب الامیر کا مقولہ ذہن نشین رہے۔

فقیر محمد ضیاء الدین سجادہ نشین سیال شریف

الذیقعدہ ۱۳۳۱ھ

شاہی مسجد سے نعمانیہ بلڈنگ میں (۱۹۱۱ء)

بادشاہی مسجد لاہور کی انجمن اسلامیہ سے اختلافات کی وجہ سے انجمن نعمانیہ ٹکسالی دروازہ کے اندر اپنی بلڈنگ کی تعمیر شروع کی۔ چنانچہ سب سے پہلے طالب علموں کے لیے دارالافتاء ۱۹۰۸ء میں تعمیر ہو گیا طلباء شاہی مسجد کے حجروں کی بجائے انجمن کی اپنی بلڈنگ میں قیام کرنے لگے۔ ۱۹۱۱ء تک تمام طلباء اپنی بلڈنگ (موجودہ نعمانیہ ٹکسالی گیٹ لاہور) میں منتقل ہو گئے اس سے پہلے انجمن کے سالانہ جلسے مسجد وزیر خان سنہری مسجد اور طویلہ نواب غلام محبوب سبحانی (اندرون بھائی گیٹ) میں ہوا کرتے تھے۔ مگر ۱۹۱۱ء سے دارالعلوم کے میدان میں جلسے ہونے لگے۔ انجمن کے ماہواری رسالہ کی جلد ۳۹ شمارہ ۲، ۳ مطبوعہ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ میں اپنی بلڈنگ میں آنے کی روئداد چھپی ہے جس میں دارالعلوم کے منتقل ہونے کے پہلے روز کا تذکرہ کیا گیا۔ پہلا دن جمعہ المبارک تھا۔ نوبے تلاوت قرآن کی گئی۔ رات گیارہ بجے مجلس میلاد مبارک کا آغاز ہوا۔ حضرت صوفی شاہ محمد حسین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حافظ محمد امین خان صاحب نے میلاد پاک پر ایک نہایت خوبصورت نظم پڑھی۔

پھر ان نعت خوانوں نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ ان نعت خوانوں میں مفتی غلام محمد سیالوی، ملک عطاء اللہ خان شاہجہانپوری، غلام مصطفیٰ آس لاہوری، مولوی عبداللہ نے نہایت خوش الحانی سے نعتیں سنائیں۔ رات بارہ بجے صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا اور دعائے خیر کی گئی۔ حکیم مفتی سلیم اللہ خان ”صدر انجمن“ شدید بیماری کے باوجود اس محفل میں شریک رہے۔ افتتاحی تقریر پروفیسر مولانا نور بخش توکلی نے کی۔ دوسرے دن جلسہ میں ابوالنصر کمال الدین حمد اللہ صاحب مہتمم اعلیٰ، خلیفہ احمد بخش امام مسجد بوہڑ والی، مولانا کرم الدین رئیس، مولانا جمال الدین امام مسجد کوٹھی داراں نے تقاریر کیں۔

انجمن نعمانیہ کے اجلاس پر ایک نظر

انجمن نعمانیہ ۱۹۰۵ء میں قائم ہوئی اس کے دارالعلوم بکن خان کی مسجد موجی دروازہ لاہور اور شاہی مسجد لاہور میں قائم تھے۔ مگر اس کے سالانہ جلسے موجی دروازہ کے باغ، مسجد وزیر خان سنہری مسجد یا طویلہ نواب غلام محبوب سبحانی اندرون بھائی گیت لاہور میں ہوا کرتے تھے۔ مگر ۱۹۳۵ء کو یہ پہلا جلسہ تھا جو دارالعلوم کے اپنے مگن میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کا پہلا اجلاس میلاد مصطفیٰ پر مشتمل تھا۔ جس میں حافظ محمد امین خان خلیفہ مجاز صوفی شاہ محمد منیر مراد آبادی، مفتی غلام محمد پٹالوی، ملک عطاء اللہ خاں شاہجہانپوری، مفتی غلام مصطفیٰ صاحب آس لاہور، مولوی عبداللہ صاحب محرر ثانی انجمن نعمانیہ نے نہایت خوش الحانی میں نعت رسول اور میلاد پاک پڑھا۔ اس جلسہ میں سینوں کے نعت خواں مست جمال قادری میاں چراغ الدین ”عشق لہر“ پنجابی شاعر جیسے حضرات نے اپنا کلام سنایا۔ ان دنوں مفتی سلیم اللہ خاں صاحب بانی انجمن نعمانیہ فراش تھے۔ مگر اس کے باوجود آپ تین دن متواتر جلسوں میں حاضر ہو کر سارے جلسہ کی کارروائی میں شریک رہتے۔ جلسہ میں سالانہ روئیداد مولانا نور بخش توکلی ایم اے نے بیان فرمائی حالانکہ آپ ان دنوں رخصت لے کر اپنے وطن گئے ہوئے تھے، مگر صرف اس اجلاس میں شرکت کے لیے آئے۔ اس اجلاس میں سید غلام جعفر شاہ پھلواری خلف الرشید الشاہ سلیمان پھلواری نے زبردست تقریر کی۔ اسی طرح مولانا محمد غلام جاں ہزاروی خلیفہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کی تقریر کا خصوصی اثر ہوا پھر مولانا محمد یار بہاول پوری کی تقریر کا ایک خصوصی انداز تھا۔ اس جلسہ میں حافظ مشتاق احمد کانپوری، حاجی فضل احمد لدھیانوی (مولف انوار آفتاب صداقت) سید غلام قطب الدین برہمچاری، شاہ عبدالواحد پبلی بحیت کی تقاریر بھی بڑی اہم تھیں۔

ملک العلماء محمد ظفر الدین رضوی کی دارالعلوم نعمانیہ میں تقرری کی سفارش

۱۳۲۸ھ انجمن نعمانیہ کے دارالعلوم کو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ عالم دین معلم اور مدرس کی ضرورت پڑی تو انجمن کے مدیر خلیفہ تاج الدین احمد نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں قادری کو بریلی خط لکھا کہ آپ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کو اپنے معیار کا ایک صحیح العقیدہ سنی عالم دین مہیا کریں۔ تو اعلیٰ حضرت نے انجمن نعمانیہ لاہور، ۵ شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ کو ایک خط میں اپنے شاگرد خاص ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی کو انجمن نعمانیہ کے لیے ایک مدرس کی حیثیت سے تقرری کی سفارش کی۔ آپ نے لکھا کہ:

”مولانا ظفر الدین صاحب قادری سلمہ فقیر کے یہاں کے اعزاء طلبہ سے ہیں اور میرے بجاں عزیز۔ ابتدائی کتب کے بعد یہیں سے تحصیل علوم ہیں۔ اور اب کئی سال سے میرے مدرسہ میں مدرس ہیں۔ اس کے علاوہ کار افتاء میں میرے معتمد و تعاون ہیں۔ میں نہیں کہتا جتنی درخواستیں آئی ہوں سب سے یہ زائد ہیں۔ مگر اتنا ضرور کہوں گا۔

(۱) سنی خالص مخلص نہایت صحیح العقیدہ ہادی مہدی ہیں۔

(۲) عام درسیات میں غفلہ تعالیٰ عاجز نہیں۔

(۳) مفتی ہیں۔

(۴) مصنف ہیں۔

(۵) واعظ ہیں۔

(۶) مناظروں غفلہ تعالیٰ کر سکتے ہیں۔

(۷) علماء زمانہ میں علم توقیت سے آگاہ ہیں۔ امام ابن حجر کی نے نواجر میں اس علم کو فرض کفایہ لکھا ہے اور اب ہندوستان بھر میں بلکہ عامۃ بلاد میں یہ علم عملی بلکہ عامہ مسلمین سے روٹھ گیا ہے۔ فقیر نے بتوفیق قدیر اس کا احیا کیا اور سات صاحب بنانا چاہے جس میں بعض نے انتقال کیا اکثر اس صعوبت سے چھوڑ کر بیٹھے۔ مگر انہوں نے بقدر کفایت اخذ کیا اور

اب میرے یہاں کے اوقات طلوع و غروب و نصف النہار پر روز تاریخ کے لیے اور جملہ اوقات ماہ مبارک رمضان شریف کے لیے بھی بناتے ہیں۔ فقیر آپ کے مدرسہ کے لیے اپنے نفس پر ایثار کر کے انہیں آپ کے لیے پیش کرتا ہے۔ اگر منظور ہو تو فوراً اطلاع دیجئے اور اپنے ایک اور دوست کو میں نے روک رکھا ہے کہ ان کی جگہ مقرر کروں۔ اگرچہ یہ دو عظیم کام یعنی افتاء و توقیت اور ان سے اہم تصنیف میں وہ ابھی ہاتھ نہیں بٹا سکتے اس لیے وعظ و مناظرہ تو کر سکتے۔ آپ کے دارالعلوم کے لیے ان سے بہتر دوسرا معلم و مدرس نہیں ملے گا۔

اس مکتوب کے جواب میں غالباً انجمن نعمانیہ لاہور اپنی بعض مشکلات کی وجہ سے ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی اور تدریسی خدمات حاصل نہ کر سکی یا ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے کوئی مواقع پیش آئے، جس کی وجہ سے آپ دارالعلوم نعمانیہ کی مسند تدریس کو رونق نہ بخش سکے۔ مگر اعلیٰ حضرت کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو انجمن نعمانیہ لاہور کی سر بلندی اور ترقی سے کتنی دلچسپی تھی۔

دارالعلوم نعمانیہ کے ابتدائی اساتذہ (۱۹۰۳ء)

دارالعلوم نعمانیہ کے ابتدائی صدر مدرس فاضل ادب عربی مولانا مولوی غلام احمد تھے۔ نعمانیہ میں آپ کا تقرر یکم جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوا۔ آپ ۲۱ اپریل ۱۹۰۷ء کو فوت ہوئے۔ ۱۹۰۳ء کو علی زینی مدرس مقرر ہوئے۔ اسی طرح مولانا مولوی عبدالقادر المعروف غلام بہم قادر بھیروی ۲۱ نومبر ۱۹۰۹ء کو مدرس اور مفتی انجمن کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ اس وقت آپ کی تنخواہ ۲۰ روپے تھی۔ یکم اکتوبر ۱۹۱۱ء سے ایک اور استاد مولانا مولوی نور بخش توکلی صاحب کا تقرر ہوا۔ مولوی محمد حسن صاحب کو ۲۲ جنوری ۱۹۱۲ء کو مدرس

مقرر کیا گیا۔ مولوی غلام رسول صاحب ۲۰ فروری ۱۹۱۳ء کو مدرس اول مقرر ہوئے۔ مولوی عبدالعزیز صاحب کو نعمانیہ کا مدرس اور مفتی ۲۰ جون ۱۹۱۳ء کو مقرر کیا گیا۔

مولانا غلام معین الدین یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو مدرس اول مقرر کیے گئے۔ اسی زمانہ میں مولانا مولوی فیض الحسن ۳۳ جنوری ۱۹۰۶ء کو مدرس مقرر ہوئے۔ آپ ۳۰ مارچ ۱۹۰۸ء کو انجمن سے علیحدہ ہو گئے۔

دارالعلوم نعمانیہ کے دو شعبے

جن دنوں ”انجمن نعمانیہ“ کا دارالعلوم نعمانیہ مسجد بکن خان اندرون موچی دروازہ لاہور (ابتدائی کتابیں) اور بادشاہی مسجد لاہور کے حجروں میں تھا۔ ان دنوں کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہی مسجد کی عربی کلاس کے لیے مدرسہ ذیل علمائے کرام کام کر رہے تھے۔

۱۹۱۳

- ۱۔ مولانا غلام احمد — مدرس اعظم
- ۲۔ خلیفہ محمد عبداللہ صاحب — منصرم اعلیٰ
- ۳۔ سید علی زینی امروہی صاحب — مدرس
- ۴۔ مولانا نور احمد صاحب — سفیر انجمن
- ۵۔ مولانا محمد ابراہیم — مدرس اعلیٰ منطق و معقول
- ۶۔ مولانا جلال الدین صاحب — نقیب انجمن
- ۷۔ مولانا امام الولی صاحب — نقیب انجمن
- ۸۔ مولانا عبدالغفور صاحب — مدرس فارسی

علمائے اہلسنت کا انجمن نعمانیہ سے تعاون

۶۸

اپریل تا جون ۱۹۱۲ء میں انجمن نعمانیہ کی جو روئیداد چھپی اس کے ابتدائیہ میں علامہ نور بخش توکلی نے ان علماء کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے انجمن نعمانیہ سے علمی تعاون کیا۔ آپ نے اعتراف کیا کہ پنجاب اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں علماء اہلسنت نے انجمن کی علمی خدمات کو سراہا۔ آپ نے اس روئیداد میں ان علمائے کرام کا خصوصی طور پر ذکر فرماتے ہوئے بڑے دکھ کا اظہار کیا جو سال رواں میں داغ مفارقت دے گئے تھے۔ ان میں تاج الدین الفحول محب الرسول حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی، مولانا عبدالصمد صاحب سہوانی، حاجی سید عبدالقدوس سہوانی، مولانا عبدالقدس بنگلوری، مولانا عبداللہ مدرس اعلیٰ جامع مسجد بمبئی اور مولانا شیرالدین کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ حضرات اہلسنت کے ستون تھے اور انجمن نعمانیہ کے معاون تھے۔ اسی رپورٹ میں ان مرحوم علماء کی وفات پر اظہار غم کرتے ہوئے عوام اہلسنت کو سہارا دیا گیا کہ اللہ کے فضل سے ابھی تک اہلسنت کے جید علماء کرام خدمت دین کے لیے موجود ہیں۔ جن میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، واقف حقیقت، مروج شریعت، مجدد طریقت، حکیم امت، سند المفسرین، استاذ المدرسین، خاتمہ المحقق والمحدثین، زبدۃ العارفین، عہدۃ السالکین، ملک العلماء، ملاک الفضل، مظہر کلمات اللہ العلیا، حضرت مولانا پیر سید مرعلی شاہ قبلہ عالم گولڑوی۔ دوسرے اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ مقرر ملت طاہرہ آیتہ من آیات اللہ حجتہ من حجج اللہ الطاہرہ، علامہ زماں، فہامہ سیگاں، حافظ قرآن، واعظ خوش بیاں، سرکوب وہابیاں، بیخ کن

نیچریاں حضرت مولانا قاری احمد رضا خان محدث بریلوی قادری دام فیضہ الصوری
المعنوی اور جناب مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی جناب مولانا محب احمد
بدایونی، مولانا فضل احمد بدایونی، عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین جامع کمالات العلیہ
صاحب الافاضات الجلیہ اللیب العریف، والادیب العزیز حضرت مولانا شاہ
عبد الغفار ناگوری۔ البحر الجلیل، التیل الشہید فی الدیار والامصار کا الشمس فی
النصف والنہار عمدۃ الواصلین زبدۃ الکاملین مولانا قاضی تاج الدین قبلہ مفتی علاقہ
پٹھوار ادام اللہ حسنہ، فیضہ فی اللیل والنہار، جامع منقولات و معقولات حاوی
کلیات و جزئیات، محقق بے عدیل، مدقق بے مثیل، عالم راسخ جلیل المشائخ، افضل
الفقہاء اکمل الکلماء، سلطان الواعظین، امام الواعظین مولانا استاذنا مولانا سید دیدار
علی شاہ الوری کے اسمائے گرامی آفتاب نصف النہار کی طرح چمک رہے ہیں۔
(رحمتہ اللہ علیہ اجمعین)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ایک نادر فتویٰ

مولانا اکرام الدین بخاری خطیب جامع مسجد وزیر خان جو نعمانیہ کی علمی
کمیٹی کے رکن تھے۔ آپ نے ۲۳ / جمادی الاول ۱۳۳۰ھ کو اعلیٰ حضرت فاضل
بریلوی کی خدمت میں ایک استفتاء لکھ کر بھیجا جس میں ”رضع اور مرضعہ“ کی
اولاد کے مابین نکاح کے متعلق پوچھا گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت مفتی الشاہ احمد رضا خان
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے استفسار کے جواب میں ایک مکمل رسالہ ”الجلی الحسن فی
حرمتہ ولد الخی اللبن“ (۱۳۳۰ھ) لکھ کر بھیجا یہ رسالہ دارالعلوم نعمانیہ کے رسالہ
مطبوعہ اپریل تا جون ۱۹۱۳ء میں چھپا تھا (اب ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
نے اسے دوبارہ چھاپ دیا ہے) اس مسئلہ کی اہمیت اہل علم و فضل پر واضح کر دی
گئی تھی اور ایسے علمی نکتے اٹھائے گئے کہ اہل علم و فضل دنگ رہ گئے۔ انجمن
نعمانیہ کے شعبہ اشاعت نے اسے چھپوا کر تقسیم عام کیا تھا۔

دارالعلوم کے بلند پایہ اساتذہ

نعمانیہ کے ریکارڈ میں ایک نگاہ ڈالی جائے تو ہمیں دارالعلوم نعمانیہ لاہور

میں بڑے بڑے بلند پایہ علمائے کرام مسند تدریس پر جلوہ آراء دکھائی دیتے ہیں۔
۱۸۸۹ء کو ایک زبردست عالم دین "ادب عربی کے نامور استاد مولانا محمد حسن فیضی چکوال سے لاہور تشریف لائے۔ آپ کو انجمن نعمانیہ کا منصب مقرر کر لیا گیا۔ آپ نے اس منصب پر جس لیاقت اور جانفشانی سے اپنے فرائض سر انجام دیے اس سے انجمن کے انتظامی معاملات میں بڑی بہتری ہوئی۔ اسی سال ایک اور عالم دین مولانا نور الحسن کی تقرری ہوئی۔ مولانا نور الحسن تدریس میں یدِ طولی رکھتے تھے اور درس نظامی کی انتہائی آخرین کتابوں پر آپ کو بڑا عبور حاصل تھا۔ وہ ایک عرصہ تک تدریسی ٹیم میں انجمن نعمانیہ میں رہے۔

اسی سال ۲۰ / فروری ۱۹۱۲ء کو ایک اور عالم دین مولانا غلام رسول کو مدرس اول بنایا گیا۔ مولانا غلام رسول دارالعلوم نعمانیہ میں ایک عرصہ تک وابستہ رہے اور مسند تدریس کو رونق بخشی۔

ان دنوں ملک بھر سے دینی مسائل پر بے پناہ سوالات کا سلسلہ شروع ہوا اور لوگوں کو دینی مسائل کے حل اور فتویٰ جاری کرنے کے لیے ایک مفتی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ انجمن نعمانیہ نے مفتی عبدالعزیز صاحب کو انجمن کے شعبہ الاستفتاء کا انچارج اور ناظم مقرر کیا۔ آپ کا تقرر ۲۰ / جون ۱۹۱۲ء کو ہوا۔ اسی دارالعلوم میں ایک اور عالم دین مولانا حکیم اللہ دین نے ۱۲ / اکتوبر ۱۹۱۲ء کو مسند تدریس پر جلوہ فرما ہو کر طلباء کو پڑھانا شروع کیا۔ یہ وہ سال تھا جب دارالعلوم نعمانیہ میں ایک زبردست تدریسی ٹیم موجود تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کے گوشے گوشے سے طلباء قطار در قطار پہنچنا شروع ہوئے اور انجمن کے لیے ان تمام مشنگان علم کو سیراب کرنے کا خصوصی اہتمام کرنا پڑا۔

شاہ جہاں بیگم نواب آف بھوپال (۱۹۱۴ء)

ریاست بھوپال کی نواب (شاہ جہاں بیگم) نے انجمن نعمانیہ لاہور کی علمی خدمت کا سنا تو اپنے خاص ایلیچی کو بھوپال سے لاہور بھیجا جس نے یکم جولائی ۱۹۱۳ء کو انجمن نعمانیہ کے اراکین کے سامنے بیگم صاحبہ کی طرف سے دو سو روپیہ ماہوار کے وظیفے کا اعلان کیا۔ یہ مخیر اور علم دوست خاتون تھی۔ علماء و فضلاء کو

نوازی رہتی تھی اور دینی اداروں کو مالی امداد دیتی رہتی تھی۔ دارالعلوم نعمانیہ کی ضروریات کی اس نے ایک رپورٹ طلب کی تھی۔

انجمن نعمانیہ لاہور کے دارالعلوم کو سنوارنے کے لیے مزید اقدامات اٹھائے گئے۔ خواجہ نور بخش توکلی نے کتب خانہ (لائبریری) کو مربوط کیا۔ دارالتیامی میں سہولتیں مہیا کیں۔ دارالاقامہ کا نظام درست کیا گیا۔ باورچی خانہ کو بہتر بنایا اور اس طرح طلباء اور اساتذہ کو بہتر سہولتیں میسر آئیں۔ نعمانیہ کے ماہواری رسالہ مطبوعہ جنوری تا جون ۱۹۱۴ء میں یہ افسوسناک اطلاع چھپی کہ حضرت علامہ مطیع الرسول مولانا عبدالمقتدر قادری بدایونی ۲۵ / محرم الحرام ۱۳۳۴ھ کو رحلت فرما گئے۔ آپ مفتی عبدالقادر بدایونی کے صاحبزادے بھی تھے اور علمی قائم مقام بھی تھے۔ وہ اپنے وطن سے انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ پر آتے تو بدایوں کے مقتدر سنی علماء کا ایک وفد ساتھ لاتے پھر ان مہمانان بدایوں کے سارے اخراجات خود برداشت کرتے۔ انجمن نعمانیہ کے اراکین کو مولانا محمد ذاکر بگوی چشتی کے انتقال کی خبر سے سخت صدمہ ہوا۔ مولانا ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ شاہی مسجد کے خطیب تھے۔ انجمن حمایت اسلام کے حمیدینہ سکول لاہور کے صدر مدرس تھے۔ اسی سال شمس العلماء مولوی عبدالحق حقانی دہلوی مولف تفسیر حقانی پروفیسر مدرسہ عالیہ کلکتہ رئیس دہلی اور وظیفہ خوار ریاست حیدر آباد دکن ۱۲ / جمادی الاول ۱۳۳۴ھ کو فوت ہو گئے۔ وہ زندگی بھر انجمن کے اکثر سالانہ جلسوں میں باقاعدگی سے شرکت فرمایا کرتے تھے۔ محدث سورتی علامہ وصی احمد قادری پبلی بھیتی کا انتقال پر ملال بھی اسی سال ۹ / جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ کو بمقام پبلی بھیت ہوا۔ آپ انجمن نعمانیہ کے خاص علمی رفیق تھے۔ دبذبہ سکندری (رامپور) میں آپ کے علمی کارناموں اور اعتقادی خدمات پر بڑے بلند پایہ مضامین چھپے۔ آپ حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی کے مرید تھے اور سمدھی بھی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے علمی اور نظریاتی ترجمان تھے آپ اعلیٰ حضرت کے نمائندہ کی حیثیت سے ہی دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسوں میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔

امیر ملت حافظ پیر جماعت علی شاہ علی پوری کی خصوصی خدمات (۱۹۱۳ء)

۹/ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ ہوا اس جلسہ میں برصغیر کے جن علماء کرام نے خطاب کیا ان میں مولانا وضی احمد سورتی، مولانا خلیل الدین حسن المتخلص ”بحافظ“ اعزازی مجسٹریٹ پیلی بحیت، مولانا ظہور الحسن صدر مدرس مدرسہ حنیفہ جونپور (انڈیا) سید محمد دیدار علی شاہ الحنفی التفسندی (ریاست الور) مولانا محرم علی چشتی (صدر انجمن) خلیفہ تاج الدین احمد سیکرٹری انجمن نواب عبدالجبار خان سی آئی اے، رئیس بردواں (انڈیا) کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ان جلسوں میں پیر سید حافظ جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ ہر اجلاس کے صدر ہوتے اور انجمن کے اغراض و مقاصد بیان کرنے کے بعد لوگوں کو انجمن کی مالی امداد کی تلقین کرتے۔ اس اجلاس کی آخری تقریر پیر حافظ جماعت شاہ علی پوری نے کی تھی۔ آپ نے بہت سے اہل ثروت حضرات کو انجمن کی امداد کے لیے تاحیات معاون بنایا اور ان سے مالی تعاون کا وعدہ لیا۔ آپ نے خود بھی اس اجلاس میں تاحیات خصوصی تعاون کرنے کا اعلان فرمایا اس آخری اجلاس میں لکھنؤ سے آنے والے مولانا ہدایت الرسول کی تقریر کو اہل علم و فضل نے بڑا پسند کیا۔

اجلاس میں سیکرٹری انجمن نعمانیہ کی ایک مفصل روئداد میں بتایا گیا کہ ۱۳۳۱ھ کو انجمن نعمانیہ لاہور کو قائم ہوئے چھبیس سال ہو چکے ہیں اور اسے بہت سی مشکلات کا سامنا رہا۔ مگر بے پناہ کامرانیوں سے سرفراز ہوئی۔ قواعد و ضوابط کی منظوری حاصل ہوئی اور اسے چھوڑ کر تمام مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا۔ انجمن نعمانیہ کے ایک رکن حافظ چراغ الدین صاحب نے اپنے ذاتی مکان میں مستورات کا ایک تدریسی شعبہ قائم کیا۔ انجمن نے ایک اشتہار کے ذریعے مستورات اساتذہ اور طلباء کو دعوت تعلیم و تدریس دی۔ ۱۵/ مئی ۱۹۱۳ء میں مستورات کا داخلہ بھی شروع کر دیا گیا۔

انجمن نعمانیہ کے اشاعتی امور پر ایک نظر

اس سال میں انجمن نعمانیہ نے دینی کتابوں کی اشاعت کا ایک شعبہ قائم کیا اور بہت سی کتابیں شائع کیں۔ ان میں سید جعفر بن حسن بزرگنجی (م ۱۱۷۹ھ) کا میلادنامہ مع ترجمہ چھپا۔ یہ ترجمہ انجمن کے سیکرٹری جناب پروفیسر نور بخش توکلی نے کیا تھا۔ اس کا اردو نام ”مولود بے نظیر“ رکھا گیا۔ اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ اسماعیل یوسف بنہائی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا ”کہ یہ بے نظیر مولود ان دنوں حرمین الشریفین میں پڑھا جاتا ہے۔ الحمد للہ اب یہ کتاب دوبارہ مفتی محمد خان قادری صاحب کے زیر اہتمام دعوت اسلامی لاہور نے حال ہی میں شائع کر دی ہے۔ ایک اور کتاب ”تصفیۃ القلوب“ چھپی۔ جس میں تصور شیخ کے موضوع پر ذلائل تھے۔ اس کتاب کو حضرت پیر مرعلی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا پسند فرمایا اور اپنی تصدیقی مہر ثبت کی۔ ”قمرالذان“ الحل المدلل علی الدارمی، ”صلوۃ القرآن“ جیسی کتابیں شائع ہوئیں۔ پروفیسر خواجہ نور بخش توکلی کی تصنیف ”گلشن اخلاق“ بھی اسی سال شائع ہوئی۔ انجمن نعمانیہ نے اپنے اشاعتی شعبہ سے انوار نعمانیہ مولفہ قاضی محمد فضیل الدین مرحوم گجرات سوانح عمری حضرت نعمت اللہ شاہ ولی ”حل نکات بیدل“ رسالہ تقلید (محمد عبداللہ ٹوکی) تاج بہاول خانی شرح نام حق (از مولانا عبداللہ حاجی مرحوم) تفسیر بے نظیر سورہ فاتحہ، فاتحہ خوانی اور اس کا طریقہ، ترجمہ فتوح الغیب، افضل المقال فی حکم ”الصلوۃ بالفعال“ ”چہل احادیث“ ”ابواب المصادر“ ”نجات المومنین“ ”منہات امام عسقلانی“ ”دقائق الشہادت“ ”کفایہ منصوری“ ”شرح انوار العاشقین“ ”قمرالغائبین فی ثبوت شہادت امام حسین المیمون“ ترجمہ جامع صغیر ”مطالب القرآن“ ”تہذیب الحاسبہ فی مناقب الامتہ الثلاثہ“ ”سیر الصادقین“ مضامین اسلام (رد بزاری) مسالک السالکین، تاریخ معاشرت ہندوانگلینڈ، دیوان حسینی، (تالیف سید غلام نبی شاہ جالندھری مرحوم) ”مثنوی گوگو“ (محرم علی چشتی) ”مجموعہ فتاویٰ“ ”کتاب الحجید فی وجوب التعلید“ رسالہ تصوف و اہانیت، مختصر قدوری مع شرح فارسی (مولانا محمد عبداللہ جمالی بہاول پور) جیسی کتابیں شائع کیں۔

لاہوری میں وسعت (1913ء)

شعبہ اشاعت کتب حنفیہ کے ساتھ ساتھ انجمن نعمانیہ لاہور نے اہل علم و فضل کو اپیل کی کہ لاہوری کے لیے دینی کتابیں بطور ہدیہ پیش کریں۔ اس اپیل کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ لوگوں نے بہت سی نادر اور نایاب کتابیں نعمانیہ کے کتب خانے کے لیے ہدیہ کیں۔ بعض حضرات کے اسمائے گرامی انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ میں ملتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی ذاتی کتابیں ہدیہ کیں۔ مولانا نادر خان صاحب جمالی ضلع شاہ پور نے اپنی ساری کتابیں دے دیں۔ جناب حشمت اللہ خان صاحب سب انسپکٹر پولیس حصار اور شیخ فیروز الدین بساطی ڈبی بازار لاہور نے اپنے اپنے کتب خانے انجمن نعمانیہ کے حوالہ کر دیے۔ دوسری طرف انجمن نعمانیہ نے مصر، ترکی، بیروت، شام، عراق، ایران اور دوسرے ممالک کی چھپی ہوئی عربی فارسی کتابیں منگوا کر لاہوری کو علمی خزانوں سے بھر دیا۔ اس زمانہ میں ان ممالک سے کتابیں منگوانے میں کوئی دکانٹ اور مشکل نہ تھی۔

مخیر حضرات کی دارالعلوم نعمانیہ آمد (1913ء)

مارچ ۱۹۱۵ء کے ماہواری رسالہ انجمن نعمانیہ میں بعض ایسے مخیر حضرات کے نام ملتے ہیں جو انجمن نعمانیہ کی علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے خود دارالعلوم نعمانیہ میں آئے اور مالی امداد کے لیے اقدام کیے۔

ان حضرات میں سے آنریبل لفٹیننٹ کرنل محمد عمر حیات خان ٹوانہ ممبر کونسل آف انڈیا اور رئیس اعظم پنجاب کا نام ملتا ہے۔ شیخ برکت علی نے شاہدین محلہ لاہور کی وساطت سے اپنی جائیداد انجمن نعمانیہ کو وقف کر دی۔ حضرت پیر محمد میاں قادری برکاتی خان صاحب برکاتیہ ماہریرہ شریف نعمانیہ تشریف لائے۔ سرہند شریف سے ایک وفد آیا۔ مولوی سید میر حسن مالک مطبع رضوی دہلی اپنی تمام مطبوعات لے کر آئے۔ میاں افتخار الدین ولد میاں جمال الدین مرحوم رئیس باغبانپورہ لاہور۔ حافظ غلام مرتضیٰ صاحب پروفیسر مہندر کالج پٹیالہ، مولانا غلام مصطفیٰ قریشی مجددی نقشبندی بزرگوال گجرات۔

منشی محمد بخش چشتی حنفی

دارالعلوم نعمانیہ میں ان دنوں بلند پایہ علمائے تدریس کی ٹیم کام کر رہی تھی۔ جس کے صدر مدرس مولانا محمد حسن فیضی تھے جو عربی ادب کے ماہر استاد تھے۔ آپ انجمن نعمانیہ کے منصرم بھی تھے ان اساتذہ میں منشی محمد بخش چشتی حنفی بھی دارالعلوم کی تدریسی ٹیم میں تھے۔ وہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کے عاشق تھے اور مسائل شرعیہ میں ان سے استفادہ کرتے اور جب تک بریلی سے جواب نہ آتا، بے چین رہتے۔ مولانا محمد بخش ماہنامہ ”ہنر“ لاہور کے مدیر اعلیٰ بھی تھے۔ آپ قلم سے لکھنے کی بجائے کاتب کو زبانی عبارت لکھواتے تھے۔ آپ کی زبان فصاحت و بلاغت کا نمونہ ہوتی۔ شعر و ادب میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ ایک ماہر تعلیم سید حبیب شاہ ان دنوں دارالعلوم کے عربی مدرس کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ وہ ایک عرصہ تک دارالعلوم میں مدرس رہے۔ یہ حضرات انجمن نعمانیہ کے رفیق علم و فضل تھے۔

حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی دارالعلوم نعمانیہ میں (۱۹۱۵ء)

دارالعلوم نعمانیہ کا سالانہ جلسہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو منعقد ہوا۔ اس میں حضرت شاہ علی حسین صاحب سجادہ نشین کچھو کچھ شریف تشریف لائے اور زبردست تقریر فرمائی۔ مولانا محمد اکرام الدین بخاری خطیب جامع مسجد وزیر خان، مفتی محمد اعظم مرزا پوری، حکیم سلطان احمد، حکیم مولانا عبدالعلی، مولانا غلام قطب الدین چشتی نظامی، پردیسی، برہمچاری نے تقاریر کیں۔ دوسرے روز سید دیدار علی شاہ الوری نے زبردست تقریر کی۔ اس جلسہ میں حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری مولانا کفایت رسول خلف مولانا ہدایت رسول رام پوری، محمد ذاکر حسین بگوی (بھیرہ) نے بھی تقریریں کیں۔

مولانا سید دیدار علی شاہ الوری کے بیٹے کی وفات (۱۹۱۵ء)

انجمن نعمانیہ نے ۱۹۱۳ء اور ۱۹۱۵ء کی اپنی سالانہ رپورٹ میں بعض امور پر روشنی ڈالی ہے۔ انجمن نعمانیہ کو قائم ہوئے آج ۲۹ سال ہو گئے تھے مگر اس سال کے دوران ایک اہم واقعہ رونما ہوا دارالعلوم انجمن نعمانیہ کے مدرسے شعبہ کے ایک اہم رکن مولانا دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن کے امور سے علیحدگی اختیار کر لی اور لاہور کو خیرباد کہہ کر اپنے وطن الور چلے گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مولانا الوری کا ایک جوان سال بیٹا سید علی احمد ایک دن بیمار رہ کر اچانک داغ مفارقت دے گیا۔ اس فرزند دلبند کی اچانک موت کا آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ آپ دل گرفتہ ہو کر امور دنیا سے دست بردار ہو گئے اور یاد الہی میں مشغول رہنے لگے۔ انہیں لاہور رہنا بھی دو بھر ہو گیا۔ دارالعلوم سے رخصت لے کر اپنے وطن (الور) چلے گئے۔ اور ایک عرصہ تک لاہور نہ آ سکے۔ آپ کے ایک عرصہ تک اسی طرح گوشہ نشین رہنے سے انجمن کے کام خصوصاً مدرسے کاموں میں بڑی رکاوٹ آگئی اگرچہ دوسرے اساتذہ نے ان اسباق کو جاری رکھا مگر مولانا الوری کی غیر حاضری سے اتنا نقصان ہوا کہ آپ کے شاگردوں کا ایک حلقہ کئی ماہ تک نہ سنبھل سکا۔

۱۱۵

انجمن نعمانیہ کے اساتذہ اور اراکین کی رحلت

۱۹۱۶ء کے آخر میں دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ اور اراکین کے لیے

بعض علماء کرام کی رحلت بڑی پریشان کن بات تھی۔ چنانچہ نعمانیہ کے ماہواری رسالہ مطبوعہ جنوری تا جون (جلد ۱۷ شمارہ ۶) میں ان مشاہیر کا تذکرہ خصوصی طور پر کیا گیا ہے جن کی رحلت کو دنیائے اہلسنت کے لیے بڑا علمی نقصان تصور کیا گیا۔

۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ کو حضرت مولانا علامہ عبدالمقتدر قادری بدایونی کی رحلت ہوئی۔ آپ حضرت مولانا عبدالقادر شہید بدایونی کے فرزند ارجمند تھے۔ ۲۰ جنوری ۱۹۹۱ء مطابق ۳ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ کو پروفیسر محمد ذاکر حسین بکوی سیالوی صدر مدرس حمیدیہ لاہور اور سابق خطیب بادشاہی مسجد لاہور رحلت فرما گئے۔ آپ انجمن نعمانیہ کے مخلص اراکین میں سے تھے۔ ۳۰ جمادی الاول ۱۴۳۳ھ میں شمس العلماء مولانا عبدالحق دہلوی مولف ”تفسیر حقانی“ اور ”علوفہ خوار نظام“ دکن کو قضائے الہی نے آ لیا۔ حضرت مولانا مفتی وصی احمد صاحب محدث سورتی سنی قادری جلیس و رشتہ دار علی حضرت قاضل بریلوی ۹ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ کو پبلی بحیت میں انتقال فرما گئے۔ آپ انجمن نعمانیہ کے مخلص علمائے کرام اور اراکین میں سے تھے۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق علم و قلم بھی تھے اور انجمن نعمانیہ میں آپ کے سفیر اور رابطہ کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ آپ کی رحلت سے انجمن کو سخت نقصان پہنچا۔ حضرت وصی احمد محدث سورتی حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی کے مرید بھی تھے اور سہمی بھی۔ آپ کی تاریخ وفات ”روضہ قدس وصی احمد“ (۱۴۳۳ھ) سے نکلتی ہے۔

انجمن نعمانیہ کا ایک خصوصی جلسہ

۱۹۹۹ء کو انجمن نعمانیہ کا تیسواں سالانہ جلسہ ۲۵، ۲۶ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۸، ۲۹، ۳۰ نومبر ۱۹۹۹ء منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں حضور سید الانبیاء کے میلاد و حضرت امام ابو حنیفہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی سیرت پر خصوصی مقالات لکھے گئے اور جلسہ میں آنے والے علماء کرام نے انہی

موضوعات پر تقاریر کیں۔ حاجی محمد اکبر وارثی میرٹھ کے ایک خوش آواز نعت خوان تھے۔ وہ میرٹھ سے جلسہ میں آئے اور پورے شہر میں آواز میں نعتیں پڑھیں۔ حاجی قدرت اللہ دہلی سے آئے۔ حافظ محمد حسین امرتسر سے آئے۔ غلام محمد بجنور سے آئے۔ ان نعت خوانوں نے ہر اجلاس کے آغاز میں نعت خوانی کر کے سامعین کو مسحور کر دیا۔ حکیم مفتی سلیم اللہ، دبیر انجمن علالت کے باوجود شیخ پر موجود رہے۔ مولانا سید محمد ابراہیم نے اپنا لکھا ہوا مقالہ پڑھا۔ مفتی سید اعظم شاہ مفتی آگرہ نے نہایت زوردار خطاب فرمایا۔ انجمن نعمانیہ کے اس اجلاس میں مولانا محمد یار صاحب فریدی گڑھی اختیار خاں، مولانا فتح محمد تائب کے بیٹے مولانا سعید احمد صاحب نے عمدہ خطاب کیا۔ حاجی محمد الدین قصوری۔ شیخ مولوی محمد صدیق لکھنوی نے تصوف کے نکات بیان کیے۔ قاضی سید عبدالغفار شاہ مہتمم مدرسہ عربیہ معسر بنگلور نے عربی میں بے نقاط قصیدہ پڑھ کر سنایا مولانا روشن الدین بہاول پوری، غلام حیدر ہیڈ ماسٹر سرگودھا نے اپنے اپنے علمی مقالات لکھ کر بھیجے جسے علامہ نور بخش توکلی صاحب نے پڑھ کر سنائے اور بعد میں انجمن کے ماہواری رسالہ میں شائع کیے۔

مولانا وصی احمد سورتی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حکیم شاہ عبدالاحد صاحب اس جلسہ میں تشریف لائے اور پر زور خطاب کیا۔ مولانا شید معاون حسین مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم رام پور سے آئے مگر علالت کی وجہ سے تقریر نہ کر سکے۔ ان کی بجائے مولانا محمد یار فریدی نے پر اثر تقریر کی۔ قاضی فضل احمد نے بھی شرکت کی۔ اس اجلاس میں مولانا محمد امین صاحب خطیب جھنگ کھیانہ نے اردو انگریزی دونوں زبانوں میں خطاب کیا۔

ان علماء کرام کی تقاریر انجمن نعمانیہ کے ماہواری رسالے میں چھپ کر سارے ملک میں تقسیم ہوئیں۔ اس اجلاس میں مولانا عبدالغفار صاحب بنگلوری نے بے نقاط قصیدہ پڑھا۔
رہے ہیں۔

اس طرح قاضی محمد اسحاق جو ریاست انب ضلع ہزارہ کے بلند پایہ عالم دین تھے نے عربی میں زبردست قصیدہ پڑھا۔
چند اشعار نقل کر رہے ہیں۔

امیر حبیب اللہ والی افغانستان اور مربی نعمانیہ کی وفات

اس سال ضیاء الملت والدین امیر حبیب اللہ خان والی دولت افغانستان کا انتقال ہو گیا۔ امیر حبیب اللہ خان انجمن نعمانیہ کے معاون اور مربی تھے۔ چنانچہ نعمانیہ میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔ جس میں پنجاب بھر کے علمائے اہلسنت نے اساتذہ و تلامذہ کی ایک بھاری تعداد نے شرکت کی اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔

نعمانیہ کی ایک نئی شاخ کا آغاز

اسی سال مسجد میاں سرشیت بازار حکیمیاں میں نعمانیہ کا ایک تدریسی شعبہ قائم کیا گیا۔ جس کی نگرانی حافظ چراغ الدین کے سپرد ہوئی۔ یہ وہی مسجد تھی جس میں انجمن نعمانیہ کی بنیاد کے لیے پہلا اجلاس منعقد ہوا تھا اور اس میں مقامی بچے قرآن اور حفظ قرآن کی دولت حاصل کرنے لگے۔

بخاری شریف کی خصوصی تعلیم کا ایک کورس

انجمن نعمانیہ کے ماہواری رسالہ اکتوبر تا مارچ ۱۹۳۰ء چھپا تو اس میں چھ ماہ کے دوران انجمن کی کارکردگی پر ایک رپورٹ سامنے آئی ہے جس میں بخاری شریف کی تدریسی تکمیل کے ایک اجلاس کا خصوصی ذکر آیا ہے۔ اس اجلاس میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں رہنے والے علماء اہلسنت کو شرکت کی خصوصی دعوت دی گئی تھی۔ طلباء کو بخاری کی تکمیل پر اسناد فضیلت دینے کے لیے موچی دروازہ کے باغ میں ایک شاندار اجلاس منعقد کیا

مولانا حکیم شاہ عبدالاحد خلیف الرشید مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ فرمایا۔ اس اجلاس میں مولانا شاہ معوان حسین مہتمم مدرسہ شہاد العلوم رامپور پہلی بار لاہور آئے۔ آپ کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ انجمن اسلامیہ پنجاب نے آپ کو بادشاہی مسجد لاہور کی خطابت پر مقرر کر دیا۔ کوٹلی لوہاراں سے ابو یوسف مولانا محمد شریف محدث بھی تشریف لائے پیرزادہ عبدالسلام واعظ ہمدانی ایک سو افراد لے کر جلسہ گاہ میں آئے اس اجلاس میں محمد بخش مدیر اعلیٰ ”ہنٹرز“ لاہور کے بیٹے منشی تاج الدین احمد نے ایک زبردست نظم سنائی۔

قاضی فضل احمد نقشبندی سینئر انسپکٹر پولیس (مصنف ”انوار آفتاب صداقت“) اور حکیم خادم علی کوٹلی لوہاراں کی تقریر بھی پسند کی گئی۔ دوسرے دن کے اجلاس میں رات کے گیارہ بجے مفتی سید اعظم شاہ صاحب مفتی آگرہ کی تقریر نے حاضرین کے دلوں پر سکھ بٹھا دیا۔ اس اجلاس میں مولانا عبدالکریم شیخ الاشراق سجادہ نشین دربار امام صاحب سیالکوٹی پر اس تقریر کے دوران حالت وجد طاری ہو گئی۔ وہ پورا ایک گھنٹہ مرغ بسل کی طرح تڑپتے رہے۔

اس جلسہ میں ہونے والی تقاریر ”انجمن نعمانیہ“ کے رسالوں میں چھپتی رہیں جس سے دور دراز کے لوگ بھی محفوظ ہوتے رہے۔ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اس جلسہ میں سید الشاہ محمد عبدالغفار قادری صدر مدرس بمسکرنکلور نے ایک ایسا قصیدہ پڑھا جس پر کوئی نقطہ نہ تھا۔ تبرک درج اشاعت کر رہے ہیں۔

علامہ نور بخش توکلی کی تصفیہ شرح پرودہ شریف

انجمن نعمانیہ کی جو رپورٹ ذوالحجہ ۱۳۳۷ھ میں شائع ہوئی۔ اس پر انجمن کی کارکردگی پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ انجمن کا اکتسواں سالانہ جلسہ تھا۔

جو محرم الحرام ۱۳۳۷ھ کو منعقد ہوا تھا اور اس میں انجمن کے کوائف بیان کیے گئے۔

اس سال دارالعلوم کی مشرقی ڈیوڑھی پر دوسری منزل بنائی گئی اور دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ اور طلباء نے شہر کے گوشے گوشے میں مجالس برپا کر کے تقاریر کیں۔ ڈاکٹر محمد الدین بہاول پوری، مولانا مولوی عبدالصمد امرتسری اور صاحبزادہ محمد یوسف صاحب سجادہ نشین چشتیاں شریف اسی سال فوت ہوئے۔ جن کے ایصال ثواب کے لیے تعزیتی جلسے منعقد کیے گئے۔ علامہ نور بخش توکلی کا مرتبہ مجوزہ اردو قاعدہ چھپوایا گیا اور اسے تقسیم کیا گیا۔ اسی سال علامہ نور بخش توکلی نے قصیدہ بردہ کی عربی شرح لکھی۔

اسی سال انجمن نعمانیہ کے محسن اور سرپرست ضیاء الملت والدین امیر حبیب اللہ خان والی سلطنت افغانستان کا انتقال ہو گیا انجمن نے آپ کے ایصال ثواب کے لیے ایک بھرپور تعزیتی اجلاس منعقد کیا جس میں لاہور کے علمائے احناف اور اساتذہ و طلباء نے قرآن خوانی کی۔ اس اجلاس میں افغانستان سے آئے بہت سے علماء اور بلند ندرہ سے شرکت کی۔ چار سو قرآن پاک پڑھ کر امیر حبیب اللہ کے روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔

اسی سال مسجد میاں سرشت لاہور (جہاں انجمن نعمانیہ کا سب سے پہلا اجلاس ہوا تھا اور انجمن قائم کرنے کے لیے فیصلہ ہوا تھا) جس میں قرآن کی تدریس کا ایک شعبہ قائم کیا گیا۔

اس سال بعض رپورٹروں سے پتہ چلتا ہے کہ انجمن کو مختلف حضرات سے سات ہزار چار سو اٹھاسی خطوط آئے جس میں دینی مسائل پر استفسار کیا گیا تھا اور انجمن کے شعبہ خط و کتابت سے ان مسائل کو جواب دیا گیا۔ اس سال انجمن کے دارالافتاء سے ایک سو فتوے جاری کیے گئے۔

گیا۔ جس میں قرآن پاک اور بخاری شریف کے ثواب کا ہدیہ حضور کی بارگاہ میں اور حضور کی وساطت سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ حاجی محمد اکبر وارثی میرٹھ سے ایک بھرپور وفد کے ساتھ آئے۔ وارثی مرحوم زبردست نعب خوان تھے انہوں نے اپنی خوش آوازی سے لوگوں کو خوش کر دیا۔ ان کی خوش آوازی نے لاہور میں اس قدر شہرت حاصل کی کہ جلسہ گاہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ وارثی صاحب کے وفد میں حاجی قدرت اللہ دہلوی، حافظ محمد حسین امرتسری، غلام محمد خان صاحب بجنوری، مولانا محمد عبداللہ چشتی تھے۔ مفتی سلیم اللہ خان صدر انجمن نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ مولانا سید محمد ابراہیم نے تقریر کی۔ مفتی اعظم مفتی سید اعظم شاہ آگرہ سے تشریف لائے اور انجمن کی دینی خدمات کو دیکھ کر آپ دارالعلوم کے مہتمم بن گئے اور اپنے اثر و رسوخ سے انجمن کو ایک عرصہ تک اپنے اہتمام میں چلااتے رہے۔

موچی دروازہ کے اس جلسہ میں مولانا سعید احمد خلف الصدق مولانا فتح محمد نائب نے بڑی زبردست تقریر فرمائی۔ آپ ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ کے مدرس تھے۔ اس اجلاس میں مولانا محمد یار بہاول پوری بھی لاہور کی سیج پر جلوہ فرما ہوئے اور اپنی مخصوص تقریر سے عوام کو متاثر کیا۔

رات کے اجلاس میں حاجی محمد الدین قصوری اور محمد صدیق لکھنوی کی تقاریر صوفیانہ انداز میں پسند کی گئیں۔

بنگلور سے ایک بزرگ قاضی سید عبدالغفار شاہ مہتمم مدرسہ عربیہ معسر بنگلور تشریف لائے۔ انہوں نے عربی میں ایک ایسا قصیدہ پڑھا جس میں ایک بھی نقطہ والا لفظ استعمال نہ کیا گیا۔ ریاست انب کے قاضی محمد اسحاق صاحب نے ایک عربی نظم سنائی۔ جس کا ترجمہ علامہ نور بخش توکلی نے سنایا۔ اس اجلاس میں مولانا روشن الدین بہاول پوری نے زبردست تقریر کی۔ آپ کی تقریر کو بڑا پسند کیا گیا اور لوگوں نے آپ کی تقریر سے متاثر ہو کر انجمن نعمانیہ کی مالی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

دارالعلوم نعمانیہ اپنی بلڈنگ میں

دارالعلوم کا کام نئی عمارت میں ہونے لگا۔ انجمن کو اس زمانہ میں اپنے ہی فارغ التحصیل عالم دین مولانا حافظ غلام مرشد انگہ ضلع شاہ پور جیسا ذہین اور محنتی استاد میسر آگیا۔ مولانا غلام مرشد ۴۲ رجب المرجب ۱۳۳۶ھ کو دارالعلوم کے استاد مقرر ہوئے۔ اور صدر مدرس کی حیثیت سے ۱۹۱۳ء یعنی نو سال تک کام کرتے رہے۔ مولانا محمد بخش مسلم بی اے اسی عرصہ میں مولانا غلام مرشد سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اسی زمانہ میں مسعود کھدر پوش نے مولانا غلام مرشد کے سامنے زانوے ادب تہہ کیا۔ مسعود کھدر پوش نے آئی سی ایس کا امتحان پاس کر کے گورنمنٹ آف برطانیہ کے کئی عہدوں پر فائز رہے۔ پاکستان بننے کے بعد دارالعلوم نعمانیہ کا یہ شاگرد محکمہ اوقاف کا سربراہ بنا۔ کئی محکموں کا سیکرٹری رہا۔ کئی اصطلاحات نافذ کرتا رہا۔ مولانا غلام مرشد کے شاگردوں کے وسیع حلقہ میں ڈاکٹر سید عبداللہ جو بعد میں پنجاب یونیورسٹی اور نیشنل کالج کے پرنسپل بنے اور ادارہ معارف اسلامی کے سربراہ رہے۔ نعمانیہ سے نکل کر مولانا غلام مرشد کے ساتھ سنہری مسجد میں چلے گئے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ دارالعلوم نعمانیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اذان بھی دیا کرتے اور کچھ عرصہ تک سنہری مسجد میں موزن رہے۔ نعمانیہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے نامور فرزندانوں نے ترقی کے منازل طے کیے اور چیف کالج یا گورنمنٹ کالج کے طلباء سے پیچھے نہیں رہے۔

مولانا غلام مرشد کی ٹیم میں مولانا محمد عالم، مولانا روشن دین، مولانا رحیم اللہ، مولانا عبدالعزیز، مولانا شاہ رسول قادری محمد یاسین جیسے حضرات مسند تدریس پر فائز تھے ہوئے۔ انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ کے مطابق میاں کریم بخش صدر، مرزا محمد عبدالرحیم، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، شیخ غلام محی الدین خان نجم الدین، حاجی چراغ دین، محمد شہاب الدین، مولوی محمد یسین، مولوی تاج الدین، فاضل امام دین، چوہدری سردار خان، مولوی میراں بخش، حکیم امین الدین، حکیم شہباز الدین، میاں الطاف حسین، خلیفہ علیم الدین اور مولانا غلام محمد بکوی جیسے مقتدر حضرات موجود تھے۔ آخر یہ طے ہوا کہ انجمن نعمانیہ کا

دارالعلوم شاہی مسجد کی بجائے اس کی اپنی بلڈنگ اندرون نکلالی گیٹ میں لا جائے۔ شاہی مسجد میں ۱۸۹۷ء سے ۱۹۱۱ء تک دارالعلوم نعمانیہ قائم رہا۔ دارالعلوم کی موجودہ عمارت بنانے اور مدرسہ کو منظم کرنے میں غشی فخر الدین رحیم شملہ، شیخ انعام علی مرحوم، سیشن جج، خواجہ عبدالصمد مرحوم، ملک حسین بخش مرحوم حاجی چراغ دین نے اپنے مالی عطیات سے دارالعلوم کی تعمیر میں بڑا کردار ادا کیا۔

نظام آف حیدر آباد دکن اور انجمن نعمانیہ لاہور (1900ء)

نظام آف دکن ۱۹۰۰ء میں اپنی سخاوت کے اعتبار سے عالم اسلام میں شہرت رکھتے تھے۔ انگریزی اقتدار نے مسلمانوں کو اتنا دبا رکھا تھا کہ وہ اپنے مدارس، مساجد، حتیٰ کہ اپنے علماء کی دیکھ بھال کرنے سے قاصر تھے۔ نظام آف دکن ایسے اداروں اور اہل علم کے لیے ایک سایہ دار درخت تھے۔ جہاں سے انہیں وظائف و انعامات جاری ہوتے تھے۔ انجمن نعمانیہ لاہور کے سیکرٹری مولانا محرم علی چشتی ایڈووکیٹ نے نظام آف دکن کے دربار سے رابطہ کیا تاکہ انجمن نعمانیہ کے مالی حالات درست ہو سکیں اور یہ ادارہ زیادہ سے زیادہ کام کر سکے۔ چنانچہ نظام آف دکن کی سالگرہ پر ایک عرضداشت پیش کی گئی جس میں انجمن نعمانیہ کی علمی اور تدریسی خدمات کو بیان کرنے کے بعد مالی امداد کی اپیل کی گئی۔ ہم اس اپیل کو ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت سے قارئین کے لیے شائع کر رہے ہیں۔ یہ دستاویز حکیم مولوی سلیم اللہ، مدیر اول انجمن نعمانیہ لاہور کے قلم سے لکھی ہوئی ملی ہے اور اب تک انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔ یہ دستاویز اس زمانے کے اراکین انجمن نعمانیہ کے دستخطوں سے مزین ہے۔

اعلیٰ حضرت حضور نظام حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ اور ان کی سالگرہ کی

یادگار

اس وقت تک حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی سالگرہ کی تقریب کا جشن

منانے کے متعلق اہل ریاست دکن نے مختلف قسم کے وسائل اختیار کیے ہیں۔ کہیں جلسے ہوئے، کہیں دعوتیں ہوئیں، کہیں پارٹیاں دی گئیں، کہیں آتش بازی چلی، کہیں چراغاں ہوئی، کہیں گھوڑ دوڑ ہوئی، کہیں اور مختلف قسم کی کھیلیں ہوئیں۔ غرض کہ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ہر ایک امیر و غریب نے اس مبارک تقریب پر اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا اور اعلیٰ حضرت کی نسبت اپنی عقیدت اور محبت کا ثبوت دیا۔

”جن طریقوں سے اہل دکن نے اپنا اظہار عقیدت کیا اس کی نسبت کوئی نکتہ چینی کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن اپنے برادران دکن کی خدمت میں کمال ادب کے ساتھ اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ پنجاب اور سرحدی صوبہ کے مسلمانوں نے بھی گزشتہ سالگرہ حضور بندگان عالی متعالیٰ ادام اللہ اجلانہم کی تقریب پر اپنی نیاز مندانہ عقیدت کا اظہار کیا اور جس طریق سے یہ اظہار کیا گیا اس کا حال ان کاغذات سے بخوبی واضح ہو گا۔“

”خلاصہ یہ ہے کہ انجمن نعمانیہ لاہور کا سالانہ جلسہ جو دار الخلافہ پنجاب میں منعقد ہوا اور جس میں نہ صرف پنجاب کے مختلف اضلاع بلکہ ہندوستان کے مختلف حصوں کے سربراہ اور علمائے کرام اور فضلاء عظام اور معزز رؤسا و عمائد اور دیگر دیندار برادران اسلام شامل تھے۔ اس جلسہ میں فشی محرم علی صاحب چشتی اڈیٹر اخبار ”رفیق ہند“ لاہور نے یہ تحریک پیش کی کہ بتقریب سالگرہ حضور بندگان عالی متعالیٰ چند خاص وظائف بنام ”وظائف نظامیہ“ یا ”وظائف آصفیہ“ یا ”وظائف محبوبیہ“۔ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے طلباء کو دیے جائیں ان میں سے چند وظائف پانچ پانچ روپیہ ماہوار کے ہوں گے جو اعلیٰ جماعت کے ان طلباء کو دیے جائیں جو سال دو سال میں فارغ التحصیل ہو کر عالم دین کی سند حاصل کرنے والے ہوں اور چند وظائف تین تین روپیہ ماہوار کے ان یتیم بچوں کو دیے جائیں جو ادنیٰ جماعتوں میں علم دین کی تعلیم پاتے ہوں۔ اس تجویز کو تمام حاضرین نے نہایت خوشی کے ساتھ منظور کیا اور اس وقت حاضرین میں سے بعض نے اپنی طرف سے وظائف منظور کر کے نقد روپیہ انجمن میں داخل کر دیا۔ اس موقع پر کل بزرگان عظام اور ہزار ہا حاضرین نے جو اس جلسہ میں جمع تھے نہایت خلوص کے ساتھ اعلیٰ حضرت بندگان حضور نظام کی ترقی روز

افزوں کے واسطے نہایت خلوص کے ساتھ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اعلیٰ حضرت کے ساتھ جودلی محبت کا جوش اس وقت تمام مجمع اسلام میں چاروں طرف موج زن دکھائی دیتا تھا اس کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جس نے اس دن کی کارروائی کا عینی مشاہدہ کیا ہو اور اس کیفیت کے پورے اظہار کے لیے بمشکل کافی اظہار مل سکتے ہیں۔

”انجمن کی طرف سے اس امر کی قرارداد ہو گئی ہے کہ جو صاحب چاہیں مستقل وظائف اپنی طرف سے مقرر فرمائیں اور جو صاحب پسند کریں وہ ان وظائف کے فنڈ میں یکمشت چندہ سے امداد فرمائیں۔ اس وقت تک کئی صاحبوں نے پانچ پانچ روپیہ ماہوار اور تین تین روپیہ ماہوار کے کئی وظائف اپنی طرف سے عطا فرمائے ہیں اور ابھی تک ”نظامیہ فنڈ“ کھلا ہوا ہے جو صاحب چاہیں یکمشت رقوم سے اس فنڈ میں امداد فرما سکتے ہیں۔ اس جمع شدہ فنڈ سے بھی حسب گنجائش وظائف مذکور ہی دیے جاتے ہیں۔“

”جلسہ کی روئیداد جو اس کا رروائی سے متعلق ہے وہ ان کاغذات میں مفصل درج ہے اور نہایت مسرت مکی بات ہے کہ بالعموم تمام اخبارات ہند نے اس تجویز کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ چنانچہ بعض امور اور معزز اخبارات کے انتخاب بھی ان کاغذات کے ساتھ منسلک ہیں اور امید ہے کہ ان کو پوری توجہ سے ملاحظہ کیا جائے گا۔“

”اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ”انجمن نعمانیہ لاہور“ کے کچھ مختصر حالات بھی گزارش کر دیے جائیں۔ اس انجمن کے قائم کرنے میں صرف اس اصول کو مد نظر رکھا گیا ہے کہ علمائے دین کی ہندوستان میں روز بروز کمی ہوتی جا رہی ہے اور علمائے حقیقی کے وجود کو قائم رکھنا تقویت اسلام کے لیے از بس ضروری ہے۔ چنانچہ اسی بنیاد پر دارالعلوم نعمانیہ اس انجمن کی سرپرستی میں کھولا گیا ہے جس میں پچھلے تیرہ سال سے نہایت اعلیٰ درجہ کی دینی تعلیم، تفسیر، حدیث، اصول تفسیر، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق، ریاضیات، حکمت، علم کلام، علم ادب، علم طب، صرف و نحو وغیرہ میں دی جاتی ہے۔ یتیم اور لاوارث مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کا خاص طور پر اہتمام ہے ادنیٰ جماعتوں میں علاوہ ان صد ہا بچوں کے جنہوں نے قرآن شریف ختم کیا قریباً چالیس بچوں

نے قرآن شریف حفظ بھی کیا اور اعلیٰ جماعتوں میں سے اکثر طلباء نے فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت حاصل کی جن میں سے اکثر ہندوستان کے مختلف مقامات میں درس و تدریس علوم دینی کے ذریعہ برادران اسلام کو مستفید و مستفیض کر رہے ہیں اور اس تمام تعلیم کے لیے کسی قسم کی فیس کسی طالب علم سے نہیں لی جاتی بلکہ ان کی ہر قسم کی مایحتاج کی متکفل بھی انجمن ہی ہے۔

عالی جناب نواب بہادر والی ریاست بہاول پور اور عالی جناب حضور بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال اور عالی جناب نواب صاحب بہادر والی ریاست جونا گڑھ اور دیگر اعلیٰ درجہ کے مسلمان والیان ریاست نے اس انجمن کے کام کو پسند فرمایا اور گرانقدر عطیوں سے اس کی امداد فرمائی اور انجمن ہذا کی سرپرستی سے اس کو افتخار بخشا۔

”علاوہ بریں دیگر مسلمان معزز عمائد اور علماء و فضلاء ہند نے بھی اس انجمن کی کارروائی کو پسند فرمایا اور ہمیشہ مختلف طریقوں سے اس کی امداد فرماتے ہیں۔“

”انجمن کے جمع و خرچ کا حساب نہایت معزز اور ذی حیثیت مسلمانوں کے ہاتھوں سے بہت کفایت شعاری کے ساتھ خرچ کیا جاتا ہے اور ماہوار جمع خرچ کی پوری پوری تفصیل رسالہ انجمن میں شائع کی جاتی ہے اور مفصل حالات انجمن کے ماہوار رسالہ اور سالانہ رپورٹوں سے معلوم ہو سکتے ہیں جن کو وضاحت کے ساتھ یہاں لکھنے کی گنجائش نہیں۔“

”الغرض اس انجمن کا خاص مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو دائرہ اسلام میں رکھا جائے اور ان کو لاندہی اور دہریت کی بلاؤں سے بچا کر اعانت اسلام کی ترغیب دی جائے۔ اور گو اس خیال پر وہ لوگ ضرور قہقہہ اڑائیں گے جو مذہب کو محض ایک قابل تمسخر بات سمجھتے ہیں مگر جن لوگوں میں نور ایمان ہے اور جو اس امر کی حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں پر جس قدر بلائیں نازل ہوئیں وہ صرف اس امر کا نتیجہ ہیں کہ انہوں نے دامن اسلام سے کنارہ کشی کی۔ ایسے لوگوں کے نزدیک اس انجمن کی خدمات بالضرور قابل پسندیدگی سمجھی جائیں گی۔“

”انجمن کی طرف سے یہ عاجزانہ اپیل تمام رعایائے دکن کی خدمت میں

اس امید کے ساتھ ارسال کی جاتی ہے کہ جو ”وظائف نظامیہ“ اعلیٰ حضرت نظام
خلد اللہ ملکہ کی سالگرہ کی یادگار میں دیے جانے انجمن نے منظور کیے ہیں۔ ان
وظائف کے فنڈ میں اہل دکن پوری فیاضی کے ساتھ امداد دیں گے۔

”رعایائے دکن میں سے جو صاحبان مسلمان نہ ہوں وہ بھی براہ انسانی
ہمدردی اس فنڈ میں چندہ دے کر اپنے چندہ کو صرف یتیم اور لاوارث بچوں کے
وظائف کے لیے مخصوص فرما سکتے ہیں جن کی امداد ہر ایک مذہب کے رو سے کار
ثواب اور خوشنودی خداوند کریم ہے۔“

دستخط

لیفٹیننٹ کرنل راجہ محمد عطاء اللہ خاں سردار بہادر سابق برٹش ایجنٹ
متعینہ دربار کابل۔۔۔۔۔ لائف صدر انجمن

مولوی غلام محمد بگویی امام شاہی مسجد لاہور۔۔۔۔۔ صدر انجمن
سردار بہادر امیر علی شاہ رسالدار میجر اڈر اوف میرٹھ پیشتر۔۔۔۔۔ صدر

انجمن

حاجی چراغ دین ٹھیکہ دار اعظم لاہور۔۔۔۔۔ صدر انجمن
حکیم سلیم اللہ ریکارڈ کیپر محکمہ عالیہ فنانشل کمشنر۔۔۔۔۔ دبیر اول
خلیفہ تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ پنجاب۔۔۔۔۔ دبیر اول
حاجی چراغ دین ٹھیکہ دار۔۔۔۔۔ مالی مشیر

محمد نبی بخش بی اے ایل ایل بی وکیل چیف کورٹ پنجاب۔۔۔۔۔ ممتحن

حسابات

حافظ چراغ دین گورنمنٹ پیشتر و سوداگر۔۔۔۔۔ امین

قاضی ظفر الدین عفاعنہ۔۔۔۔۔ معاون درجہ اعلیٰ دارالعلوم نعمانیہ

یہ عرضداشت نظام آف دکن کے لیے ہی نہ تھی بلکہ دکن کے تمام
درمند مسلمانوں کے نام ایک اپیل تھی کہ وہ ”انجمن نعمانیہ لاہور“ کی امداد کے
لیے آگے بڑھیں۔ مولانا محرم علی چشتی کی کوششوں سے اس اپیل کو ملک کے

اخبارات نے مختلف عنوانات کے ساتھ شائع کیا۔ ہم یہاں ضروری خیال کرتے ہیں کہ چند اخبارات کی خدمات کو پیش کیا جائے ہیں۔ ان اخبارات کے اقتباسات مولانا محرم علی چشتی نے ایک کتابی شکل میں شائع کر کے سارے ہندوستان میں تقسیم کیے۔ ہم چند اخبارات کے عنوانات پیش کر کے اس تحریک کی انفرادیت کو پیش کر رہے ہیں۔

”کوہ نور“ لاہور نے ۱۶/ جنوری ۱۹۰۰ء کو ”ایک نئی بات“ کے عنوان سے اپنا ادارہ لکھا۔ جس میں انجمن نعمانیہ کی خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ ”صادق الاخبار“ بہاول پور نے ۱۸/ جنوری ۱۹۰۰ء کو محرم علی چشتی کی دینی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کرتے ہوئے انجمن نعمانیہ کی دینی خدمات کو سراہا۔ ”اخبار معلومات دنیا“ لاہور مطبوعہ ۲۱/ جنوری ۱۹۰۰ء کو ”وظائف نظامیہ“ کے عنوان سے انجمن نعمانیہ کی خدمات کی تفصیلات بیان کیں۔ ”اشرف الاخبار“ دہلی نے ۲۱/ جنوری ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں ”انجمن نعمانیہ“ کی علمی خدمات پر زبردست ادارہ لکھا۔ ”اخبار خیر خواہ عالم“ دہلی نے ۲۳/ جنوری ۱۹۰۰ء کو انجمن نعمانیہ کے بارہویں سالانہ جلسہ کی پوری روئیداد لکھی۔ ”اخبار شیرہند“ لاہور نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۳/ جنوری ۱۹۰۰ء میں اراکین انجمن نعمانیہ کو ہدیہ تبریک پیش کیا۔ ”اخبار غنوار ہند“ نے ۲۷/ جنوری ۱۹۰۰ء ”ایک نئی بات“ کے عنوان سے انجمن نعمانیہ کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ ”اخبار صدائے ہند“ لاہور نے ۲۷/ جنوری ۱۹۰۰ء کو ان لوگوں کی بڑی تعریف کی جنہوں نے انجمن نعمانیہ کی مالی معاونت کی تھی۔ ”اخبار گلزار ہند“ لاہور نے اپنی ۲۷/ جنوری ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں مولوی محرم علی چشتی کی مہم کی بڑی تعریف کی۔ ”اخبار آفتاب پنجاب“ لاہور کی ۲۹/ جنوری ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں طلبائے نعمانیہ کو وظائف دینے کی سکیم کو بڑا پسند کیا۔ ”لاہور پیچ“ کی ۳۱/ جنوری ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں بڑی تفصیل سے انجمن نعمانیہ کا تعارف شائع کیا۔

اخبار ”خادم ہند“ لاہور مطبوعہ یکم فروری ۱۹۰۰ء میں انجمن نعمانیہ لاہور کے عظیم الشان جلسہ کا آنکھوں دیکھا حال لکھا۔ ”سیالکوٹ پیپر“ سیالکوٹ نے یکم فروری ۱۹۰۰ء کو مولوی محرم علی چشتی کی تقریر کو شائع کیا۔ ”تاج الاخبار“ راولپنڈی نے ۳/ فروری ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں عوام کو انجمن نعمانیہ کی علمی

اور دینی خدمات کی طرف توجہ دلائی۔ لاہور کے مشہور اخبار ”سول اینڈ ٹریڈ نیوز“ کی ۱۷ فروری ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں ”نئی بات“ کے عنوان سے انگریزوں میں ایک زبردست مفصل ادارہ لکھا جس میں محرم علی چشتی کی دینی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ ”ساچار پنجاب“ لاہور مطبوعہ ۱۰ فروری ۱۹۰۰ء میں ”بات“ پر اظہار خیال کیا اور انجمن کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ ”اخبار دولت ہند“ بھیرہ ۲۳ فروری ۱۹۰۰ء نے اپنا ادارہ انجمن نعمانیہ کی خدمات سے مزین کیا۔

ان اخبارات کے علاوہ ہندوستان کے مختلف اخبارات بھی مولانا محرم علی چشتی اور انجمن نعمانیہ کی علمی خدمات کو نہایت اعلیٰ کلمات میں سراہا۔ ان میں اخبار ”تفریح لکھنؤ“ اخبار ”سرمہ روزگار“ آگرہ، ”اخبار انیس ہند“ میرٹھ، اخبار ”جعفری“ جوپور، ”اخبار نیر آصفی“ مدراس، اخبار ”شوکت اسلام“ مدراس وغیرہ نے اس موضوع پر بڑے جاندار ادارے لکھے۔ حیدر آباد دکن کے اخبارات نے خصوصی نمبر نکالے جن میں انجمن نعمانیہ کی خدمات کی تفصیل سے پیش کیا گیا۔ ”اخبار نظامہ دکن“ نے ۲۶ جنوری ۱۹۰۰ء کو رسالہ ”جلوہ محبوب دکن“ (ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ) نے تو انجمن نعمانیہ کی پوری تاریخ اور تدریسی خدمات کو شائع کیا۔ ”اخبار باد صبا“ بنگلور، ”اخبار نیر آصفی“ مدراس نے ۲۵ جنوری ۱۳۰۰ھ کو ”شوکت الاسلام“ مدراس نے ۱۳ شوال المکرم ۱۳۱۷ھ کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ بے پور کے ایک رسالہ ”نیرنگ جہان“ مطبوعہ جنوری ۱۹۰۰ء نے تو نہایت ہی اعلیٰ انداز میں انجمن نعمانیہ کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔

جب مولانا محرم علی چشتی نے انجمن نعمانیہ کی طرف سے یہ تحریک چلائی تو ملک کے گوشے گوشے سے مخیر حضرات آگے بڑھے۔ کئی حضرات نے طلباء نعمانیہ کے وظیفے مقرر کر دیے۔ کئی حضرات نے ایک ایک طالب علم کے تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کا اعلان کیا۔ کئی حضرات نے ایک ایک استاد کو ہر ماہ تنخواہ دینے کا اعلان کیا۔ غرضیکہ اس تحریک سے اور ہندوستان کی اخبارات میں اس تحریک کے تعارف شائع ہونے سے نہ صرف انجمن نعمانیہ لاہور کی امانت ہوئی بلکہ نعمانیہ کا تعارف دور دور تک پھیلا۔

دارالعلوم نعمانیہ کا اپنی بلڈنگ میں پہلا جلسہ

۱۹۸۸ء کو جب دارالعلوم نعمانیہ شاہی مسجد سے اپنی عمارت میں آگیا تو سب سے پہلا جو سالانہ اجلاس ہوا۔ اس میں جن علمائے کرام نے تقریریں کیں۔ ان میں مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا غلام مرشد، حاجی فضل احمد لدھیانوی، مولانا عبدالجید ایڈووکیٹ لائل پوری۔ الشاہ عبدالاحد پٹلی بھیت کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ دوسرے اجلاس میں ابو سعید صالح محمد سترانوالی، مولانا محمد ابراہیم بنارس، شاہ رسول مدرس نعمانیہ، سید میر افضل شاہ کابلی بھی قابل ذکر ہیں۔ مولانا سعید احمد ابن مولانا فتح محمد نائب لکھنؤی، مولانا محمد الدین رونو ممبر کونسل ریاست بہاول پور مولانا امام الدین کوٹلی لوہاراں (خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی) اور مولانا محمد بخش مسلم کی تقاریر بھی قابل ذکر ہیں۔

انجمن نعمانیہ کے سالانہ جلسہ پر لاہور کی دکانیں بند کر دیں گئیں

۱۹۸۸ء کو میلاد النبی پر ایک جلسہ ہوا تھا۔ اس جلسہ کی تفصیلی روئداد رسالہ ”تہذیب لاہور“ میں شائع ہوئی تھی۔ جس میں بتایا گیا کہ اس جلسہ کے لیے سارے شہر لاہور میں منادی کروا دی گئی کہ تمام دکاندار اور صنعت کار اپنے ادارے بند رکھیں۔ یہ اعلان پیر حافظ جماعت علی شاہ علی پوری کی طرف سے ہوا۔ نماز ظہر کے بعد اسلامیہ کالج کے وسیع گراؤنڈ میں جلسہ ہوا اور یہ جلسہ نماز شام تک جاری رہا۔ علامہ اقبال اس جلسہ کے روح رواں بنے۔ اپنی کئی نظمیں ~~پڑھیں~~ پڑھیں جلسہ کو میلاد النبی کی اہمیت یاد دلائی۔ علامہ اقبال کے دست راست شیخ عبدالقادر نے اپنی تقریر میں حضور کی بارگاہ میں اپنے مخصوص انداز میں تقریر کی۔ اس جلسہ میں مولانا ظفر علی خاں ایڈیٹر روزنامہ ”زمیندار“ نے لاہور کے مسلمانوں کو زبردست خطاب کیا اور خود ”یا رسول اللہ“ کے نعرے لگواتے رہے۔ اس جلسہ میں شمس العلماء مفتی محمد عبداللہ ٹوکی استاد اور ٹیل کالج لاہور، مولانا عبدالحکیم مدرس نعمانیہ نے بھی خطاب کیا۔ امیر ملت پیر جماعت علی شاہ کرسی صدارت پر تشریف فرما رہے۔

انجمن نعمانیہ کا ایک شاندار سالانہ جلسہ (۱۹۱۲ء)

۲۶ / اپریل ۱۹۱۲ء انجمن نعمانیہ کا ایک سالانہ جلسہ ہوا جس کا اہتمام مولوی محرم علی صاحب چشتی جو اسی سال انجمن نعمانیہ کے صدر مقرر ہوئے تھے اپنی نگرانی میں جلسہ کے آغاز میں انجمن نعمانیہ کی علمی اور تبلیغی سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی۔ اس اجلاس میں مولوی محمد اکرام الدین بخاری نقشبندی امام و خطیب مسجد وزیر خان نے زبردست تقریر کی۔ اس اجلاس میں مفتی حاجی ولی محمد شمس العلماء فخر ہند جالندھری نے بڑی عالمانہ تقریر کی۔ مولانا ہدایت الرسول قادری لکھنؤ سے تشریف لائے۔ اس اجلاس میں سید ظفر حسین ہوشیارپوری مولانا عبد المجید سرہند شریف اور حضرت ابوالکھود سید مولانا دیدار علی شاہ صاحب الوری (جو بمبئی سے خصوصی طور پر لاہور میں پہلی بار تشریف لائے تھے) مولانا عبد الحکیم پشاور، سید حافظ جماعت علی شاہ علی پوری اور ان کے صاحبزادہ حافظ سید محمد حسین علی پور حضرت اور صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے خصوصی طور پر تقاریر کیں۔ مولانا محمد شفیق بگوی امام شاہی مسجد سلطان الوداعین مولانا عبد الاحد پبلی بھیت (خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی) ابن حضرت مولانا مفتی وصی احمد سورتی نے اہل لاہور کو خطاب سے پہلی بار خوش کام کیا۔

اسی سال نعمانیہ کے مدیر اعلیٰ خلیفہ تاج الدین احمد حج بیت اللہ سے واپس آئے تھے جن کے اعزاز میں ۶ / مئی ۱۹۱۲ء کو ایک استقبال دیا گیا۔ نعمانیہ کے کئی اراکین جن میں مولانا محرم علی چشتی، ڈاکٹر غلام محی الدین، فقیر سید سعید الدین، بندر گاہ بمبئی تک استقبال کرنے گئے۔ لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر اہل لاہور کا ایک جم غفیر استقبال کے لیے موجود تھا۔ پروفیسر خواجہ نور بخش توکلی اور حاجی شمس الدین نے مدیر اعلیٰ نعمانیہ کی آمد پر مناقب پیش کیے اور مولانا محمد حسین احمد کی دینی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا گیا۔

۱۹۱۲ء میں طلباء کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ اب تک انجمن نعمانیہ

[illegible]

Click For More Books

دارالافتادہ اور سنہ ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۱ء تک دارالعلوم اسی
مکان میں منتقل ہو گیا۔ جس میں کئی سال سے سالانہ جلسہ بھی ہوتا رہتا ہے
اس سے پہلے مسجد وزیر خاں اور مسجد طلائعی اور طویل نواب غلام محبوب سبحان
مرحوم واقعہ بھائی دروازہ میں سالانہ جلسے حسب موقعہ ہوا کرتے تھے۔
اس سال زائد سال سے پوری طاقت کے ساتھ مخالفت ہو رہی تھی۔
چونکہ انجمن ایسی مخالفتوں کی ہمیشہ سے عادی ہو گئی ہے۔ از روئے اسرار کو
اللہ جل شانہ کے از دیاد احسان کا تجربہ کر چکی ہے۔ ہمیشہ اللہ جل شانہ
ایسی صورتوں میں ترقیات ہی کرتے گئے۔ صرف ان ہی وجہ سے انجمن
کی طرف سے ایسی مخالفتوں کا سوا کے استعدا بجناب بانی کوئی
ظاہری ذریعہ نہیں اختیار کیا۔ اور ہمیشہ صبر و تحمل سے گزارہ کیا گیا۔
اور یہ محض حضور باعث تکوین عالم کی امداد اور امام الامم سلج اللہ
کے روحانی فیوضات و برکات کے سبب ہوتا رہا۔ اور یقیناً جب تک
اس کے کام کرنے والوں کی نیات میں خلوص رہے گا۔ اس طرح نئی امداد
بھی ہمیشہ جاری رہے گی۔ واقعات تو کثیرہ ہیں۔ لیکن ان کا اظہار
ایک قسم کا شکوہ ہو جاتا ہے۔ جو ناپسندیدہ ہے۔ اللہ جل شانہ
علام الغیوب ہیں۔ اور ہر ایک کے ظاہری و باطنی افعال کو خوب جانتے
ہیں۔ اس سال جلسہ بھی ہر پہلو سے بہ نسبت سالہائے ماضی بہر و عافیت
محفوظ و مامون اور بہتر رہا۔ الحمد للہ علی نعمائہ و امتنائہ۔
پہلا دن جمعہ المبارک کا تھا۔ نو بجے سے تلاوت قرآن
احمد شروع ہو گئی کئی ختمات کئے گئے گیارہ بجے سے بابہ شریف
شروع ہوا۔ صوفی حافظ محمد امین خاں صاحب فلیحہ مجاز حضرت
سید صوفی شاہ محمد حسین مراد آبادی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ
نے نظم میلاد شریف پڑھا اور منشی غلام محمد صاحب بیالوی اور ملک عطاء اللہ
خان صاحب شاہ بھہا پوری اور منشی غلام مصطفیٰ صاحب آس لاہوری
اور مولوی عبد اللہ صاحب محرم ثانی نے بالکان خوش نعت مائے رسول
اکرم سنا کر حاضرین کو محفوظ کیا۔ بارہ بجے کے بعد قیام و سلام پڑھا گیا
دعا پر مجلس میلاد ختم کی گئی اور ایصال ثواب کر کے تبرک موجودہ منقسم
کیا گیا۔ اور نماز جمعہ کے لئے فراغت دہ گئی۔ اس جلسہ میں بہت جمال و شہ
قادری لائل پوری شریک نہیں ہوئے وجہ معلوم نہیں۔ میاں پیرا غلام حسین
عشق بہر نے ایک دن پیشتر آکر عذر کر دیا تھا کہ وہ وہی جلسہ اپنے ہمراہ

شاگرد پیش ہو گا۔ لیکن وہ بھی اسوقت موجود نہ تھا۔ منشی محمد صدیق صاحب کا آنے کا وعدہ حاجی معراج الدین صاحب کے ذریعہ تھا لیکن وہ اسوقت نہ پہنچ سکے۔ میاں فیروز الدین صاحب علاقہ ہند اور حافظ محمد الرحمن صاحب سنیا سی بھی شامل نہ ہو سکے۔ وجوہ نامعلوم ہے۔ علیجناب شفاء الملک حکیم مفتی محمد سلیم اللہ خان صاحب صدر انجمن نے باوجود اپنی ایسی حالت کے کہ وہ قریب عرصہ دو سال سے مرض فالج و لقوہ و دیگر غوارض میں مبتلا ہونے کے جبکہ وہ بغیر کسی دوسرے کے سہارے تھے کروٹ بھی نہیں بدل سکتے۔ اپنی حقیقی اور واقعی محبت کا ثبوت اس انجمن کے ساتھ اس طرح دیا۔ کہ ہر سہ یوم کے لئے جلسہ گاہ میں اپنی ذات بابرکات کو پہنچوایا۔ اور ہر وقت ہمہ تن جلسہ کے حالات پر متوجہ رہے۔ جن کی بجائے تقریر افتتاحی حضرت مولانا مولوی حاجی نور بخش صاحب تو کلی ایم۔ اے نے بیان فرمائی لہذا اسوقت ابتدا ۱۹۲۵ء سے بیس ماہ کی رخصت پر اپنے وطن تشریف لے گئے ہوئے ہیں فقیر راقم کی گزارشات پر باوجود اپنی دینی مذہبی مصروفیتوں کے اسی ۶۔ ربیع الاول صلی شب کو بارہ بجے جلسہ گاہ میں پہنچ گئے تھے اور صبح سے جلسہ کے اہتمام میں مصروف ہو کر ہر سہ یوم متواتر قریب اٹھارہ گھنٹہ روزانہ کھڑے رہے۔ جو دوسرے فقیر کے لئے بوجہ ضعف و نقصان تو بڑے قریب ناممکن تھا۔ جزا ہما اللہ تعالیٰ خیر الجزا فی الدارین تو کلی صاحب کو صبح ہی تار آگیا کہ ان کے قریبی عزیز کے گھر میں ایسی سخت بیمار ہو گئی ہے کہ ناامیدی ہے لیکن مدد و معونے فیصلہ کیا کہ حیات و ممات بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور میں بھی اسی کے کام میں مصروف ہوں۔ میں اس کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے انکا یہ خلوص نیت قبول فرمایا اور جو تھے روز تار بذریعہ ڈاک تار آگیا کہ مریضہ کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی۔

اسوقت عبدالحزیز متعلم دارالعلوم اور خورشید عالم نے سخت خوانی کی۔ اور حافظ مظفر الدین خلف منشی محمد عبد اللہ صاحب منصرم انجمن اور حافظ محمد مظفر خلف علینہ احمد بخش صاحب امام مسجد نورہ والی۔ نون آیات قرآنی تلاوت کیں جس کے بعد جناب مولانا مولوی حاجی ابوالنصر کمال الدین محمد اللہ صاحب بہتم مدرسہ عالیہ پٹی نے ایک موثر و عظیم فرمایا۔ اور استاد کلام صاحب نے اپنی پجاری نظم سے حاضرین کو معظوظ کیا۔ جو کہ مولوی کرم الدین صاحب رئیس مجس اتشرف ذی لا سکے تھے مولوی حافظ

جمال الدین صاحب امام مسجد کو ٹھیکہ داران نے عالمانہ وعظ فرمایا۔ مولوی
کرم الدین صاحب بوجہ علالت اپنے صاحبزادے کو نہ پہنچ سکے تھے جن کا
کارڈ آگیا تھا۔ جن میں درج تھا کہ کل تک ضرور پہنچ جائینگے۔ لیکن
دوسرے دن کے لئے بھی کارڈ آگیا۔ کہ تکلیف زیادہ ہو گئی ہے آج بھی
نہیں پہنچ سکتے۔ چنانچہ ہر سہ روز کے جلسہ میں تشریف نہیں لاسکے۔
۳۔ نماز عصر کے بعد مولانا مولوی سید محمد غلام غلام صاحب
بھاگ کر نے عمدہ وعظ فرمایا۔

۴۔ بعد نماز مغرب نعت خوانی ہو کر مولوی محمد غلام جان صاحب
مدرسہ دایۃ العلوم ہڈانے وعظ فرمایا۔ جن کے بعد مولوی محمد یار صاحب
بہاولپوری کا عام پسند وعظ ہوا۔ اور ان کے بعد مولانا مولوی
سید مفتی محمد اعظم شاہ صاحب شاہ بہاولپوری کا دھنط ساڑھے
گیارہ بجے شب تک ہو کر اسدن کا جلسہ ختم ہوا۔
شاہ صاحب مذکور کے تحریری وعدہ آنے پر ان کا اسم گرامی انضباط
اوقات میں درج ہوا تھا لیکن جلسہ سے دو روز پیشتر خط آگیا۔ کہ گھر میں
موسمی بخار کا اثر پھیل گیا ہے اور آنا متعذر ہو گیا ہے۔ جس پر انکو تار دیا
گیا کہ ضرور آجائے۔ اور وہ فوراً سوار ہو کر جمعہ کی صبح کو پہنچ گئے۔
اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے بعد میں انکے ماں سے خطوط بھی آ گئے۔
کہ اب صحت ہے اطمینان رکھئے۔

یوم شنبہ

۵۔ حسب معمول طلبہ و مدرسین۔ اراکین و سامعین موجودۃ الوقت نے
تلاوت قرآن امجد کی۔ اور ایصال ثواب کر کے تبرک تقسیم کیا گیا۔ اور وقت مقررہ
حسب معمول نعت خوانی ہو کر مولوی محمد یار صاحب بہاولپوری کا وعظ ہوا۔
چونکہ مولانا مولوی حافظ حاجی مشتاق احمد صاحب کا پوری موجود نہ تھے
بہاولپوری صاحب کے بعد مولانا مولوی حافظ غلام مرشد صاحب کا وعظ
شروع ہو گیا جو دوسرے کا وقت لیکر بھی پورا نہ ہوا۔ اور دوسرے وقت
پر معلق رکھا گیا۔ لیکن بعض سامعین اہل غریب نے شور و غل کیا کہ انہی کا
سلسلہ پورا کرایا جاوے۔ چنانچہ اسپر بے موقع اجازت دی گئی اور
اڑھائی بجے تک انکا بیان ختم ہوا۔

۶۔ نماز ظہر کے بعد مولانا قاضی حاجی فضل احمد صاحب لدھیانوی کا بیان
جو تحریری ہے روڈ ہوا ہذا کے بعد ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

عبد الحمید صاحب مجید وکیل لائل پور نے ایک دلکش نظم اپنے نفیس لہجہ میں سننا کر
حاضرین سے خراج تحسین حاصل کیا۔ چونکہ شاہ عبدالاحد صاحب پہلی بھیت
بھی تشریف نہ لاسکے تھے انکا وقت بھی اسی میں صرف ہو گیا۔ علی ہذا
سید علام قطب الدین برہمچاری پردیسی جی سہسوالی حافظی چشتی
کی خدمت میں پہلے دعوتی اشتہار کے ساتھ خط بھیجا گیا تھا۔ لیکن وہ دو
بغضتے کے بعد بہت سی ٹہریں لگ کر واپس آیا تب اس کا اتفاقہ اور مزید تحریر
اگرچہ پتہ پر بھیجی گئی۔ جس کے جواب میں کارڈ آیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے
کہ خط بہت دیر میں پہنچا۔ اور خصوصیت ہے کہ میں ضرور آؤں گا۔ آپ میرا نام
شائع کر دیجئے۔ اور یہ اسوقت آیا جبکہ پروگرام بہت سا چھپ چکا تھا۔ بقیہ
پتھر پر انکا اسم گرامی لکھ کر شائع کیا گیا۔ لیکن جلسہ کے دوسرے روز
عذر کا کارڈ آگیا کہ آپکی طبیعت نامناسب ہو گئی ہے معذور ہیں۔

مکے نماز عصر کے بعد مغرب تک مولوی ابوالبشیر محمد صالح صاحب نے
بیان فرمایا۔

مکے بعد نماز مغرب مولوی محمد ابراہیم صاحب بنارس کی کو وقت دیا گیا کیونکہ
اسی دن تشریف لائے تھے اور جو آنکے لئے وقت قبل از عصر مقرر تھا اسکے
لئے انہوں نے عذر کیا کہ سر میں درد ہے اور سفر کا تکان ہے باہر ہوا خوری
کو چلے گئے وقت مقررہ پر موجود نہ تھے ان کا بیان بھی مختصر ہوا۔ اُنکے
بعد مولوی شاہ رسول صاحب مدرس دارالعلوم نے وعظ فرمایا۔ چونکہ
علیم سید میر افضل شاہ صاحب کابلی ہیں۔ انہوں نے تحریری مضمون
عطا فرمادیا جو زبان فارسی میں ہے۔ انشاء اللہ قلمی درج رسالہ ہو گا۔
اور سید حسین صاحب سجاد شیش گڑھی بھی موجود نہ تھے۔ جن کا بعد
میں خط آیا کہ اتفاقہ بیمار ہونے سے نہیں پہنچ سکے ان کی مختصر نعت سرفراز
کے تیسرے صفحہ پر درج ہے۔ اور سید حامد شاہ صاحب مدیر رسالہ
القادر گٹھا بھی کسی نامعلوم وجہ سے نہ پہنچ سکے اس لئے مولانا مولوی
سعید احمد صاحب مدرس اشرف العلوم کانپور خلف الصدق مولانا فتح محمد
ثائب مرحوم لکھنوی کا موثر بیان ہوا۔ اور ان کے بعد مولانا مولوی ابوالنصر
محمد القند صاحب موصوف الصدر کا مختصر وعظ ساڑھے گیارہ بجے تک
ہوا۔ اور دعا پڑا اس روز کا جلسہ ختم کیا گیا۔

وغیرہ صفات قدیمہ کے ہیں۔ ایسا ہی شرعاً و کشفاً ثابت ہے کہ مقربان درگاہ حق کی دعا و ہمت و برکت و جودات مظہر فیضان عنایت الہی ہے۔ صرف اسباب کو بد نظر رکھنا اور مسبب جل شانہ کی قدرت کاملہ کا نہ ماننا یا قدرت کاملہ کو بعض اسباب میں ہی منحصر کرنا کفر ہے اور اسباب کا کلمۃ نفی کرنا (بطلان) حکمت قدیمہ کے علاوہ سعادت دین و دنیا سے محروم رہنا ہے۔ اور اسباب ظاہری و باطنی (اولیائے مقربین) کو جلوہ گاہ صفات مان کر ان سے مستفید اور مستفیض ہونا بصیرت اور کمالیت ایمان کا نشان ہے۔

۸۔ جوہر، عرض، جسم، مکان، زمان، (بہت) حرکت، انتقال، تبدیل ذاتی و صفاتی، جہل کذب ممکنات سے مختص ہیں۔ ذات حق پر سب محال بالذات ہیں۔

۹۔ ”استواء علی العرش“ منہک، وجہ، ید وغیرہ صفات منصومہ کذا مثل صفات ثمانیہ، سمع، بصر، ارادہ، کلام، قدرۃ، حیوۃ، تکوین، پھونکنا، بے چگون ہیں۔

۱۰۔ ادراک حقیقت اکبہ میں انبیاء اولیاء عاجز ہیں۔ تجلیات ذاتی و صفاتی و اسمائی نصیب انبیاء اولیاء حسب المراتب دنیا میں ہوتی ہیں۔
۱۱۔ رویت ذات حق میں اہل جنت کے لیے ثابت ہے۔ بلا کیف و بلا جنت

۱۲۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال و اعمال کا خالق اور مالک ہے لیکن راضی یا کفر و المعصیت نہیں ہے۔

۱۳۔ تمام خیر و شر خالق الکل جل شانہ کے ارادہ خلق و تقدیر سے ہے جو ازل میں مقرر ہو چکا ہے۔ وہی ظاہر ہوتا ہے لیکن صرف خیر ہے۔

۱۴۔ تقدیر سے بندہ مجبور نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نیکی اور بدی کا راستہ بتا کر اپنے افعال میں گونہ اختیار دیا ہے جس کے سبب انسان اور حجر و شجر میں فرق بدی ہے۔ جسے (اصطلاحاً) کسب کہتے ہیں۔

۱۵۔ جبر جو منافی جزا ہو اور قدر جو شرکت شے کی خالقیت میں قادر مطلق سے پیدا کرے باطل ہیں، زیادہ حوض و بحث اس مسئلہ میں ممنوع ہے امور مذکورہ پر ایمان لانا باعث نجات ہے اور ان کا انکار ہلاکت پس عظمیٰ و سعادت یہ ہے کہ حصول نجات کا فکر ہو۔

۱۶۔ بے نیاز ہے کسی کا اس پر حق نہیں ہے۔ مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے وہ ضرور وفا فرماتا ہے۔

۱۷۔ اس کے تمام افعال حکمت و مصلحت پر مشتمل ہیں، لیکن اس سے کوئی غرض یا نفع عائد بذات مقدس نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی شے اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ جح و ظلم و سفہ و عبث سے اس کے افعال منزہ ہیں۔

۱۸۔ مومن کو دین حق پر انشراح عطا فرمانا اور اسے قبول کرنا اور اس کے مطابق اعمال و احسان کی توفیق عطا فرمانا اس کا فضل ہے اور کافی کو صرف عقل و حواس عطا فرما کر تبلیغ انبیاء کا اس کے ذہن پر واضح فرمانا اور توفیق سے محروم رکھنا جناب رب العزۃ کا عدل ہے۔

۱۹۔ صفت عدل و فضل کی چھ صورتیں ہیں۔ جن کا اعتقاد کرنا معین پر فرض ہے۔

- (۱) حق سبحانہ تعالیٰ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں فرماتا
- (۲) کسی کے اعمال حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا
- (۳) کسی کو بغیر گناہ عذاب نہیں فرماتا
- (۴) اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اس میں بھی ان کے لیے اجر رکھتا ہے۔

- (۵) کسی کو طاعت یا معصیت پر جبر نہیں فرماتا
 - (۶) فوق الطاق کسی کو تکلیف نہیں دیتا
- ۲۰۔ افعال کا باعث ثواب و عقاب اخروی ہونا صرف اسی کے حکم سے ہے۔ اس میں عقل کو دخل نہیں ہے۔ بعض کی حکمت کو عقل ادراک کر سکتی ہے اور اکثر میں اخبار انبیاء کی محتاج ہے۔

۲۱۔ ہر ایک صفت الہی بالذات واحد ہے اور بحسب التعلق غیر

متناہی متعلقات حادث ہیں اور اس کی صفات قدیمہ ہیں۔

۲۲۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے بہت نام ہیں جن کی خبر اسی نے اپنے کلام پاک میں دی ہے۔ اہلسنت کے نزدیک دعا و ذکر الہی انہی اسمائے گرامی سے ہے جو شرع مطہرہ میں وارد ہیں یہ سب اسماء کلام الہی کی مانند قدیم انہی ابدی ہیں اور عباد کا اپنی زبان پر لانا یا لکھنا حادث ہے۔

۲۳۔ اہلسنت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیص شان الوہیت ہو اس کو ذات حق پر بولنا کلمہ کفر ہے۔

۲۴۔ وحدت وجود حسب تقریر بر محققین حق ہے۔ شریعت حقہ کے کسی اصل کے متناہی نہیں ہے۔ فرق مراتب و حفظ احکام ضروری ہے۔ جو صفات مستلزم مرتبہ الوہیت کے ہیں ان کا مراتب ساقطہ پر اطلاق کرنا بالعکس کفر ہے۔ جس طور پر یہ مسئلہ اکابر اسلام پر مکشوف ہوا ہے اور اولیا متشرعین نے حتی الامکان بیان فرمایا ہے بحفظ حدود شرعی اس پر اعتقاد رکھنا باعث تکمیل ایمان اور اس کا انکار خسران و حرمان ہے۔

الایمان بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ اسلام و ایمان کا رکن اعظم جس کے بغیر کسی حالت میں بندہ مومن یا مسلم نہیں ہو سکتا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات ثابتہ بالنسب الصریح کی تصدیق قلبی و اقرار لسانی ہے اور آپ کی تعظیم ظاہری و باطنی سے ہر حالت میں متصف رہنا تمام اعمال و عبادات کی قبولیت کا اصل اصول ہے۔

۲۔ آپ تمام انبیائے کرام سے افضل اور سب کے سردار ہیں۔

۳۔ میثاق توحید الہی و ربوبیت ذات حق جیسا تمام بنی آدم سے لیا گیا ویسا ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور تعظیم کا تمام انبیاء سے موکد طور پر عہد لینا باخبار الہی منصوص ہے۔

۴۔ آپ خاتم الانبیاء ہیں تو آپ کے زمانہ مین اور نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا۔

انجمن نعمانیہ کی طرف سے سربراہان مملکت کے نام

ایک تعارفی خط

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم
ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسهم اموالهم بان لهم الجنة

بجھور لامع النور

کشود است ہر سطرے از نامہ ام
پرو بال از خویش راہی شدن
بطوف جتاے کہ از خاک آن
تواں محرم قبلہ گاہی شدن
کنوں خواہد شوق آن آستان
خم و پنج خط کجکلاہی شدن
تو ہم ساعتے اے نسیم بہار
چو آنجا رسی سجدہ خواہی شدن

تمام تر توجہ اس وقت اہل دنیا کی ترقیات دنیوی پر مبذول ہو رہی ہے۔
معاذ کے لیے بہت ہی کم توجہ بلکہ قریب صفر کے باقی رہ گئی ہے حالانکہ ابدی زندگی
کا فکر اہم مارب واجل مقاصد ہے۔ دینیات کی طرف سے کچھ ایسی بے توجہی
خاص کر ہمارے اہل ملک کی ہو رہی ہے کہ علم دین حاصل کرنے کے لیے بہت کم

کی دعوت سے خارج نہیں ہو سکتا۔

۹۔ جیسا کہ واحد عددی کا بحیثیت اولیت ثانی یا ثالث ہونا محال ہے۔ ویسا ہی بحیثیت عموم دعوت مذکورہ و اولیت خلق و ختم نبوت و افضلیت مطلقہ و خلافت کبریٰ و اولیت فی الشفاعۃ و فی دخول الجنۃ و اصالت فی کل فضل و وساطت فی کل نعمت و غیرہا صفات کثیرہ ناممکن الاشتراک کے آپ کے نظیر محال اور ممتنع ہے۔

۱۰۔ آپ کی صورت مقدسہ بلحاظ جسمیت معروض بعض عوارض بشریہ تھی اور آپ کی روحانیت اوصاف بشری سے برتر اور تغیر و آفات و عیوب و نقائص بشری سے منزہ اور منصف انسانی سے میرا اور اعلیٰ صفات ملکیہ سے متصف تھی۔ پس آپ کا علم باللہ و صفاتہ قبل بعثت تمام عیوب و نقائص شک و جہل وغیرہ سے میرا و منزہ ہے۔

۱۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین حیثیتیں ہیں۔ اول ظاہر بہ اعتبار صورت بشریہ، دوم ملکی، سوم پدہ مرتبہ جس کو خدا ہی جانتا ہے۔ ۱۲۔ آثار شریفہ و آثار سلف صالحین کی تعظیم ضروری ہے اور ان کو ذریعہ اجابت دعا خیال کرنا صدق ایمان کی نشانی ہے۔

۱۳۔ بہ نسبت علوم اولین و آخرین آپ کا علم اعلیٰ و اکمل ہے اور آخر عمر شریف تک ملکوت سماوی و ارضی و تمام مخلوقات و جملہ اسمائے حسنی و آیات کبرے و امور آخرت و اشراط ساعۃ و احوال سعدا و اشقیاء و علم ماکان و مایکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے۔ تمام علوم بشریہ و ملکیہ سے آپ کا علم اتمل و اکمل ہے علم الہی اور آپ کے علم میں امور ذیل فارق ہیں۔
(۱) علم الہی غیر متناہی بالفعل اور مطلق اور حضور کا علم متناہی بالفعل غیر متناہی بالقوۃ اور محاط ہے۔

(۲) علم الہی بلا ذرائع و وسائل ازلی و ابدی ہے اور آپ کا علم بذریعہ وحی الہام کشف، منام و وسط حواس و بصیرہ مقدسہ حادث ہے۔

۱۴۔ آپ کے تمام اخبار و اقوال متعلق دین و دنیا صادق اور حق ہیں۔ شک و وہم، و جہل وغیرہ نقائص و مداخلت شیطانی سے منزہ و میرا ہیں۔

۱۵۔ آپ قبل نبوت و بعد نبوت کبار و صغائر سے معصوم اور تمام قبائح بشری سے مجیر ہیں۔

۱۶۔ بعض افعال بلاغہ و احکام شرعیہ میں نسیان و سو آپ سے بغرض تشریح و اقامہ علم یا ارادہ الہیہ واقع ہوا ہے اور صدور سو و نسیان منافی شان نبوت نہیں بلکہ نسیان و ذہول از ماسوت بوجہ استغراق در لاہوت از قسم کمال ہے۔ جیسا کہ ارباب بصیرت پر ظاہر ہے البتہ ان کے سو و نسیان کو اپنے سو و نسیان پر قیاس کرنا اور مقصد تحقیر آپ کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔

۱۷۔ تمام عوارض بشری یعنی مرض تکلیف بدنی وغیرہ جو انبیاء علیہم السلام کو لاحق ہوتے ہیں۔ ظاہری صورت مشابہ عوارض عامہ افراد انسانی ہیں اور بلحاظ نتائج و آثار باطنی و حکمت خفیہ الہیہ تمام افراد بشر کے عوارض سے برتر اور اعلیٰ ہیں۔ مثلاً تکالیف امراض انبیاء علیہم السلام سے نتیجہ اظہار احوال عالیہ مثل 'مہر' 'رضا' 'شکر' 'تسلیم' 'توکل' 'تفویض' 'دعا' 'تضرع' اور موعظت امت بوقت لحوق عوارض کذائیہ بہ تحصیل امور مذکورہ ہے۔ پس اپنے عوارض پر عوارض انبیاء کو خیال کرنا سخت بے ادبی اور بعض حالات میں جب کہ تحقیر لازم آئے کفر ہے۔

۱۸۔ حضور سید الانبیاء کا مغیبات پر مطلع ہونا آیات و احادیث سے بالتواتر ثابت ہے۔ منکر اس کا منکر قطعیات ہے۔

۱۹۔ آپ روضہ منورہ میں مثل دیگر انبیاء علیہم السلام زندہ بحیات حقیقت دنیاویہ جسمانیہ ہیں۔ خاکسار ان امت کے حالات پر مطلع اور عاشقان درگاہ پر ہر لحظہ متوجہ ہیں۔

۲۰۔ زیارت روضہ منورہ اعظم السعادات ہے انکار اس کا بدعات بدترین میں سے ہے۔

۲۱۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو معجزات ذیل وغیرہ سے مخصوص فرمایا۔

(۱) معراج جسمانی بحالت بیداری حرم شریف سے بیت المقدس کی

طرف اور امامت انبیاء کرام اور سیر سموات و آیات کبریٰ و جنت و نار وغیرہ

(۲) اپنا جمال پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پچشم ظاہر دکھایا

(۳) شق القمر

(۴) ستون مسجد شریف کا آپ کے فراق میں گریہ و زاری کرنا

(۵) احجار و اشجار کا آپ پر سلام کرنا اور تصدیق نبوت کرنا

(۶) آپ کی انگشت ہائے شریفہ میں سے پانی جاری ہونا اور ایک پیالہ

پانی سے لشکر کا سیراب ہونا

(۷) آپ کی برکت سے قلیل طعام کا اس قدر بڑھنا کہ ہزار ہا آدمی

سیر ہو جائیں

(۸) بکری مذبحہ کا آپ سے کلام کرنا

(۹) مذکورہ معجزات و دیگر خوارق مثل احیاء اموات جو احادیث سے

ثابت ہیں بلا تاویل حق و نفس الامری ہیں

۲۲۔ تمام معجزات سے اعلیٰ و اقویٰ و ادرم قرآن شریف ہے جس کے

مقابلہ سے تمام مخلوقات عاجز ہے۔ قرآن مجید کی ترکیب لفظی و محاسن معنوی و اخبار غیبیہ تمام معجزہ ہیں۔

ما جاء به سيد الانبياء عليه افضل صلوات رب الوری

۱۔ حضور بنظر الایم نرا اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کئی قسم کی

ہوئی ہے۔ علاوہ وحی ملکی کے دو اور قسم بھی ہیں۔ جن میں فرشتہ کو دخل اور توسط نہیں ہوتا۔

۲۔ قرآن شریف کلام نفسی قدیم ازلی ابدی ہے۔ جو بلباس اصوات

و حروف جلوہ گر ہے اور بذریعہ ملک مقرب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور محبوب حق علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا۔

۳۔ احادیث شریفہ قدسیہ ثابتہ باسناد صحیح وہ وحی ہے جو کبھی بتوسط

کذائے اور کبھی بلا توسط کذائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوئی۔

۴۔ ہر دو وحی سے جو معنی قطعاً ثابت ہیں کوئی شبہ نہیں۔ اس میں

سے بعد علم و ثبوت قطعی الثبوت یا غنی الدلائل کا بلاوجہ انکار بدعت یا فسق ہے۔

۵۔ امور ذیل کو حق ماننا ضروری ہے۔

- (۱) حشر اجساد و اعادہ روح انہی اجساد میں جو دنیا میں ہیں
- (۲) جزائے اعمال خیر و سزائے شر
- (۳) صراطِ دونخ پر ممتد ہے جس پر سب کو چلنا ہوگا۔ اہل نار کٹ کر دونخ میں گر پڑیں گے۔ اور اہل جنت اس پر سے گزر کر جنت میں پہنچیں گے
- (۴) حساب اعمال، میزان، جنت، نار اور یہ دونوں آخر الالذکر اس وقت موجود ہیں جن کی جگہ اللہ جل شانہ جانتا ہے
- (۵) شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحق اہل کبار حق ہے۔ اور آپ کی شفاعت مقبول ہے۔ جہاں آیات شریفہ میں لقی شفاعت واقع ہے وہ مقید بعدم رضا و اجازت الہی ہے
- (۶) عذاب القبر کافر کو اور نعمت و راحت مومن صالح کو قبر میں حق ہے اور عصات مومنین مشیت الہی پر ہیں جسے چاہے عذاب فرمائے جسے چاہے نعمت بخشے
- (۷) سوال منکر و نکیر جس سے خدا چاہے ضرور ہونے والا ہے
- (۸) تمام رسل و انبیاء من جانب اللہ حق ہیں
- (۹) ملائکہ اجسام نوری عوارض ظلمانی سے منزہ ہیں۔ ان کے مقامات آسمان پر مقرر ہیں۔ کوئی کائنات سماوی و ارضی پر مقرر ہیں اور بعض کتابت اعمال بنی آدم پر بعض عباد کے دل میں خطرات صالحہ القا کرنے پر اور بعض حفاظت بنی آدم پر۔ ان کے مقابلہ میں مخلوقات الہی میں سے شیاطین ہیں۔ جو خیالات فاسدہ کا القا کرتے ہیں۔ قرب قیامت میں حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہر ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور قتل دجال و قتل خنازیر کرنا اور پھر دین واحد کا ہو جانا سب حق ہے
- (۱۰) کل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور جو آسمانی صحیفے ان پر نازل

ہوئے حق ہیں

الاجتهاد فی الدین و تقلید المجتہدین

- ۱۔ عامۃ الناس جو درجہ اجتہاد سے بے بہرہ ہیں۔ تمام احکام فروعی غیر منصوصہ قطعیہ میں تقلید مجتہد پر مامور ہیں۔
- ۲۔ منصف اجتہاد مشروط بشرائط ذیل ہے۔
 - (۱)۔ علم قرآن پر بقدر آیات احکام حاوی ہو
 - (۲)۔ احادیث متعلقہ احکام سے واقف ہو
 - (۳)۔ علم، بیت، لغت، صرف و نحو، معانی و بیان وغیرہ میں کامل ہو
 - (۴)۔ مذاہب سلف سے پوری واقفیت رکھتا ہو
 - (۵)۔ قیاس کے اصول اور قواعد میں ماہر اور علاوہ اُس کے درجہ تقویٰ میں اعلیٰ درجہ پر ممتاز ہو۔ استنباط احکام میں مداخلت نفس و ہوا سے محفوظ ہو

۳۔ جس میں ان صفات کی کمی ہو خواہ کیسا عالم کیوں نہ ہو تقلید کرنے کا پابند ان شرائط سے کسی شخص کا متصف ہونا اس کے آثار اجتہادی اور تدقیقات فقہی و اعمال و اخلاق متفقانہ سے ظاہر ہو سکتا ہے جو عوام و خواص امت پر ظاہر ہو کر تمام اہل انصاف کے ذہن میں اس کی عظمت کو مرکوز آتے ہیں۔ جیسا کہ ہر فن کے مشاہیر کی اعلیٰ مہارت بلحاظ آثار ظاہرہ عامۃ الناس سے خواص تک سب سے نزدیک کالبدیہ ہوتی ہے ویسا ہی جب کسی عالم متقی کے آثار اجتہادی اس قدر ظاہر ہوں کہ خواص و عوام اس کے لیے منصب اجتہاد تسلیم کرنے پر مجبور ہوں تو وہ مجتہد مسلم ہوتا ہے۔

۴۔ امت مرحومہ میں آئمہ اربعہ کا اجتہاد ان کے سب معاصرین و لاحقین سے اعلیٰ مانا گیا ہے اس کی وجہ وہی آثار علمی اور علامات زہد و تقویٰ ہیں۔ جس سے آج تک ہر طبقہ کے لوگ ان کو مجتہد تسلیم کرتے آئے ہیں۔

۵۔ ان میں سے امام الائمہ سراج الامت امام اعظم نعمان بن ثابت

ابو حنیفہ کو فی رضی اللہ عنہ رئیس المجتہدین تسلیم ہو چکے ہیں۔
۶۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کے تلامذہ مقلدین میں ایسے اکابر اسلام پیدا کیے۔ جنہوں نے حضور امام رضی اللہ عنہ کے مخرج مسائل و اصول مقررہ کو تالیفات و تصنیفات میں کمال کمال سے بیان کیا جو آئندہ تازہ واقعات و صورت متحدہ میں دستور مقرر ہوئے۔

۷۔ کمالات علمی و فیضان انوار طفیل حضرت امام ان علماء فقہ پر اسی صنف النبیہ سے ہوا ہے جس کے سرچشمہ رئیس المجتہدین تھے۔ بنابرین حضرت امام محمد و امام ابو یوسف رحمہما اللہ باوجود تقلید فی الاصول و الفروع مختلفہ اقوال امام میں بحضور امام خلاف قول مستقر امام کو ترجیح کے لیے اور بعض احکام کو موافق اصول حضور امام رضی اللہ عنہ استخراج کرنے کے لیے جو امام الائمہ سے مامور ہوئے ہیں۔ پس صاحبین و دیگر ان کے ہم منصب جو امام الائمہ کے تلامذہ تھے مجتہدین فی المذہب کے نام سے مشہور ہوئے ان کا کام صرف بعض کو بحضور امام قول مستقر امام پر بوقت ظہور دلیل ترجیح دینا اور اصول امام کے مطابق تازہ احکام استنباط کرنا ہے۔

۸۔ ان کے بعد رحمت کا اور ظہور ہوا اور ایسے فقہا پیدا ہوئے جن کا تبحر اصول و فروع مذہب حنیفہ میں اس قدر تسلیم کیا گیا کہ وہ نو پیدا شدہ مسائل و جزئیات کو جن کی بابت بالراحۃ روایات مذہب میں نہ ملیں۔ اصول و فروع مذہب حنفی سے تخریج کریں۔ جیسے حضرت ابو لکھادی، ابو الحسن کرخی، شمس الائمہ حلوائی شمس الائمہ سرخسی فخر الاسلام (برزودی) فخر الدین قاضیخان وغیرہ سب مجتہدین المسائل ہیں۔

۹۔ چونکہ تدبیر الہی اسی رحمت خاصہ کے کامل کرنے پر متوجہ تھی ان فقہاء کے بعد ایک اور طبقہ پیدا ہوا جن میں امام ابوبکر احمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں۔ ان کے حصہ میں گو کسی قسم کا اجتہاد نہیں لیکن اصول و فروع میں اتنی مہارت ان کو تھی کہ مجمل ذی وہیں مبہم محتمل امرین منقول عن صاحب المذہب واحد من اصحابہ کی تفصیل کر سکتے تھے۔ ان کو اصحاب تخریج کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ ان کے بعد وہ طبقہ فقہا پیدا ہوا جو بعض روایات کو بعض پر ترجیح دینے کی لیاقت رکھتے تھے۔ ان کو اصحاب ترجیح کہتے ہیں۔

۱۱۔ ان کے بعد تدبیر الہی اور رحمت نامتناہی سے وہ طبقہ فقہا ہوا جو مذکورہ بالا مراتب کے لائق نہ تھے لیکن روایات متعددہ میں سے اقویٰ قویٰ ضعیف اور ظاہر مذہب و روایت نادرہ میں فرق کر سکتے تھے۔ جیسے وہ حضرات جن کی کتابیں ہمارے زمانہ میں باعث فیض اور عالمگیر قبولیت سے ممتاز ہیں۔ طبقات اربعہ اولیٰ سے جو مذہب متعین ہو چکا ہے وہ صاحب کثر، صاحب مختار، صاحب وقایہ، صاحب مجمع کی کتابوں میں کمال تسبیح سے مذکور ہے۔

۱۲۔ ان کے بعد علماء/فقہاء نے انہی کتابوں پر اعتماد کیا ہے۔ ان کتابوں کو کتب متاخرین سمجھ کر یہ کہنا کہ ان سے مذہب حنفی ٹھیک معلوم نہیں ہو سکتا محض خیال فاسد اور بیجا بدگمانی ہے۔ یہ کتب دراصل طبقات اربعہ کی قویہ روایات کے راوی ہیں اور ان کا لفظ ہونا عندالکل مسلم ہو چکا ہے۔

۱۳۔ متون و شروح و فتاویٰ متاخرین جو معمول بہ و دستور العمل فتویٰ مقرر ہو چکے ہیں بلاشبہ مذہب حنفیہ کے مبین ہیں۔ ان کا خلاف بدعوے عمل بالحدیث بدون منصف اجتہاد گمراہی میں قدم رکھنا ہے۔ صدی چہارم تک مذاہب اربعہ خصوصاً مذہب حنفیہ کی اس قدر تسبیح ہو چکی ہے کہ کوئی جزی بلا تحقیق نہیں رہی اور آئندہ کے اغلب واقعات کے جوابات اسی تحقیقات سے برآمد ہو سکتے ہیں اس لیے فقہا کا فتویٰ ہے کہ اب اجتہاد ختم ہو چکا ہے اور اس کے بعد کوئی جدید مجتہد نہیں پیدا ہوگا۔

۱۴۔ جس طرح حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبین و مبلغ احکام الہی ہیں اور آپ کی اطاعت جزو ایمان ہے ویسے ہی رئیس المجتہدین حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم و ہدایت کے مبلغ و مبین ہیں۔ اس حیثیت سے آپ واجب الاطاعت ہیں۔

۱۵۔ کسی غیر مجتہد شخص کو آئمہ اربعہ میں سے ایک امام کی تقلید ہو کر کسی مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کرنا اور کسی میں دوسرے امام کی تقلید کرنا

تلفیق میں داخل ہوتا ہے اور تلفیق سے قلمی بالذین لازم آتی ہے جو قطعاً حرام ہے۔

۱۱۔ کسی غیر مجتہد کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی رائے سے کسی حدیث متعلق احکام فروعی مرویہ کتب حدیث پر عمل کرے۔

الخلافہ والولایہ

۱۔ بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولیاء والمخلفاء امام الصدیقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الامت ہیں۔ آپ کے بعد فاروق اکبر، ذوالنورین و مولیٰ المومنین مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ترتیب خلافت افضل ہیں۔

۲۔ عشرہ مبشرہ، خاتون جنت ام المومنین خدیجہ و ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہن و حضرت امام حسن و امام حسین و اصحاب بدر و بیعت الرضوان رضی اللہ عنہم طاہر مطہر قطعی جنتی بلکہ گنہگار ان امت کے تکیہ گاہ ہیں۔

۳۔ تمام صحابہ خصوصاً اہل بدر اہل بیعت الرضوان نجوم ہدایت ہیں ان میں کسی پر طعن کرنا رخص و استحقاق نادر ہے۔ ان سب کی تعظیم و توقیر امت پر فرض اہم ہے۔ یہ سب اولیاء امت کے سردار اور باعث شرف محبت ولایت خاصہ پر ممتاز ہیں۔ ان سے کرامات ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک ولی سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔

۴۔ حقیقت ولایت یہ ہے کہ علاوہ ایمان و اعمال صالحہ کے یقین و عرفان اسماء و صفات ذات حق بطور وجدان بہ برکت ذکر تلاوت صوم و صلوٰۃ وہی طور پر جب عہد صالح کو عطا ہوتا ہے تو مقامات ذیل اس کے سینہ پاک میں پیدا ہوتے ہیں۔ اخلاص، تواضع، توبہ، زہد، صبر و شکر، خوف، رجا، توکل، رضا، فقر، محبت پس وہ ماسوئی حق سے معرض ہوتا ہے اور خوف و رجا الہی میں مستغرق، اس حالت میں ان مقامات کے آثار افراد بشر پر دو طور سے ظاہر ہوتے ہیں۔ خوارق ترتیب مریدان پس اس کو دن و عصمت کی بجائے (جو

خواص انبیاء میں سے ہیں) کشف صادق اور گناہوں سے محفوظیت عطا ہوتی ہے جس کے باعث وارث انبیاء و خلیفہ برحق قرار پاتا ہے اور لفظ ولی کا مصداق ہوتا ہے۔

۵۔ سلاسل صوفیائے کرام جو مسلسل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہیں ان کے معارف و مقامات من و عن الوار رسالت سے ماخوذ ہیں۔ ان میں طرق تربیت مریدین مقامات مذکورہ پر مبنی ہیں اور مشائخ صوفیہ موصوف کشف صادق سے غائبین کے حال پر مطلع ہو کر ان کی ویسی ہی تربیت فرماتے ہیں جیسی حاضرین کی۔

۶۔ یاسخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ و طائف کذابیہ بغرض استمداد و طلب ہمت و دعا جائز و ثابت ہیں۔ ایسے و طائف کا انکار کرنا جہالت ہے اور ان کو شرک و فیرو سے تعبیر کرنا ظلم و ضلالت ہے۔

۷۔ ان کی صورت مبارک کا خیال مریدین کے خطرات و احادیث نفسی کے دور کرنے میں وہی کام کرتا ہے جو غل قاروقی شیطان کے دور کرنے میں۔ ان مشائخ کی صورت مثالی جذبات نفس مرید کو مٹانے میں بہان قاطع ہے۔

۸۔ طریق استفادہ باطنی و بیعت جو معمول مشائخ کرام ہے ہر ایک مومن طالب کمال ایمان کے لیے سنت اور ضروری ہے۔

۹۔ خاص معمولات مشائخ و کیفیت اذکار و ریاضات اصول دین سے ماخوذ ہیں بعض اجتہاداً اور بعض کشفاً۔

۱۰۔ ذکر جہر و سر شریعتاً ثابت اور باعث قرب و حصول محبت الہی ہے۔

۱۱۔ حمد الہی و نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و مدح بزرگان و اولیائے کرام اور اشعار متعلق محبت الہی کا خوش آوازی سے سن کر محبت الہی بھڑکانا شریعتاً مباح و مستحسن ہے جب کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔

۱۲۔ عبادات بدنی و مالی کا ثواب ہدیہ ارواح مقدسہ انبیاء و اولیاء دیگر اہل ایمان کرنا ثابت ہے اور اس کا مطلقاً انکار بدعت ہے۔

۱۳۔ بالخصوص یوم و اوقات اولیاء ثواب طعام و کلام سے فاتحہ رسانی

بحث نزول برکات اور تازگی ایمان ہے

الشرك نعوذ بالله من جليله وخفيه

۱۔ شرک و کفر بلحاظ نتیجہ متحد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔

۲۔ حقیقت شرک یہ ہے کہ غیر خدا واجب الوجود یا مستحق عبادت مانا جائے اور اس کے امارات سے یہ ہے کہ بندگان حق تعالیٰ محبوبان الہ کی ان اہل عظمت صفات کو جو عام بنی نوع میں مفقود ہیں۔ مثلاً کشف بلاد شدت تجابت دعا تاثیر تسخیر وغیرہ) صفات جناب باری (سبحانہ، سبحانہ، سبحانہ) کے بارے خیال کیا جائے (نعوذ باللہ) اور بنا بریں نہایت عجز و نیاز کے افعال ان کے کرنے سے اسی نیت سے ادا کیے جائیں۔

۳۔ شریعت حقہ شرک کو رفع فرماتی ہے اور صفات عباد و صفات ربوبیت میں مابہ الامتیاز ظاہر فرماتا بحث رسل کا منہم بالشان مقصد ہے۔

۴۔ خواص عباد کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جاسکتا، بلکہ وہ ان کی حقیقت وافیہ کا اظہار ہے جس سے کہ صفات ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہو۔

۵۔ محبوبیت و شفاعت جو کہ تمام ادیان و شرائع میں خواص بشر کے لیے ثابت کی گئی ہے اس کو ایسا منصب خیال کرنا کہ جس سے عبد خود مختار ہو کر تصریحات الہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور صفائے الہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں درحقیقت نہایت اتہیہ کا ظہور جاننا ایمان و توحید ہے۔

۶۔ ایسا ہی خوارق و کرامات اولیا و اشراق باطنی سے ان کو مغیبات پر مآذریہ علیہ الہی اس طرح مطلع تسلیم کرنا شرک ہے اور بذریعہ قوی روحانی ماسوتی جو انبیاء و اولیاء کو عطا ہوتی ہیں ان امور کا مظہر تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

۷۔ صفات عبودیت کو صفات ربوبیت سے شریک کرنے والا مشرک

ہے اور ان کا مطلقاً منکر گمراہ اور مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق نگاہ رکھنے والا صراطِ مستقیم پر ہے۔ **مُشْتَبَا اللہ علیہ بحرمت خیر من سلک علیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔**

الکفر الکبائر والکفر بعد الایمان العیاذ باللہ المستعان

۱۔ خداوند کریم جل جلالہ اور اس کے حبیب پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور ان احکام کا جو من عند اللہ یا من عند الرسول ثابت ہوں انکار کرنا کفر ہے۔ ان احکام کا ثبوت تین طور سے ہوتا ہے۔

- (۱) آیت کے معانی جو حسب محاورہ عرب قطعی طور پر مفہوم ہوں۔
- (۲) حدیث شریف متواتر کے معانی قطعیہ حسب لغت و محاورہ۔
- (۳) اجماع مجتہدین امت راشدہ جو قطعی ہو، ان طرق ثلاثہ سے جو بات پایہ ثبوت کو پہنچے مومن پر اس کا ظاہراً باطناً تسلیم کرنا ضروری ہے ورنہ بصورت انکار صریح بلا تاویل (معاذ اللہ) فقہاء کے نزدیک مطلقاً ظلم و کفر میں مبتلا ہوتا ہے اور جو شخص بلا وجہ حق واضح میں بے محل تاویل کو بہانہ انکار قائم کرے کفر ہے۔

۲۔ ارکان ایمان و اسلام و ضروریات دین میں سے کسی کا انکار قولاً یا فعلاً کفر ہے۔

۳۔ قوائے انسانی کو لفظ ملائکہ واردہ فی النص کا معنی مرادی قرار دینا اور قوت نظریہ نبی علیہ السلام کو جبرئیل ماننا خلاف نص و اجماع اور کفر قطعی ہے کہ ضروریات دین کا انکار ہے۔

۴۔ حشر اجساد و نعیم جنت کی جس کیفیت سے تفصیل کلام شائع میں وارد ہے بلا تاویل تسلیم کرنا ضروری ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

۵۔ بعد بعثت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی کی بعثت کو جائز نہ ماننا یا اس کو ختم نبوت میں مغل نہ جانتا کفر ہے۔

۶۔ بلا طلاق احادیث کا واجب الاطاعت نہ سمجھنا کفر ہے۔

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب پاک میں بے ادبی (مطابق

اللہ) قولا " فعلا " ہنک یا تحقیر کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

یہ تھا وہ "عقائد نامہ" جس پر اپنے دستخط رضامندی سے ثبت کیے
بغیر کوئی شخص انجمن نعمانیہ کی رکنیت حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

بِخَيْرُ نَبِيِّ الْاَرَبِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان ختم رسل اسیر الیوان وجود
دارائے سریرین و سلطۃ الیوان وجود

از باب کتاب انبیا

ان نام محمد ﷺ غنوان وجود

وہ جو تمام انبیاء پر آخری مہر ہیں وہی وجود کے محل (کائنات) کے دولہا ہیں
وہی اس کائنات کے مرکز اور خوبصورتی کے تحت پر جلوہ شہما ہیں
انبیاء کی ابتداء کی کتاب سے اگر تو پوچھے
تو (جواب ملے گا کہ) وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اسم گرامی ہے جو عنوان ہستی ہے

لوگ اپنا وقت دیتے ہیں اور ان میں سے بھی خالصاً "لوجہ اللہ" کام کرنے والے شاذ و نادر ورنہ وہ بھی حصول دنیا کے لیے۔ علمائے ربانیں اٹھتے چلے جا رہے ہیں اور ان کے قائم مقام اس درجہ کے تو کجا، ان سے بہت کم درجہ کے بھی پیدا نہیں ہوتے۔ ان حالات کو مد نظر رکھ کر لاہور دار الخلافہ پنجاب میں عرصہ تیس سال یعنی ماہ صفر ۱۳۰۵ھ ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ایک انجمن موسوم بہ "انجمن نعمانیہ ہند" قائم ہے۔ جس کے زیر اہتمام ایک دارالعلوم کھلا ہوا ہے جس میں خالصاً "لوجہ اللہ" بلا کسی قسم کی فیس وغیرہ کے۔

(الف) محض علوم دینیات یعنی تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، مع علوم توابع مکمل نصاب درس نظامیہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور طلباء کے ہر قسم کے اخراجات، خوراک، پوشاک، کتب، تیمارداری، و مشاہیرات، معلمین و خوادیم و دفتر تکفیل انجمن خود کرتی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ اس عرصہ میں قریب دو سو کے علماء مکمل (جن کی نام بنام فہرست رسالہ سہ ماہی اول ۱۳۳۵ھ میں شائع ہو چکی ہے) دساتیر فضیلت حاصل کر کے ملک میں اشاعت دین بذریعہ تعلیم و تعلیم و عطا و تذکیر کر رہے ہیں جس کے ذریعے سے اور کئی مدارس بھی قائم ہو چکے اور دوران تعلیم کے فیض یافتہ طلباء تو ہزار ہا اب تک نکل چکے۔

(ب) دارالعلوم ہذا میں ایک جماعت فن طب یونانی کی تکمیل کے لیے بھی مخصوص ہے۔ جس سے بیسیویں اطباء تکمیل تحصیل کر کے ملک میں اپنا فیض پہنچا رہے ہیں۔

(ج) دارالیتامی بھی اس کے متعلق ہے جس میں مسلمانوں کے لاوارث یتیم بچے محض دینیات کی تعلیم کے لیے تربیت کیے جاتے ہیں۔

(د) ایک وسیع پیمانہ پر دارالکتب بھی مہیا کیا گیا ہے جس میں علاوہ اہل اسلام کے عطیہ کتب کے ہزار ہا روپیہ کی کتابیں مذاہب اربعہ اہل سنت کی مصر، شام، بیروت، دمشق، قسطنطنیہ، نجستہ، بنیاد حیدر آباد و دیگر مطابع ہند وغیرہ سے خرید کر داخل ہو چکی ہیں۔ جس کے مطالعہ سے علماء مستفید ہوتے ہیں۔

(ه) ایک دارالافتا کی مد علیحدہ ہے۔ جس سے عامہ مسلمین استفادہ کرتے رہتے ہیں۔

(۱) اشاعت اسلام کے لیے سفیر اور واعظین کے مد علیحدہ ہے۔
(ز) تمام کاروائیائے انجمن فتاویٰ مجریہ دارالافتاء مضامین دینی مد اسلام دارالعلوم کے معطیین و دیگر معاونین انجمن پر واضح کرنے کے لیے ایک ”ماہوار رسالہ انجمن“ ہذا سے بلا قیمت شائع ہوتا ہے جس میں مفصل حسابات آمد و خرچ کے بھی ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔

امور متذکرہ بالا کے انصرام کے لیے کثرت سے ضروریات پیش آرہی ہیں جن کے تذراک کے لیے اللہ جل شانہ کی توفیق ہونے سے بقیہ ضروریات مثل اجراء وظائف کامیاب طلباء و زنانہ مدارس مصتفین و مولفین و مبلغین وغیرہ کا انتظام ہو سکے گا۔

اس انجمن کا موضوع محض اعانت دین اسلام بقید حنیف مذہب حنفی باتباع سلف صالحین ہے اور کسی قسم کا تعلق اس انجمن کو سیاسی و دنیوی معاملات سے نہیں۔ چنانچہ اس انجمن کے عقائد بصورت رسالہ مدون کر کے شائع ہو چکے ہیں جو شامل ہذا ہیں۔ نیز اس انجمن کے قواعد جو یکم جولائی ۱۹۱۷ء سے حسب قانون ۶۷/۲۰ سرکاری رجسٹری بھی ہو چکے ہیں وہ بھی شامل ہذا ہیں۔

اس وقت تک اللہ جل شانہ غیر مترقب امدادوں سے اس کی اعانت فرماتے رہے۔ محض بہ تعمیل ارشاد باری عزاسمہ و اما بنعمہ ربک فحدث اس کا اظہار نامناسب معلوم نہیں ہوتا کہ صرف اس انجمن کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کام کے کرنے والے بلا کسی قسم کے معاوضہ ظاہری یا نمائش کے محض خالصاً ”لوجہ اللہ خدمات اسلامی انجام دے رہے ہیں۔ پہلے تو یہ لوگ ملک میں سفر کر کے اپنی توفیق کے علاوہ مسلمانوں سے چندہ لے کر بھی دارالعلوم کی خدمت کرتے رہے، لیکن اب بوجہ کبر سنی و ضعف قوے اس قابل نہیں رہے۔ اخراجات و حاجات دارالعلوم بفضلہ تعالیٰ یونانیوں مارتی ہیں۔ اس وقت تخمیناً پندرہ سولہ ہزار روپیہ سالانہ خرچ تمام مدات کا ہے اور اس دارالعلوم کے لیے ایک وسیع قطعہ زمین کی ضرورت ہے جس پر دارالعلوم کی ایسی عمارت بن سکے۔ جس میں طلباء، تیاے، دارالاقامہ، کتب خانہ، دفتر مسجد باورچی خانہ جلسہ گاہ کے لیے گنجائش ہو۔

نظر بحالات بالا قدر نا نگاہ ان فیاض اور معاونین اسلام ریاست ہائے اسلام پر پڑی ہے جس کی فیاضی سے بفضلہ تعالیٰ صد ہا ایسے کام ملک میں جاری ہیں اور اہل اسلام کے مستفیض ہو رہے ہیں بالخصوص حضور والا کی ذات قدسی صفات جن کی فیاضی سے عامہ مسلمین شکر گزاری سے رطب اللسان ہو رہے ہیں اور وہ جن کا مسلسل نسلا "بعہ نسلا" حمایت دین اسلام خاصہ چلا آیا ہے۔ اس لیے نہایت ادب سے گزارش خدمت خدام والا ہے کہ اس خیر جاری کی مستقل معقول علوفہ اور ایک عالی قدر عطیہ یکجائی سے اعانت فرمائی جاوے۔ جس کی جزا اللہ جل شانہ کی بارگاہ سے ملنا یقینی ہے۔ ان حالات کے تصدیق کرنے کے لیے علاوہ ان حضرات کے جن کے دستخط تصدیق ذیل میں ثبت ہیں ریاست ابدیت میں بہت کثیر عمائد و عمال موجود ہیں جن کی خدمت میں بذریعہ رسا کل انجمن حالات انجمن منکشف ہوتے رہتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اخبارات ملک حضور والا بھی اس کی نسبت حالات شائع کرتے رہے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔

مارا کہ نہ آرا بکش برگے نہ نوائے است
سرمایہ اگر ہست ہمیں دست دعائے است
تسلیم بر عنائی افسر نفرو شیم
معراج سر آبلہ بوسیدن پائے است

العارضان

حکیم مفتی سلیم اللہ خان گورنمنٹ آفیسر، صدر انجمن نعمانیہ ہند لاہور
خلیفہ تاج الدین احمد چشتی سلیمانی فخری وکیل چیف کورٹ پنجاب۔ دبیر
انجمن نعمانیہ ہند لاہور

حاجی نور بخش ایم اے نقشبندی توکلی۔ مشیر مال ناظم التعليم و مدرسہ
رسالہ انجمن نعمانیہ ہند لاہور

حافظ حاجی چراغ دین گورنمنٹ آفیسر۔ خزانچی انجمن نعمانیہ ہند لاہور
خلیفہ حافظ منیر الدین بی اے ممتحن حسابات انجمن نعمانیہ ہند لاہور
ہم نہایت صدق دل سے تصدیق کرتے ہیں کہ واقعی حالات مندرجہ

درخواست صدر بالکل صحیح درست ہیں اور انجمن بالخصوص کے گراں قدر عطیات کی بوجہ دینی خدمات کے ہر طرح سے مستحق ہے۔

(مورخہ ۹ / اگست ۱۹۱۷ء)

بِعالیٰ خدمت -----

اسلام علیکم و برکاتہ انجمن ہذا کی ضروریات یوماً فیوماً مترقی ہوتی جاتی ہیں اور اب تک کوئی معتد بہ مستقل آمدنی کی صورت بروئے کار نہیں آئی انجمن ہذا نے جیسا کہ درخواست بالا سے جناب پر واضح ہو جائے گا تجویز کیا ہے کہ ایک درخواست بصورت محضر نامہ ایسی باخبر و برکت اسلامی والیان ریاست کی خدمت میں ارسال کی جا رہی ہے تاکہ بعون و نصرت الہی ان کو امداد کرنے کی انجمن ہذا کے لیے توفیق رفیق ہو۔

چونکہ جناب اس کار خیر کے ہمیشہ سے معاون اور مددگار رہے ہیں درخواست مطبوعہ بدیں غرض ارسال خدمت والا ہے کہ اس پر اپنے دستخط مبارک بدست خاص ثبت فرما کر اراکین انجمن کو مشکور فرمادیں اور مویدین حق میں عند اللہ ماجور ہوں تاکہ بعد ایسے تمام دستخط آجانے کے (جو اسی طرح دیگر عمائد و معاونین کی خدمت میں دیگر نقول مطبوعہ ہذا بھیجی گئی ہیں) ایک درخواست جس پر تمام ایسے دستخط نقل کر دیے جائیں مرتب کر کے ارسال ہو سکے اور اصل دستخط دفتر انجمن میں محفوظ ہیں۔

براہ کرم دستخط ثبت فرما کر بہت جلد واپس فرمایا جاوے خواہ بیرنگ ہی ہو۔ تاکہ یکم ستمبر سے عملدرآمد ہو سکے۔

العارض

تاج الدین احمد وکیل چیف کورٹ دبیر انجمن نعمانیہ ہند لاہور

اکتوبر ۱۹۱۵ء میں انجمن کے سالانہ جلسہ پر حضرت پیر شاہ علی حسن صاحب
اشرفی سجادہ نشین کچھوچھ شریف مولانا اکرام الدین بخاری نقشبندی، خطیب
وزیر خان لاہور مفتی محمد اعظم شاہ صاحب مرزا پوری مقیم آگرہ، مولانا سلطان
احمد، مولانا عبدالعلی، سید خطیب الدین چشتی نظامی، حافظ امیر ملت مولانا سید دیدار
علی شاہ الوری، مولانا عبدالغنی بریلوی، مولانا اسد علی سہوانی، حضرت پیر جماعت
علی شاہ علی پوری، مولانا شفاعت الرسول خلف مولانا ہدایت الرسول لاہوری
مولانا محمد ذاکر بگوی سیالوی، مولانا فضل میراں بی اے بی ٹی گجرات، مولانا اسرار
الحق طوطی ہند رہنک جیسے مقررین نے تقریریں کیں۔ سجادہ نشین کچھوچھ
شریف کی تقریر حاصل جلسہ تھی۔

ہندوستان میں وراثت کے شرعی اور رواجی قوانین کا اطلاق

اسی سال حکومت ہندوستان نے ایک قانون بنایا کہ مسلمانوں میں وراثت
کی تقسیم ان کی مرضی سے ہوگی۔ خواہ وہ رواجی طریقہ اختیار کریں یا شرعی تقسیم
وراثت کو قبول کریں۔ اس قانون پر علمائے کرام نے حکومت کے خلاف سخت
احتجاج کیا اور گورنمنٹ آف انڈیا کو بتایا کہ وراثت میں رواجی قانون شریعت
محمدیہ کے منافی ہے۔ لہذا اسے واپس لیا جائے دوسری طرف انجمن نے دیہات
میں ایسے مبلغین کے وفد بھیجے جو وراثت کی اسلامی تقسیم کی حکمتوں سے لوگوں کو
آگاہ کرتے رہتے۔ اس سلسلہ میں انجمن نعمانیہ سے علماء اور وکلاء کا ایک وفد تیار
کیا گیا جو حکومت ہند کو آگاہ کرے گا۔ چنانچہ اس وفد میں عبد المجید خان پلیڈر
لائل پور، مولانا نور بخش توکلی صدر انجمن مفتی سلیم اللہ خان صاحب، مولانا غلام
اللہ قصوری پروفیسر چیف کالج لاہور، شمس العلماء محمد عبد اللہ ٹوکی، مولانا احمد علی
شاہ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور، مولانا محمد شفیق بگوی خطیب شاہی مسجد پر مشتمل
ایک وفد گورنر پنجاب سے ملا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔

دارالعلوم نعمانیہ کے فاضل مدرس سید دیدار علی شاہ کا بارہ سالہ بیٹا سید
علی احمد شاہ اسی سال اچانک فوت ہو گیا۔ اسے اگرچہ لاہور میں دفن کر دیا گیا، مگر

حضرت مولانا دیدار علی شاہ اس کے صدے سے نڈھال ہو گئے تھے اور دارالعلوم کو چھوڑ کر اپنے وطن الور کو چلے گئے۔

اراکین مجلس نعمانیہ لاہور سے تعاون کی اپیل (1915ء)

ایک وقت آیا کہ انجمن نعمانیہ لاہور کی مالی حالت کو بہتر بنانے اور تعلیمی مصارف کو پورا کرنے کے لیے عوام کے علاوہ اراکین انجمن نعمانیہ اور اساتذہ دارالعلوم سے بھی اپیل کی گئی تاکہ وہ مالی اعانت کے لیے آگے بڑھیں۔ نعمانیہ کی ۳۱/ اکتوبر ۱۹۱۵ء کی ایک رپورٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اپیل پر بہت سے اراکین اور اساتذہ نے چندہ دیا۔ پیر سید حیدر شاہ صاحب چشتی سجادہ نشین قطرانی ضلع جہلم، مولانا محمد صدیق علی صاحب صدر مدرس منظر الاسلام بریلی شریف، سید رحمت اللہ صاحب بغدادی حضرت مولانا مصطفیٰ رضا بریلی شریف (خلف الصدق اعلیٰ) حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا فضل میراں گجرات، مولانا فقیر محمد جہلمی، ”سراج الاخبار“ مولانا محرم علی چشتی (صدر انجمن نعمانیہ) قاضی مفتی عبدالغفار شاہ صاحب قادری سجادہ نشین بنگلور، سید حیدر علی شاہ سجادہ نشین ہوشیار پور، مولانا شاہ کرامت اللہ خاں دہلوی، حکیم مفتی سلیم اللہ (سیکرٹری انجمن نعمانیہ) مولانا پروفسر محمد ذاکر بگوی، مولانا محمد شفیق بگوی خطیب شاہی مسجد، مولانا خلیل الدین پبلی بھیت، مولانا وصی احمد سورتی محدث، مولانا عبدالواحد پبلی بھیت، مولانا محمد عالم صاحب مدرس نعمانیہ، خلیفہ تاج الدین پلیڈر چب کورٹ، خلیفہ محمد عبداللہ منصرم انجمن نعمانیہ، پروفسر مولانا نور بخش توکلی، ایم اے فنانشل سیکرٹری انجمن نعمانیہ، مرزا ظفر علی جج متولی مسجد وزیر خان لاہور، سید پیر بادشاہ گیلانی سجادہ نشین بھیرہ شریف، صاحبزادہ میر دوست محمد وکیل اجیر شریف، مولانا محمد عبداللہ انصاری ناظم دینیات علی گڑھ، مولانا محمد یار صاحب خطیب سنہری مسجد لاہور، پیر سید امانت علی شاہ نکودر جالندھر، مولانا حبیب اللہ خطیب جامع مسجد میرٹھ، صاحبزادہ غلام دستگیر نامی لاہور، سید محمد امین اندرہاں ایڈوکیٹ، سید اعظم شاہ مفتی آگرہ، مولانا غلام احمد شوق سنبھل مراد آباد، پیرزادہ محمد اصغر سجادہ نشین مہم شریف رہنگ، مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی امرتسری، پیر

عبدالحق سجادہ نشین کوٹ عبدالحق ہوشیار پور، پروفیسر احمد علی شاہ بٹالوی
اسلامیہ کالج لاہور، حافظ عبدالکریم صاحب سجادہ نشین راولپنڈی، سید دیدار علی
شاہ الوری، خواجہ ضیاء الدین سیال شریف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے
گرامی ان معاونین میں شامل ہیں۔ ہم ان حضرات کے اسمائے گرامی اس لیے
ریکارڈ میں لا رہے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ ہمارے سابقہ علمائے کرام سجادہ
نشینان عظام اپنے مدارس کی ترویج و ترقی کے لیے اپنی گرہ سے امداد کیا کرتے
تھے۔

(ماخوذ ماہواری رسالہ انجمن نعمانیہ جلد ۱۰، شمارہ ۳، مارچ تا ستمبر ۱۹۹۵ء)
اہم کتابوں کی اشاعت

۱۹۳۰ء میں حضرت مولانا فضل رسول قادری بدایونی کی محرکہ الاراء
کتاب ”سیف الجبار“ انجمن نعمانیہ لاہور نے شائع کی۔ یہ کتاب نجدیوں
کے عقائد پر جو اسماعیل دہلوی نے ”تقویت الایمان“ کے نام سے لکھی تھی
اس کا پہلا رد تھا۔ جسے ہندوستان میں شائع کیا گیا۔ اس میں اسماعیل دہلوی کی
کتاب ”تقویت الایمان“ پر زبردست گرفت کی گئی۔

اسی زمانہ میں اعلیٰ حضرت فاضل دہلوی نے اپنی مشہور کتاب ”مجل
الیقین بان نیسنا سید المرسلین“ شائع کر کے اس کے متعدد نسخے انجمن نعمانیہ
لاہور کو بھیجے۔ اسی دوران اعلیٰ حضرت کے شاگرد خاص ملک العلماء مولانا ظفر
الدین رضوی بہادی نے ”جواہر البیان فی ترجمۃ الخیرات الحسان“ مولفہ امام
ابن حجر کی سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے فضائل پر لکھ کر
انجمن نعمانیہ کو بھیجی۔ یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ انجمن نعمانیہ لاہور کے
علاوہ کئی ناشرین کتب نے اسے بار بار شائع کیا۔ اب ~~تک~~ ترکی کے ایک ناشر
”مکتبہ الیثق استنبول“ نے اردو کا نیا ایڈیشن شائع کر کے عالم اسلام میں تقسیم
کیا۔ اسی کتاب کا نیا مرتبہ ایڈیشن فاضل مولف کے دانشور فرزند ڈاکٹر مختار
الدین احمد صدر شعبہ عربی علی گڑھ نے خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔

مفتی محمد لعل خان صاحب مدرسی رضوی نے ”تاریخ وہابیہ و نجدیہ“
شائع کر کے تقسیم کی۔ پھر اسی مصنف کی ایک اور کتاب ”فتاویٰ عقائد وہابیہ“

۱۳۱
و دیوبند“ سامنے آئی۔ انجمن نعمانیہ لاہور سے ”دلائل الخیرات“ کا ایک خوبصورت ایڈیشن شائع ہوا۔ قاضی فضل احمد لودھانوی (مولف انوار آفتاب صداقت) ازالۃ الربیع عن محبت علم الغیب“ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ایک مضمون کے جواب میں لکھی تھی جسے انجمن نعمانیہ نے شائع کیا۔
قدیم اساتذہ دارالعلوم نعمانیہ لاہور

انجمن نعمانیہ نے فروری ۱۹۲۱ء کو نواب آف حیدر آباد دکن کی خدمت میں مالی امداد کے لیے درخواست پیش کی۔ ریاست حیدر آباد کے معتمد امور مذہبی نے ۱۳۳۸ھ کے دوران انجمن کو لکھا کہ دارالعلوم کے اساتذہ فارغ ہونے والے طلباء اور وظیفہ حاصل کرنے والے طلباء کے کوائف پیش کیے جائیں تاکہ مالی امداد پر غور کیا جاسکے۔ اس زمانہ میں دارالعلوم کو قائم ہوئے تقریباً ۳۵ سال گزر چکے تھے۔ اس عرصہ میں دارالعلوم نعمانیہ کے بے شمار فارغ التحصیل میدان عمل میں قدم رکھ چکے تھے۔ ان پینتیس سالوں میں جو اساتذہ مسند تدریس پر فائز رہے اور جو علمائے کرام تکمیل کے بعد فارغ التحصیل ہوئے ان کے اسمائے گرامی پیش کیے جا رہے ہیں تاکہ آج ان کی اولاد یا شاگردوں میں اگر کوئی زندہ ہو تو انہیں اپنے بزرگوں کی دینی اور تدریسی خدمات کا اندازہ ہو سکے اور ان کے علمی مقامات سے آگاہی ہو۔

دارالعلوم نعمانیہ کے ۱۹۲۱ء تک کے اساتذہ کرام

(معہ تاریخ تقرری)

جناب مولانا مولوی غلام احمد مرحوم مغفور۔ یکم جنوری ۱۸۸۹ء۔ کئی سال کی ملازمت کے بعد یکایک طاعون کی بیماری سے فوت ہو گئے

جناب مولوی نذیر احمد مرحوم مغفور۔ ۱۷/ اکتوبر ۱۸۸۸ء۔ بوڑھے ہونے کی وجہ سے مستعفی ہو گئے

جناب مولوی محمد اسرائیل صاحب۔ یکم مئی ۱۸۹۳ء۔ خطابت اور امامت مسجد قبول کر کے مستعفی ہو گئے۔

جناب مولانا مولوی محمد جی صاحب۔ ۱۳/ اپریل ۱۸۹۳ء۔ ایک اعلیٰ منصب پر خود بخود چلے گئے۔

جناب مولوی چراغ دین صاحب ۱۴ / جنوری ۱۸۹۵ء۔ قضائے الہی سے وفات پا گئے

جناب مولوی ابو محمد احمد صاحب۔ یکم نومبر ۱۸۹۶ء۔ قائم مقام استاد تھے فارغ ہو گئے

جناب مولوی محمد یعقوب صاحب۔ ۱۵ / دسمبر ۱۸۹۶ء۔ قائم مقام استاد تھے فارغ ہو گئے

جناب مولوی نظام الدین صاحب۔ ۱۵ / جنوری ۱۸۹۷ء۔ ابھی پڑھا رہے ہیں۔ (کم از کم سوا سو سال کی عمر میں ہیں)

جناب مولوی محمد عبداللہ۔ ۷ / مارچ ۱۸۹۷ء۔ دوسرے مدرسے میں چلے گئے

جناب مولوی محمد دین مدرس فارسی۔ ۴ / مئی ۱۸۹۷ء۔ علیحدہ کیے گئے اور نیشنل کالج لاہور میں استاد مقرر ہو گئے ہیں۔

جناب مولوی حافظ غلام نبی مدرس حافظ۔ ۱۱ / اکتوبر ۱۸۹۷ء۔ علیحدہ کیے گئے اور نیشنل کالج لاہور میں استاد مقرر ہو گئے

جناب مولوی حافظ غلام نبی مدرس حافظ۔ ۳۰ / اکتوبر ۱۸۹۷ء۔ علیحدہ کیے گئے اور نیشنل کالج لاہور میں استاد مقرر ہو گئے

جناب مولوی محمد حسن فیضی مدرس عربی۔ ۱۵ / فروری ۱۸۹۸ء۔ قضائے الہی سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو یکایک فوت ہو گئے

جناب مولوی قازی سید محمد۔ ۱۵ / مارچ ۱۸۹۹ء۔ خود چھوڑ گئے

جناب مولوی فضل احمد مدرس فارسی۔ ۱۸ / اگست ۱۹۰۰ء۔ فوت ہو گئے

جناب مولوی بدر الدین مدرس ریاضی۔ ۷ / فروری ۱۹۰۱ء۔ پیشہ و کالت کا اختیار کر لیا

جناب مولوی محمد الدین مدرس فارسی۔ ۱۳ / جون ۱۹۰۱ء۔ مستعفی ہوئے

جناب مولوی سید علی زینی مدرس عربی۔ ۱۵ / ستمبر ۱۹۰۱ء۔ قائم مقامی کا زمانہ ختم کر کے مستعفی ہو گئے۔

جناب مولوی محمد عبداللہ مدرس عربی۔ ۷ / اکتوبر ۱۹۰۱ء۔ قضائے الہی سے

فوت ہو گئے

جناب مولوی خدابخش مدرس ریاضی - ۱۵ / مارچ ۱۹۰۵ء - ملازم گورنمنٹ کے ہو گئے

جناب مولوی محمد اشرف مدرس حفاظ - ۱۶ / اگست ۱۹۰۵ء - قائم مقامی کا زمانہ ختم کر کے مستعفی ہو گئے

جناب مولوی غلام جیلانی مدرس - ۱۸ / اگست ۱۹۰۵ء - قضائے الہی سے فوت ہو گئے

جناب مولوی سید علی زینی مدرس عربی - ۱۵ / اپریل ۱۹۰۳ء - قائم مقام حیثیت سے پڑھا رہے ہیں -

جناب مولوی عبدالعزیز صاحب - ۴ / اپریل ۱۹۰۳ء - زمانہ قائم مقامی کر کے علیحدہ ہو گئے

جناب مولوی کرم الہی مدرس ریاضی - ۶ / جون ۱۹۰۳ء - قائم مقام حیثیت سے رہے

جناب مولوی سلطان محمود مدرس حصہ ابتدائیہ - جولائی ۱۹۰۳ء - سرکاری ملازمت میں چلے گئے

جناب مولوی سید علی زینی امرودہوی - یکم جون ۱۹۰۴ء - ندوۃ العلوم لکھنؤ میں مدرس ہو گئے

جناب مولوی سلطان احمد صاحب - یکم جنوری ۱۹۰۵ء - مستعفی ہو گئے

جناب مولوی محمد اشرف صاحب - یکم جنوری ۱۹۰۵ء - مستعفی ہو گئے

جناب مولوی محمد عالم مدرس ابتدائی - ۱۶ / اپریل ۱۹۰۵ء - بغیر اطلاع چلے گئے

جناب مولوی عبدالحی مدرس ابتدائی - ۳ / نومبر ۱۹۰۵ء - قائم مقام تھے چلے گئے

جناب مولوی غلام احمد مدرس دوم عربی - ۹ / دسمبر ۱۹۰۵ء - رخصت سے واپس نہ آئے

جناب مولوی غلام جیلانی مدرس دوم ابتدائی - ۷ / مارچ ۱۹۰۶ء - خود بخود

چھوڑ گئے

جناب مولوی فیض الحسن صاحب - ۱۵ / مارچ ۱۹۰۶ء - مستعفی ہو گئے

جناب مولوی شاکر حسین صاحب - ۸ / جون ۱۹۰۶ء - چلے گئے

جناب مولوی محمد عبداللہ ' حصہ ابتدائیہ - ۷ / جنوری ۱۹۰۷ء - اختتام رخصت پر حاضر نہ ہوئے

جناب مولوی محمد یعقوب صاحب ' حصہ ابتدائیہ - ۱۶ / مارچ ۱۹۰۷ء - اختتام رخصت پر حاضر نہ ہوئے

جناب مولوی سید حسن صاحب ' مدرس اعلیٰ - ۱۳ / مئی ۱۹۰۷ء - سبکدوش ہو گئے

جناب مولوی عبدالرسول صاحب - ۱۶ / جون ۱۹۰۷ء - قائم مقام رہے

جناب مولوی معین الدین صاحب - یکم جولائی ۱۹۰۷ء - مستعفی ہو کر اجیر شریف کے دربار میں مدرس بنے۔

جناب مولوی حشمت علی ' مدرس ' حفاظ - ۱۶ / ستمبر ۱۹۰۷ء - رخصت سے واپس نہ آئے

جناب مولوی غلام مرتضیٰ - ۱۰ / نومبر ۱۹۰۷ء - اختتام رخصت سے تشریف نہ لائے

جناب مولوی سلطان احمد ' مدرس حصہ اعلیٰ - ۸ / فروری ۱۹۰۸ء - بسبب بیماری کے مستعفی ہو گئے

جناب مولوی محمد یعقوب ' مدرس حصہ اعلیٰ - ۱۸ / فروری ۱۹۰۸ء - ^{استعفی} دے دیا

جناب مولوی عبدالحکیم ' مدرس حصہ اعلیٰ - ۱۹ / فروری ۱۹۰۸ء - ^{استعفی} دے دیا

جناب مولوی سید حامد شاہ ' مدرس حصہ اعلیٰ - ۳۰ / مارچ ۱۹۰۸ء - رخصت سے واپس نہ آئے

جناب مولوی عبداللطیف - ۲۵ / اپریل ۱۹۰۸ء - سبکدوش کیے گئے

جناب مولوی سراج احمد ' مدرس حفاظ - ۱۹ / جولائی ۱۹۰۸ء - قائم مقام

حیثیت سے مامور تھے، چلے گئے۔

جناب مولوی فیض الحسن، ابتدائیہ - ۱۳/ جنوری ۱۹۰۹ء - فوت ہو گئے
جناب مولوی سید عمر مدرس حصہ اعلیٰ - ۲۰/ فروری ۱۹۰۹ء - مستعفی ہوئے
جناب مولوی محمد رمضان صاحب - ۲۴/ جنوری ۱۹۰۹ء - سبکدوش کیے گئے
جناب مولوی حافظ عبدالرحمن صاحب - ۱۷/ جون - مستعفی ہوئے
مولانا کرم الدین صاحب - قضائے الہی سے فوت ہو گئے
مولانا سید دیدار علی صاحب الوری - بیٹے کی اچانک موت پر الور چلے گئے۔
مولانا محمد عالم آسی - ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ میں پڑھا رہے ہیں۔
مولانا غلام مرشد صاحب - ان دنوں دارالعلوم میں پڑھا رہے ہیں۔
مولانا محمد حیات صاحب - رنگون کے خطیب ہو کر چلے گئے۔
مولانا محمد جی صاحب - دارالعلوم کے استاد ہیں۔ ان دنوں اچھرہ لاہور میں
قیام ہے۔

قاری جمال الدین صاحب - بکن خاں کی شاخ میں مستقل مدرس ہیں۔
مولانا محمد صادق صاحب - دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس ہیں۔
مولانا عبدالمجید صاحب - دارالعلوم نعمانیہ میں پڑھا رہے ہیں۔

دارالعلوم نعمانیہ سے ۱۹۲۱ تک فارغ التحصیل ہونے والے

علمائے کرام

مولوی عبدالکریم چوغد مغل، حاجی پور، شاہ پور (زمینداری کرتے ہیں)
مولوی عبدالوہاب ولد احمد خان، پٹھان، اکڑ، کابل (افغانستان کے مشاہیر علما
سے ہیں)
مولوی رکن الدین ولد محمد بخش، جولاہہ، گلانوالہ، گجرات (زمینداری و
تدریس کرتے ہیں)

مولوی مراد علی قریشی، ملتان (صاحب تصانیف ہیں اور علمی مشاغل میں مشغول رہتے ہیں)

مولوی محبوب عالم ولد مولوی یار محمد جہانسی، ٹھیکریاں، گجرات (ایک بڑے پائے کے عالم ہیں)

مولوی الہ دین ولد صاحب، کشمیری کھیڑ، گجرات (بلند پایہ عالم دین ہیں)

مولوی پیر عبدالغفار شاہ کاشمیری، سید، لاہور

فضیلت مآب ہیں اور اس وقت مدرسہ غوفیہ کے مہتمم ہیں۔ درود و سلام کے مجموعے چھپوا کر تقسیم کرتے ہیں۔ قادریہ سلسلہ طریقت کو پھیلا رہے ہیں۔ مسجد تکیہ سادھواں لاہور کی جامع مسجد میں خطیب ہیں۔

مولوی سلطان محمود، گازر، ہریو، ڈیرہ غازی خان۔ (مدرسہ سلیمانیہ کھڈ شریف میں مدرس ہیں)

مولوی حیدر حسین ولد احمد، حسین خان، ٹونک، (ریاست ٹونک میں ایک مدرسہ کے بانی اور مہتمم ہیں)

مولوی نظام الدین ولد محمد ہاشم، کھوکھر، چھنان، گجرات (ایک لائق واعظ اور مشاہیر پنجاب میں سے ہیں)

مولوی حفیظ اللہ شاہ صاحب، سید، جلال پور جٹاں، گجرات (ایک لائق مولوی ہیں۔ لاہور مسجد بکن خان میں امام بھی رہے ہیں اور طب بھی حاصل کی ہے)

مولوی عبداللطیف صاحب، شیخ، دیوبند، سہارنپور

مولوی عبداللہ خان پٹھان، مرہٹہ

مولوی بدر الدین، کشمیری، کھیڑ، ضلع گجرات

مولوی نیاز علی صاحب، کھیڑ، ٹھیکریاں، گجرات

مولوی الہ جوایا صاحب، قصار، جھنگ

مولوی نادر دین صاحب، ہری پور، ہزارہ

مولوی حکیم غلام رسول ولد غلام حسن، چندران، کوٹ اسحاق، گوجرانوالہ (تکمیل کے بعد اپنے گاؤں میں طبابت و قضاء کرتے رہے اب فوت ہو گئے ہیں)

مولوی حکیم غلام محمد ولد حکیم قل احمد، چندران، کوٹ اسحاق، گوجرانوالہ۔

(تکمیل کے بعد ”مدرسہ حمیدیہ لاہور“ میں چندے مدرسے میں رہے اب اپنی تحصیل میں قاضی ہیں اور طبابت بھی کرتے ہیں)

مولوی عبدالکریم ولد محب علی، کھوکھر، اسلام پور، منٹگمری۔ (تکمیل کے بعد اپنے وطن میں جا کر زمینداری کرتے ہیں اور زرعی جائیداد کے مالک ہیں اور ایک بڑے لائق واعظ ہیں)

مولوی سرور شاہ ولد سید محمد حسن شاہ، سید، کھوڑی، مظفرنگر۔ (بڑے ذہین، تکمیل یافتہ سنا جاتا ہے کہ فوت ہو گئے ہیں)

مولوی گل محمد ولد غلام محی الدین، مک، کوٹ مکی، شاہ پور
مولوی محمد الدین صاحب، لاہور۔ (اور نیٹل کالج کے مدرس تھے اب فوت ہو گئے ہیں)

مولوی فضل شاہ صاحب، سید، پشاور
مولوی غلام قادر ولد کرم الہی، مغل، پنڈی بھٹیاں، گوجرانوالہ۔ (ایک لائق مولوی ہیں)

مولوی برہان الدین صاحب، پٹھان، غارت، ہزارہ۔ (اپنے علاقہ کے مشہور مولوی ہیں)

مولوی نور حسن ولد فیض بخش، کھوکھر، راول، جہلم۔ (تکمیل کے بعد ”مستشار العلماء“ میں بحیثیت مفتی اور بعدہ ہندوستان کے مدارس میں مدرس رہے۔ چندے دارالعلوم نعمانیہ میں کام کیا اب مدرسہ ”حمیدیہ لاہور“ میں مدرس ہیں)

مولوی قاضی سلیمان صاحب، ہزارہ
مولوی عبداللہ ولد علم الدین، میاں میر، لاہور۔ (درس میاں میر لاہور میں تدریس کرتے ہیں)

مولوی عبدالرحمان ولد خان ملک، گمنوال، جہلم
مولوی اکبر شاہ صاحب، سید، گجرات
مولوی عبداللہ ولد مہتاب دین، مغل، حافظ آباد، گوجرانوالہ۔ (تکمیل کے بعد دارالعلوم نعمانیہ میں تدریس کی چندے ”مدرسہ حمیدیہ“ لاہور میں رہے۔

عالم جوانی میں ہی فوت ہو گئے)

مولوی بہاول بخش، علی شیر، ملتان۔ (ایک مشہور اور لائق مولوی ہیں)

مولوی حافظ غلام حسین صاحب، بھیرہ، شاہ پور

مولوی محمد ذاکر ولد مولوی عبدالعزیز، بگہ، شاہ پور۔ (مدرسہ حمیدیہ لاہور کے

صدر مدرس ہیں)

مولوی عالم شاہ، سید، ملتان

مولوی محمد اسحاق، کشمیری، امرتسر

مولوی بہادر شاہ، سید، بٹہڑے، ہزارہ۔ (ایک مشہور عالم ہیں، واعظ ہیں)

مولوی فضل الدین صاحب

مولوی محمد زمان صاحب، قریشی، رنگ آباد، راولپنڈی

مولوی نظام الدین ولد عمر الدین، کھل، عظمت، گوجرانوالہ۔ (ایک مشہور

مولوی ہیں)

مولوی عبدالعزیز ولد وارث دین، ارڑ، حجرہ شاہ مقیم، منٹگمری۔ (ایک مشہور

مولوی ہیں لاہور میں مقیم ہیں)

مولوی محمد حسن صاحب، سید، مراد آباد۔ مراد آباد میں مدرس ہیں

مولوی کامل الدین صاحب، باندہ، پھالیہ، گجرات۔ (دارالعلوم نعمانیہ میں

مدرس رہے ہیں)

مولوی عنایت اللہ ولد مولوی نبی بخش، چوہان، کوٹلی لوہاراں، سیالکوٹ

مولوی غلام احمد ولد فتح احمد، ہرل، جوکالیان، گجرات۔ (تکمیل کے بعد

دارالعلوم میں رہے۔ مرض خنازیر سے فوت ہو گئے)

مولوی امیر احمد صاحب، افغان، ہزارہ۔ اپنے علاقہ کے مشہور عالم ہیں

مولوی صالح محمد صاحب، افغان، کابل، افغانستان

مولوی گل حسن صاحب، افغان، ہزارہ

مولوی محمد اشرف ولد مولوی احمد شیخ، کونہو، راولپنڈی

مولوی حکیم محمد گل ولد غلام حسن سیال، بوڑہ، ڈیرہ اسماعیل خان

مولوی غلام محمد خور ولد غلام حسن، افغان، عمر خیل، ڈیرہ اسماعیل خان

مولوی محمد حیات صاحب، بہاول پور۔ مشہور عالم دین ہیں۔
مولوی محمد حسین ولد محمد عمر، سچ گوائٹے، ڈیرہ غازی خان
مولوی ابراہیم صاحب، کنکیا نوالہ، گوجرانوالہ
مولوی محمد امیر ولد حسین بخش، خان پور، ڈیرہ اسماعیل خان
مولوی محمود صاحب، گوجر، گجرات۔ مشہور مناظر و عالم ہیں
مولوی غلام رسول صاحب، ملتان۔ (امام مسجد وزیر خان ملتان بڑے) واعظ ہیں)

مولوی محمد عالم صاحب، کوٹ خضریٰ، گوجرانوالہ
مولوی سراج الدین ولد قمر الدین، قریشی، فیروز پور۔ (تکمیل کے بعد درج
جگہ تدریس کی اور فوت ہو گئے)
مولوی احمد بخش ولد مولوی اللہ بخش، سچ گدائی، ڈیرہ غازی خان۔ (اس
وقت صدر مدرس ڈیرہ غازی خان مدرسہ اسلامیہ ہیں)
مولوی عبدالواسع صاحب، جاگیرانی، دھالہ، سندھ
مولوی عبدالقادر صاحب، جاگیرانی، دھالہ، سندھ
مولوی عبدالعزیز ولد عبدالحق، اعوان، ملتان۔ ایک مشہور عالم ہیں
مولوی الہی بخش ولد عبداللہ، فقیر، عادی، گورداسپور
مولوی محمد اسحاق ولد قاضی غلام احمد، قریشی، رہسیاں، گجرات۔ (ایک مشہور
عالم ہیں اور ذہین معلم ہیں)
مولوی عبداللطیف ولد غلام محمد، مدراس۔ (علاقہ مدراس میں مشاہیر علماء میں
شمار ہوتے ہیں)

مولوی غلام مرتضیٰ ولد مولوی شیخ محمد، شیخ، دہریکڑی، ضلع گجرات
مولوی گل محمد ولد کریم بخش، نصیر پور، شاہ پور۔ (مشہور عالم ہیں زمینداری
کرتے ہیں)

مولوی احمد صاحب ولد مولوی بہاء الحق۔ (امام مسجد ڈیرہ اسماعیل خان بلاد
اسلامیہ میں رہے ہیں)
مولوی غلام حسین صاحب، گجرات

مولوی محمد بخش ولد عبد اللہ، دریشک، نوشہرہ، ڈیرہ غازی خان۔ (مشہور عالم ہیں)

مولوی امام بخش ولد محمد اکرم، غزلانی، بستی غربی، مظفر گڑھ۔ (ایک رئیس اور مشہور عالم دین ہیں)

مولوی احمد بخش صاحب، ملتان

مولوی فضل احمد ولد کرم الہی، چندرا، خطے شاہ، گوجرانوالہ

مولوی عبد الہادی صاحب، نو مسلم لاہور

مولوی عبد القیوم ولد شاہ محمد، سید، جالندھر

مولوی نجم الدین ولد احمد دین، دہریالہ، جہلم۔ (تکمیل کے بعد مدارس ہندوستان میں تدریس کرتے رہے اور بعدہ بلاد اسلامیہ میں تدریس کی اور آج کل اورینٹل کالج میں عربی کے پروفیسر ہیں)

مولوی خیرامان صاحب، افغان، ہزارہ

مولوی سید محمود، افغان، ہزارہ

مولوی حافظ غلام رسول ولد غلام محمد سیال، ڈیرہ اسماعیل خان۔ (مشہور عالم ہیں)

مولوی سید محمد یوسف صاحب، سید، مدراس۔ (مشاہیر علماء مدراس سے ہیں)

مولوی عبدالرحمن ولد عالم شاہ، قریشی، بستی دانشمنداں، جالندھر۔ (تکمیل کے بعد مختلف مدارس میں تدریس کرتے رہے آج کل خانہ نشین ہیں)

مولوی علی محمد صاحب، حیدر آباد، سندھ

مفتی غلام مرتضیٰ ولد غلام دستگیر، اچھرہ، میانی، شاہ پور۔ (آج کل امام جامع مسجد ہیں بڑے واعظ، مشاہیر علماء سے ہیں۔ تعلیم طب شاخ نعمانیہ سے حاصل کی۔ دارالعلوم نعمانیہ میں صدر مدرس بھی رہے بعد میں میونسپل کمشنر ہو گئے)

مولوی عزیز الرحمن ولد مولوی محمد حسین، افغان، شہسایا، ہزارہ۔ (مشاہیر علماء سے ہیں واعظ بھی ہیں)

مولوی سید حسن صاحب، ہزارہ۔ مشاہیر علماء سے ہیں (دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس بھی تھے)

مولوی عبدالحق، نو مسلم، ڈیرہ غازی خان
مولوی محمد غفران صاحب، افغان، ہزارہ
مولوی محمد عظیم صاحب، رنگریز، گکھڑ، گوجرانوالہ۔ (آج کل مشہور واعظ ہیں)

مولوی غلام محمد صاحب، افغان، کابل، افغانستان
مولوی احمد سعید ولد غلام حسین، اعوان، چکوال، جہلم۔ (مشہور عالم دین ہیں)

مولوی نور محمد صاحب، اعوان، بھیرہ، شاہ پور
مولوی محمد عالم آسی ولد مولوی حمید الدین، وسیر، راگو، گوجرانوالہ۔ (بہت سے امتحانات پاس کیے۔ دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس رہے۔ اس وقت ہیڈ مولوی مدرسہ المسلمین امرتسر میں ہیں)

مولوی محمد اکبر صاحب، افغان، ہزارہ
مولوی سلطان احمد ولد مولوی اکبر علی، شیخ صدیقی، عظیم آباد، پٹنہ
مولوی شاہ محمد ولد رکن الدین، قریشی، خورشید، شاہ پور
مولوی سراج الدین ولد احمد الدین، ڈیراج، شہباز پور، گجرات
مولوی عبد اللہ ولد محمد شاہ، افغان، شہر، کوئٹہ
مولوی اعظم الدین ولد امام الدین، میانہ، موٹے، ہزارہ
مولوی حبیب اللہ ولد صالح محمد، ہون، بڈیری، جہلم۔ (مدرسہ اسلامیہ راولپنڈی میں مدرس ہو گئے ہیں)

مولوی حافظ غلام محمد ولد عبد الوہاب، شیخ، امرتسر
مولوی محمد امین ولد فیض احمد، کھوکھر، جہان آباد، شاہ پور۔ (تکمیل دین و طب کے بعد اپنے علاقہ میں مشہور عالم اور طبیب ہیں)

مولوی عبد العزیز ولد عبد الحق، اعوان، ملتان
مولوی محمد رمضان ولد مولوی عبد اللہ، اراکین، لدھیانہ۔ (تکمیل کے بعد ج کو گئے دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس بھی رہے، خاندانی علماء ہیں۔ آج کل مختار عدالت ہیں)

۱۴۲

مولوی نصیر الدین ولد بہا الدین 'افغان' غور غش 'انک
مولوی حبیب احمد ولد غلام حسین 'افغان' دیوبند 'ہندوستان
مولوی عنایت اللہ ولد نبی بخش 'چوہان' کوٹلی لوہاراں 'سیالکوٹ
مولوی دلاور صاحب 'شادماں' بھٹی 'کرداد کے' گوجرانوالہ
مولوی عبداللطیف ولد عبد اللہ 'کھار' یاجی 'شکارپور سندھ
مولوی محمد امیر ولد غلام حسین 'رنگ پور' ڈیرہ اسماعیل خان۔ (نہایت صوفی
منش ہیں سندھ اور ملتان کے مدارس میں صدر مدرس رہے ہیں)
مولوی محمد ولد عبد اللہ 'کھار' چاہ کچا 'ملتان
مولوی غلام رسول صاحب ولد فیض بخش 'قریشی' کھدر 'راولپنڈی
مولوی سید علی زینی ولد احمد حسین 'سید' امر وہہ 'مراد آباد' (تکمیل کے بعد
دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس تھے)

مولوی محمد اشرف ولد مولوی عبد القادر 'قریشی' ڈیرہ اسماعیل خان۔ (تکمیل
کے بعد عین عالم شباب میں فوت ہو گئے)

مولوی خیر محمد صاحب 'جلال پور' ڈیرہ غازی خان
مولوی علم الدین صاحب 'باغبان' ٹکوڑہ 'ضلع حصار

مولوی عبدالرحیم صاحب 'تبت'۔ (انہوں نے وطن تبت جا کر ایک
دارالعلوم قائم کیا اس علاقہ کے مسلمانوں کی دینی خدمت کی اور وہاں سے چین
کے بعض علاقوں میں جا کر لوگوں کو مسلمان کیا)

مولوی محمد سلیم صاحب 'بخارا'

مولوی نظام الدین ولد کریم بخش 'کورہ ہرہ' راولپنڈی۔ مشہور عالم دین اور
خطابت کر رہے ہیں

مولوی پیر سید حسن صاحب 'افغان' علاقہ یاغستان 'افغانستان'۔ (بعد میں ان
مجاہدین میں سرگرم رہے جو انگریزی لشکروں کے خلاف نبرد آزما تھے)

مولوی شمس الدین ولد مولوی سلطان محمود 'اعوان' شاہ رنگہ بلال 'شاہ پور'۔
(ایک زبردست عالم ہیں)

مولوی فضل الہی صاحب 'شیخ' احمد آباد 'جہلم'

مولوی فیض محمد ولد نور محمد، بھون، کوٹ کبٹو، شاہپور
مولوی عبد الغفار صاحب، ہزارہ
مولوی عظمت اللہ صاحب، سیال، شاہ پور۔ (رئیس زمیندار ہیں)
مولوی عمر الدین صاحب، فیروز پور۔ زمینداری کرتے ہیں
مولوی بہاؤ الدین ولد شجاع الدین، ہنگ رتہ، فرید پور، منٹگمری۔ (ایک بڑے
مشہور مشاہیر علماء میں سے ہیں)

مولوی غلام نبی ولد امام الدین، چدہڑ، گوجرانوالہ
مولوی نظام الدین ولد محمد دین، قریشی، دیالی، جہلم
مولوی مبارک شاہ ولد مولوی محمد حسین، سید، جی کوٹ، ہزارہ
مولوی حیدر علی ولد سید حسن، سید، اجمیر۔ (بڑے مناظر ہیں اس وقت مدرس
”مدرستہ المسلمین امرتسر“ میں ہیں)

مولوی عبد الوہاب ولد مولوی عبد الکریم، قلاچی، محمد پور، قلات۔ (غالباً یہ وہی
بزرگ ہیں جن کی اولاد نے آگے جا کر حضرت سلطان باہو کے سلسلہ کو پھیلایا)
مولوی عبد الوحید ولد امیر اللہ، شیخ، بنہیل، مراد آباد۔ (مدرسہ نعمانیہ امرتسر
میں ملازم رہے آج کل مدارس عربیہ میں استاد ہیں)

مولوی محبوب سبحانی ولد غلام جیلانی، چوہان، کھوڑی، ضلع گجرات۔ (بڑے
ذہین ہیں۔ تکمیل کے بعد اپنے علاقے میں قاضی ہیں۔ مولانا عبد المالك کھوڑوی
کے بھائی مولوی غلام جیلانی کے بیٹے ہیں۔ ملتان میں چک ۱۲۶ کے نمبردار ہیں)

مولوی ولی احمد صاحب، قاضی، برہان، ضلع راولپنڈی
مولوی گوہر الدین ولد محمد نور، اعوان، راولپنڈی۔ (ایک مشہور عالم دین
ہیں)

مولوی عبد الحکیم ولد غلام رسول، بھٹی، کتال، ضلع راولپنڈی۔
مولوی محمد ولد احمد، افغان، بنوں۔

مولوی عبد الوہاب ولد عبد اللہ، افغان، قندہار، افغانستان
حاجی احمد ولد مولوی غلام غوث، چوہان، کھوڑی، ضلع گجرات۔ (بڑے ذہین
ہیں۔ عالم زادہ ہیں۔ آج کل بہاولپور میں صادق اجرٹن کالج میں پروفیسر کے معزز

عمدہ پر مامور ہیں۔ مولوی عبدالملک مشیر مال کے بھتیجے ہیں۔

مولوی غلام جیلانی ولد غلام نبی، مغل، چکوال، جہلم۔ (تکمیل کے بعد عالم شباب میں فوت ہو گئے)

مولوی فیض الحسن ولد مولوی محمد حسن، اعوان، بھین، جہلم۔ (بحیثیت یتیم داخل دارالعلوم نعمانیہ ہو کر تکمیل کی۔ دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس رہے بعد میں سرکاری محکمہ تراجم میں ملازم ہو گئے۔ حسن خدمات کے صلہ میں کئی مرتبہ زرعی زمین سرکار کی طرف سے عطا ہوئی۔ آج کل چکوال کے سرکاری مدرسہ میں ملازم ہیں)

مولوی حافظ جمال الدین ولد مولوی فضل احمد، لک، کٹھالہ شیخاں، گجرات۔ (تکمیل کے بعد مدارس پنجاب میں مدرس تھے)

مولوی عبدالکریم ولد مولوی احمد، افغان، ریاست بہاولپور۔

مولوی زمان شاہ ولد نور حسین، سید، دہڑیالہ، ضلع جہلم۔

مولوی عبدالواحد ولد مولوی محمد رفیق، خلجی، نگری، کابل افغانستان۔

مولوی شیخ عبداللہ ولد حافظ صدر الدین، چٹھار، ملکہ، گجرات۔ (ایک بڑا ذہین علامہ ہے اس نے ملکہ میں ایک زبردست درس جاری کیا، جہاں سے ہزاروں طلباء فیض یاب ہو رہے ہیں)

مولوی سلطان احمد ولد مولوی محمود، گوجر، گنجہ، ضلع گجرات۔ (تکمیل کے بعد دارالعلوم نعمانیہ میں دوبار تدریس کرتے رہے بعدہ مدارس ہندوستان میں مدرس رہے۔ بنسب علالت طبع کے باعث سبکدوش ہو کر وطن میں مقیم ہیں اور تدریس کرتے ہیں)

مولوی محمد حنیف صاحب ولد مولوی علی شاہ سید، نکودر، جالندھر۔ (تکمیل کے بعد تھوڑا سا عرصہ کہیں تدریس کی۔ اب گھر پر مقیم ہیں)

مولوی محمد اشرف ولد محمد شریف، قریشی، سمینہ، ڈیرہ غلاڑی خان۔ (تکمیل کے بعد دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس رہے۔ بعدہ مدارس پنجاب میں تعلیم دی۔ مدرسہ خلیفہ ٹونک میں صدر مدرس ہیں)

مولوی محمد اصغر ولد محمد عقیل، اعوان، کھڑی، کوہاٹ۔ (ایک جید عالم ہیں)

مولوی غلام حبیب ولد عبد العزیز، سیال، سیال شریف، شاہپور
مولوی احمد الدین ولد محمد حیات، کھوکھر، سہ، بنیر، سرحد۔
مولوی ولی اللہ ولد شمس الدین، میرا، گلپانہ، ضلع گجرات
مولوی غلام محمود ولد نورنگ، ولس، خان محمد والہ، میانوالی۔ (مشاہیر علماء
ہیں۔ صاحب تصانیف ہیں کھڈ میں صدر مدرس تھے)
مولوی محمد عظیم ولد مولوی محمد بخش، وزیر آباد، ضلع گوجرانوالہ
مولوی غلام حسن ولد قاضی محمد، لنگاہ، رتہ، مہر، ملتان۔ (مشہور عالم ہیں)
مولوی مبارک شاہ ولد شیر شاہ، سید، بنوں۔
مولوی عبد المجید ولد عبد الطیف، افغان، ہرات، افغانستان
مولوی سیف اللہ ولد عبد الغفور، افغان، ہرات، افغانستان
مولوی یار محمد ولد محمد، قصاب، سد مال، شاہپور۔
مولوی فقیر اللہ ولد مولوی عبد اللہ، مغل، ہزارہ۔
مولوی محمد منہا ولد محمد، قطرائی، ڈیرہ غازی خان۔
مولوی محمد ادریس ولد فضل حق، شیخ، صالح پور، پٹنہ بہار۔
مولوی ولی محمد ولد میاں محمد، دوابہ، بنوں، سرحد
مولوی غلام نبی ولد محمد شاکر، افغان، توئگری، ہزارہ
مولوی موسیٰ ولد داسو، تعلقانی، نیگل، ڈیرہ غازی خان
مولوی پیر محمد ولد محمد زبیر، شیخ، جلال آباد، کابل
مولوی فضل میران ولد مولوی کرم بخش، مفتی، گجرات۔ (مشہور عالم دین
ہیں۔ کئی کتابوں کے ترجمے کیے)

مولوی محمد نور ولد اسماعیل خان، مغل، ہو سکی، بنوں، سرحد
مولوی نور محمد ولد غلام رسول، قریشی، لعل، عیسن، میانوالی
مولوی محمد شعیب صاحب، ناگوال، ضلع راولپنڈی
مولوی عبد الحق ولد محمد عبد اللہ، شیخ، ماری، بہاگل پور
مولوی عبد الوحید ولد نعمت علی، سید، سہارنپور
مولوی محمد حسین ولد میان ابراہیم صاحب، دمیڑہ، تازی

مولوی نور الحق ولد قاسم شاہ قریشی، بوسال، ضلع انیک
مولوی محمد اسماعیل ولد سید میر، سواہتی، نواں شہر، ہزارہ
مولوی واجد حسین ولد احمد حسین، شیخ، بدایوں، بدایوں شہر
مولوی کریم بخش ولد عبد الحق شیخ، نیکومار، جھنگ
مولوی احمد حسین صاحب ولد معین الدین حسین، سید، بنگلور
مولوی محمد اشرف ولد عنایت اللہ، قریشی، سرزمین، پٹیالہ۔ (نعمانیہ میں
بحیثیت یتیم داخل ہوئے۔ آج کل مزار شاہ محمد غوث صاحب لاہور میں خطیب ہیں
اور انجمن حمایت اسلام میں ملازم ہیں)

مولوی مبارک علی ولد محمد عالم، شیخ، دادرای، سلٹ
مولوی دلی محمد ولد محمد بخش، مہر شاہ جمال، ڈیرہ غازی خان
مولوی مرید خواجہ ولد اللہ بخش، اعوان، چکڑالہ، ضلع میانوالی
مولوی محمد اسماعیل ولد عبد الکریم، بہٹ، کھوکھلی، سکول
مولوی نور الدین ولد حافظ محمد، راجپوت، لکھو کے، فیروز پور
مولوی غلام رسول ولد حافظ رحم علی، راجپوت، بھلووال، ضلع جہلم
مولوی محمد بشیر ولد احمد اللہ، شیخ، ٹکونڈی، ہوشیار پور
مولوی فتح محمد ولد سید رسول، اعوان، مبو، ضلع جھنگ
مولوی حفیظ اللہ ولد عنایت اللہ، شیخ، رائے پور، بانس بریلی
مولوی خلیل الرحمن ولد محمد باغ علی، شیخ، چونیاں، ضلع لاہور
مولوی عطاء محمد ولد غلام علی، مخدوم، ڈہریالہ، ضلع جہلم
مولوی بدر الدین ولد شمس الدین، قریشی، ڈہریالہ، ضلع جہلم
مولوی محمد حسن ولد محمد بخش، وہاچل، ضلع میانوالی
مولوی محمد الدین ولد نور حسین، جنجوا، اڑیالہ، ضلع گجرات
مولوی حامد شاہ ولد غلام محمد، سید زاوہ، گمشالہ، گوداسپور۔ (آج کل اپنے
علاقے میں مشہور واعظ ہیں)

مولوی محمد عظیم ولد نور الدین، ہڈانی، دلوالی، ضلع مظفر گڑھ۔
مولوی محمد معصوم ولد احمد سعید، اعوان، بیربل، شاہ پور۔ (تکمیل کے بعد)

طب میں کمال حاصل کیا۔ عالم شباب میں فوت ہو گئے)
مولوی عبدالکریم ولد محمد اعظم۔ چوغہ، ضلع اٹک
مولوی وحید حسین ولد عنایت حسین۔ افغان، ٹونک، سرحد
مولوی عبدالقدوس ولد فضل احمد۔ سید، پشاور
مولوی غلام رسول ولد حافظ رحم علی۔ جنجوا، پنڈی بھٹیاں، گجرات
مولوی مختار نبی ولد مولوی نیاز احمد۔ جنجوا، قصبہ، گجرات۔ (آج کل وکیل عدالت ہیں)

مولوی عبدالحی ولد حافظ محمد شریف۔ شیخ، راجہ پور، اعظم گڑھ
مولوی یوسف علی ولد حافظ امیر الدین۔ قریشی، ہمنانوالی، جالندھر۔ (تکمیل کے بعد مدارس سرکاری میں ہیڈ مولوی رہے)
مولوی خدا بخش ولد فضل الہی۔ قریشی، حضرد، اٹک
مولوی محمد حسین شاہ ولد پیر حافظ جماعت علی شاہ۔ سید، علی پور سیداں، سیالکوٹ۔ (صاحبزادہ صاحب تکمیل تعلیم دینیات و طب کے بعد آج کل صاحب ارشاد ہیں)

مولوی مبین حسین ولد تجل حسین۔ سید، آگرہ
مولوی محمد یعقوب ولد مولوی محمد الدین۔ گوجرانوالہ۔ (صوفی منش عالم ہیں)
مولوی رحمت اللہ ولد خدا بخش۔ ترک، سنہیل، مراد آباد
مولوی غلام صابر ولد انوار حسین۔ ترک، سنہیل، مراد آباد
مولوی عبدالرحیم ولد شاہ داد۔ افغان، اصغر، اٹک۔ (آج کل سفیر انجمن ہیں)

مولوی عبدالکریم صاحب۔ سید، سیالکوٹ۔ (متولی خانقاہ امام صاحب اور اعلیٰ پایہ کے صوفی ہیں)

مولوی مقبول احمد خان ولد محبوب علی۔ افغان، گورہ، بہنگہ
مولوی عبدالغنی ولد غلام احمد۔ مغل، ہنگہ، ہزارہ۔
مولوی محمود ولد محمد صادق۔ مخدوم، لاڑکانہ، سندھ
مولوی امام غزالی ولد میر عالم۔ پٹھان، ٹن، کیمبل پور، اٹک

۱۳۸

مولوی عبد الہادی ولد رفیع اللہ۔ اخوان زادہ، یام خیل، پشاور
مولوی عاشق محمد ولد احمد بخش۔ اراکین، پیرکوٹ، جھنگ
مولوی نور عالم ولد حافظ نظام الدین۔ کشمیری، آدو وال، ضلع گجرات
مولوی عبدالرؤف ولد سید اکبر۔ سید، حضرو، ضلع کیمبل پور
مولوی محمد یوسف ولد سید اکبر۔ سید، حضرو، ضلع کیمبل پور
مولوی عبدالرحیم ولد عبد اللہ۔ سید، شیر احمد، بنوں
مولوی نور الہدی ولد سید احمد۔ سید، طور و، پشاور۔ (آج کل بلاد اسلامیہ میں
سرکاری خدمات میں مشغول ہیں)
مولوی محمد شیریں ولد فضل شاہ۔ قریشی، بازار احمد خان، بنوں
مولوی حافظ غلام مرشد ولد حافظ میاں احمد کچھی، انگہ، ضلع شاہ پور۔
(دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس ہیں)
مولوی شاہ رسول ولد فضل الرحمن۔ افغان، کیمبل پور۔
مولوی حافظ عطاء محمد ولد امام بخش۔ اعوان، انگہ، ضلع شاہ پور
مولوی محمد بخش ولد بہادر خان۔ اراکین، شاہد رہ، لاہور
مولوی کبیر الدین ولد جمال الدین۔ شیخ، مونگیر
مولوی رحیم اللہ ولد نبی اللہ۔ قریشی، ٹھیری، ضلع کوہاٹ
مولوی ابرار الحق ولد اسرار الحق۔ رہٹک، ضلع رہٹک۔
مولوی غلام محی الدین ولد نظام الدین، گادر، منکر کوئل، شاہ پور

نوٹ: متوسطہ اور ادنیٰ تعلیم کے طلباء تو ہزار ہا آئے اور کچھ عرصہ پڑھ کر چلے
گئے مگر تکمیل نہ کی اور نہ ہی دستار فضیلت حاصل کی۔

۱۴۹

والی افغانستان نادر شاہ خاں کی خدمت میں نعمانیہ کا وفد

۲۹ / ستمبر ۱۹۲۱ء کو انجمن نعمانیہ کا ایک وفد مولانا غلام احمد مدرس اعلیٰ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کی قیادت میں والی افغانستان نادر شاہ خاں کی خدمت میں پہنچا۔ یہ وفد ہزارہا کیلینسی سردار محمد عبدالرسول کونسل جنرل افغانستان کی وساطت سے افغانستان پہنچا اور دارالعلوم نعمانیہ کی علمی خدمات کا تعارف کرایا اس سے پہلے افغانستان کے کئی زعمائے انجمن کی خدمت کو سراہا تھا۔ جن میں کرنل صوفی غلام سرور خان، سفیر افغانستان سردار نصر اللہ خان صاحب، شہزادہ افغانستان کرنل محمد اسماعیل، سفیر ہند (بذریعہ آغا حاجی محمد نذر خان ملک التجار اسپاں) سردار ایوب خان اور سردار عبدالرسول خان جنرل کونسل افغانستان کے اسمائے گرامی شامل ذکر ہیں یہ حضرات انجمن کے معاون بھی تھے اور اس کی خدمات سے واقف بھی تھے۔

حکومت افغانستان نے انجمن کی مالی امداد کے ساتھ ساتھ قائد وفد مولانا غلام احمد مدرس کو ایک ہزار روپیہ خصوصی انعام دیا۔ والی افغانستان صدر مدرس کی قابلیت سے اتنے متاثر ہوئے کہ یہ انعام ان کی قابلیت پر تھا چنانچہ یہ وظیفہ مولانا غلام احمد کو ہر سال ملتا ہے۔

انجمن نعمانیہ کے وفد سربراہان مملکت تک (۱۹۲۰ء)

انجمن نعمانیہ میں جن دنوں فاضل ادب عربی مولانا غلام احمد صاحب صدر مدرس تھے تو اراکین انجمن نے فیصلہ کیا کہ انجمن کے تعارف کے لیے جید و علماء کرام کی قیادت میں وفد تیار کیے جائیں اور مسلم سربراہان مملکت تک رسائی حاصل کی جائے۔ چنانچہ ہمیں انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ سے ایک ایسی فائل ملی ہے جو مولانا غلام احمد مرحوم کی علمی قیادت کی نشاندہی کرتی ہے۔

دبیر انجمن نعمانیہ تاج الدین احمد نے ایک ایسا تعارف نامہ مرتب کیا جسے نواب میر عثمان علی خان بہادر فتح جنگ نظام الملک نظام الدولہ الملک والممالک آصف جاہ سابع والی سلطنت حیدر آباد دکن کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ یہ تعارف نامہ یا عرضداشت ۲۰ / جمادی الاول ۱۳۴۷ کو جاری ہوا۔ اس میں

انجمن نعمانیہ خصوصاً دارالعلوم نعمانیہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی گئی اور حضور والی دکن سے استدعا کی گئی کہ وہ دارالعلوم کی مالی امداد فرمائیں۔ یہ عرضداشت مولانا غلام احمد مدرس اول دارالعلوم نعمانیہ کی قیادت میں جانے والا وفد لے کر دہلی گیا۔ جہاں نواب آف دکن تشریف لائے ہوئے تھے۔ نواب دکن کے سفیر کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دنوں افغانستان میں پہنچنے والے مسلمانوں کی حالت زار کی وجہ سے فوری امداد تو نہ دی جاسکی البتہ ایک مفصل رپورٹ طلب کی گئی جو حسب ذیل ہے:

الصلاة الكبرى

لسيدنا عبد القادر الجيلاني رحمۃ اللہ علیہ

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ
رَؤُوفٌ رَحِيمٌ أَغْبِدُ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا
اللَّهُمَّ إِنِّي أَدْعُوكَ بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنَى
كُلِّهَا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ أَنْ تُصَلِّيَ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
مَجِيدٌ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا
صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد حمد رب العظیم و صلوات سید المرسلین و ثنای آل و اصحاب و تابعین ○

به عرض آستان بوسان مسند جهانبانی و حاشیه نشینان بساط سلطنت
و کامرانی سریر آرای دولت خدا داد افغانستان و ترکستان امیر المومنین
کف المسلمین حضور لامع النور حضرت امیر حبیب الله خان ایدہ اللہ
تعالی بنصرہ العزیز میرسانند۔

تا نظر بر چمن وضع جهان واکردیم
تمی بود که بر دیده بینا کردیم
نه سخن بوی بقا داشت نه گلرنگ وفا
عبثت آلوده بهر رنگ نظرها کردیم
آنچه بیداری مدام نظر می فهمید
حیرت بود که در خواب تماشا کردیم

از روزیکه خبر وحشت اثر انتقال حضرت ضیاء الملک والدین سامع کوب مادی
گویان سلطنت ابد مدت اسلام گشته چندان خون و طلال روندا ده که از ساحت سینه
بریان بر آورده حواله قلم توانیم نمود۔ و آن قدر رنج و تعب پیرامون دلهای
صداقت منازل گردیده که اظهارش بر صفحه قرطاس نتوانیم ساخت ○ انالله وانا الیه
راجعون ○ الحکم لله القدیر

حضرت خلد آشیانی در زمان سعادت تو امان خویش آنقدر احسانات و
توجهات برای ترفه حال رعایا خود چه از ترقیات هنر و کمال و چه از کار خانهای فنون
عجیب و غریبه و چه از قواعد ملک داری مبذول فرمودند به صفحات تاریخ تا بقیام
قیامت بحروف طلائی مزین هوا بد ماند بحکم کل نفس ذائقه الموت هر ذی نفس را
بوقت مقررہ خویش سفر آخرت در پیش۔ این جهان فانی گزشتنی و گزاشنی است جز
میر جمیل و دعای مغفرت چاره کار بدست مخلوق فانی نیست۔

بست و کشاد حکم قضا را چه چاره ایت
نتوان خیال بست که بکشیای یابہ بند
بیگانگی ز وضع جهان موج میزند
آئینہ جز مقابل آن آشا میند

بخت فرجام مومنین را باید نازند و طالع ہمایوں مسلحین را بر خویش باید
بالید۔ کہ بافضال خلاق عالم و عالمیان زمان سلطنت بدست اقتدار چنان صاحب
خودے دادہ شد کہ چشم پیر فلک بدین کہن سالی ندیدہ و مادر گنجی ہر اقصائے عالم
مثلث صائب تدبیرے پروردہ انشاء اللہ تعالیٰ بعون و نصرت خلاق عالم گوی سبقت
از ہشتینیان خواہد ربود۔

حسودت گرہمہ آئینہ افلاک خواہد ہشد
بز (گہماش) تماشال بنائے خاک خواہد شد
بہرجا انور اقبالبت کند سامان خورشندی
مخالف سایہ وار از لوح امکان پاک خواہد شد
غور خیرہ چشمان در خیال لمحہ تیغ
مرہ گروا کند تاسینہ وقف چاک خواہد شد
در آن محفل کہ بالہ نشہ کیفیت جاہت
دماغ سرکشان از سر نگونی تاک خواہد شد

بدست آویز و عاگوئے کہ عمدہ مشاغل اوقات و ذریعہ قبول اطاعات و
وسیلہ حصول مرادات ماعقیدت کیشان ست متوسل در گاہ و ملتی آستان اسلام
پناہ شدہ سلسلہ جنبان عرض حاجتی میباشیم۔ وہ شیوہ عاجزان بے وسیلہ بامید چارہ
گری شہ از حال خود بہ معرض اظہارے آریم۔ امید داریم کہ از راہ ذرہ
پروری گوش گزار از ناہائے ماعبودیت کیشان ست فدویت اندیش مسوع شدہ
مستول مادر جہ پذیرائی و قبول یابد۔

کشودست ہر سطرے از نامہ ام
پر و بال از خویش راہی شدن
بطوف جنابے کہ از خاک آن

توان محرم قبلہ گاہی شدن
کنون خواہد از شوق آن آستان
خم و پیچ خط بکلاہی شدن
تو ہم ساعتی اے نسیم بہار
چو آنجا رسی سجدہ خواہی شدن

درین نواح علمائے ربانی از ناقد ردائی اہل زمانہ در زوایائے عزلت منزوی و متواری شدند۔ و مرض جہل و نادائی از رسم و آئین مسلمانی بر قلوب عامہ خلافت عارض و طاری گردیدہ۔ نظر بریں حالت پر ملالت در سال ۱۳۰۵ھ ہجری علی الصلوٰۃ والسلام مسلمانان خوش اعتقاد و ہر وان صراط مستقیم صلاح و سداد بانکہ کیسہ و کاسہ استطاعت شان خالی و روزگار شان آئینہ در چہرہ خستہ حالی بود کمر ہمت برستہ و از توفیقات ربانی مدد خواستہ بنظر اصلاح حال مسلمین و درستی مال برادران دین و تعلیم عقائد حقہ و رفع عوارض تفرقہ و اشاعت رسوم اسلام و انتشار علوم دینیہ از فقہ و اصول فقہ و حدیث و اصول حدیث و تفسیر کلام مجید و اصول تفسیر معہ علوم توابع مدرسہ موسوم ”بدرسہ علوم اسلامیہ“ معروف ”بدار العلوم نعمانیہ“ در شہر لاہور بنا نہادند۔ و از ہر جا اجلہ مدرسین و معلمین طلب داشتہ متکفل اخراجات و گزر اوقات شان گردیدند۔ طلبائے علوم دینیہ را بہ تقرر وظائف وافیہ و مشاہرات کافیہ راغب و ماکل درس و تعلیم نمودند۔

چون نیت شان مبنی بر خیر و صلاح عامہ مسلمانان بود سعی و تلاش شان کارگر افتاد۔ بفضلہ تعالیٰ تادم تحریر دارالعلوم مذکور باحسن حالات جاری ست۔ شائقین طلاب از اطراف و جوانب پنجاب و ہندوستان و افغانستان و غیرہ جمع آمدہ بہرہ یاب فیض تعلیمات دینیہ میشوند۔

تا الحال بوجہ قلت عواید انتظامش چنانکہ بالیستے روندادہ بسیارے از طلباکہ از مقامات دور و دراز مے آئیند بواسطہ عدم گنجائش محروم مے مانند تعداد اساتذہ ہم ضروری ست کہ زیادہ کردہ شود۔ تا ایں دم طبقہ علمائے دارالعلوم در مسجد حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی طاب اللہ ثراہ جاری ست۔ و حصہ ابتدائیہ کہ در و اطفال قرآن خوانان و جماعت حفاظ و قرائ و ابتدائی کتب

مسائل دینی و زبان فارسی و صرف و نحو عربی میخوانند در مکانی قائمست که بکرایه
گرفته شده تعمیر مکان که مناسب حال دارالعلوم باشد هم مایه است.

ذخیره کتب فارسیه و متعلقات هم ضروریست برائے ترتیب و تعلیم و
مکمل یتیمی علیحدہ مدد معاش کافی: حل مقاصدست که از دیربار یتیم خانه هم جاری
ست از چهارده سال این همه کار و بار برچنده موقوفست.

سرمایه مستقل میسر نه شده که از مفادش انجام مرام شدی در اطمینان
بحال بانیانش رونمودی محض جزویات امور تعلیم با تمام میرسند و کلیاتش معطل
محض و ناتمام.

لذا بکمال امیدواری روئے نیاز بدرگاه فیض پناه که قبله حاجات و کعبه مراد
کافه مسلمانانست آورده جرات برائے عرض حالات نمودیم و امید قوی داریم
که این چراغ روشن کرده مسلمانان که درین ملک بفروغ ماه تابان تافته بروغن
مرحمت حضور همیشه ضیا گستر ساحت تمنا این نخل دست نشاندہ اہل ایمان کہ ذائقہ
اسلام از اثمار آن حلاوت یافته بایلمی دست مکرمت ہم قد غم طوبی گردد

شاد باش ایدل کہ آخر عقدہ ات وائے میشود

قطرہ مای می رسد جائیکہ دریا میشود

آفتاب بہت و اجلال زنگ کدورتی نماید۔ بحرمت النون والصاد

بیت و غزل ہمہ گل باغ ثنائے تست

موزونی کلام دو عالمی دعائے تست

عریضہ نیاز مکتبہ مبین مدرستہ العلوم نعمانیہ لاہور

العبد
حکیم مفتی سلیم اللہ

ناظم اعلیٰ دارالعلوم نعمانیہ

تاج الدین احمد، ناظم دارالعلوم نعمانیہ لاہور۔ حافظ چراغ دین امین

از انجمن نعمانیہ لاہور

بغالی خدمت والا نعمت جناب سردار محمد خان صاحب عمدہ دار سرکار
حضرت امیر المومنین سراج الملک والدین کمپ ہر میجسٹی سلطان کابل خلد اللہ
ملکہ۔

”بعد اہدائے ہدیہ سلام سنت الاسلام ودعائے تزايد مناصب دینی و ترقی
مراتب دنیوی معروض خدمت والادرجت آنکہ:

اصل عرضداشت مشعر حالات ”دارالعلوم نعمانیہ“ کہ بسرپرستی
انجمن نعمانیہ در شہر لاہور از بست سال جاری است بحضور امیر المومنین
سراج الملک والدین ارسال داشته شد و نقلش بانسلاک عریضہ ہذا مرسل
خدمت والا است۔ بدین ترقب کہ براہ حمیت حنفیت در حضور دربار
شاهی بدو کلمہ خیر تائید درخواست مذکور نموده ذخائر حسنات ثواب جمیل و
اجر جزیل از معاونت امر دین بحکم الدال علی الخیر
کفاعلہ جمع فرمائید“

العارض

وکیل چیف کورٹ پنجاب
دیر انجمن نعمانیہ لاہور

۱۸۹۷ء لاہور

اس عرضداشت کے بعد والی افغانستان نے انجمن کو ایک ہزار روپیہ
سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا اور ایک عرصہ تک یہ وظیفہ جاری رہا۔

اس علمی سفارت کے ساتھ دارالعلوم نعمانیہ کے ایک استاد مولانا محمد حسن فیضی (متوطن بھین چکوال ضلع جہلم) کا ایک مرصع عربی قصیدہ پیش کیا گیا، جسے ہم ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت سے نقل کر رہے ہیں۔

نتیجہ فکر مولانا محمد حسن فیضی (رحمۃ اللہ علیہ) استاد نعمانیہ

متوطن موضع بھین چکوال۔ ضلع جہلم

ثَنَاءُ إِلَهِ الْعَرْشِ مُبْتَدَأُ الْأَمْرِ
وَذِكْرُ رُفُوفِ الْخَلْقِ مُسْتَحْسِنُ الذِّكْرِ
عَلَى خَيْرِ تَخْلُقِ اللَّهِ طَرًّا صَلَواتُهُ
وَأَصْحَابِهِ الْأَخْيَارِ مَعَ إِلَهِ الْبَرِّ
حِمَامَةِ بُشْرَى لَا تُقِيمَنَّ سَاعَةً
مُحَلَوِي عُرْضَتِي هَذِي وَطِيرِي مِنَ الْوَكْرِ
إِلَى كَابِلِ خَيْرِ الْبَلَادِ مَعِيشَةً
وَ دِينًا وَ سُلْطَانًا وَبَرًّا عَلَى بَرِّ
حَكَّتْ أَرْضُهَا الْفِرْدَوْسِ مَنْ ثَمَرَاتِهَا
وَ مَالِكُهَا الرِّضْوَانِ مِنْ شِيمِ غُرِّ
تَرَيْنَ بِهَادِرًا عُلَّتْهَا مَهَابَةٌ
ذَرَاهَا سَمَتْ أَعْلَى السَّمَاكِينِ وَالنَّسْرِ
فَطُوفِي بِهَا حَتَّى إِذَا جِئْتَ بِأَبْهَا
وَ جَدْتَ بِهَا الْحُرَّاسِ فِي هَيْبَةِ الزُّرِّ
فَقُولِي لَهُمْ بَعْدَ التَّحِيَّةِ إِنِّي
لَفَدِطْتُ مِنْ هِنْدٍ إِلَى ذَالِكَ الْقَصْرِ
أُرِيدُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَهَلْ لِيَا
إِلَيْهِ دَلِيلٌ زَادَهُ اللَّهُ فِي الْقَدْرِ
تَرَيْنَ إِذَا قَصْرًا مَشِيدًا مُمَرَّدًا
وَ فِيهِ سَرِيرٌ مِنْ يَوَاقِيَتِ وَ الدَّرِّ

عَلَيْهِ أَمِيرُ الْمَلِكِ كَالْبَذْرِ طَالِعُ
حَوَالِيهِ دَاهُو الْفُرْسِ كَالْأَنْجَمِ الزُّهَرِ
إِذَا قَبِلِي أَرْضًا فَقُولِي تَحِيَّةً
عَلَيْكَ سَلَامُ اللَّهِ يَا طَيِّبَ النَّشْرِ
وَبَعْدَ سَلَامٍ تُرْجِمِي مِنْ قَصِيدَةٍ
مُعْطَرَةٍ بِالتَّهْنِئَاتِ وَ بِالْبَشْرِ
تَبَشِّرُ بِشَارَاتٍ تَهْنَأُ تَهَانِيًا
أَتَشْكُ بِهَا مِنْ رَبِّكَ أَلْسُنُ الدَّهْرِ
فَأَنْتَ بِلَاشِكٍ ضِيَاءُ لِمِلَّةٍ
وَ دِينَ بِهِ لَقِيتَ فِي دَفْتَرِ الْقَدْرِ
مُلَقَّبُكَ الرَّحْمَنُ يَا عَبْدَ رَحْمَةٍ
أَتُرْجِمُهُ فِي أَطْيَبِ النَّظْمِ وَ النَّشْرِ
خَدَمْتُ لِدَيْنِ اللَّهِ بِالسَّيْفِ وَ الْقَنَا
فَبُورِكْتَ فِي سَعْيٍ وَ ضَوْعِفْتَ فِي الْآخِرِ
عَلَيْكَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ تَطَلَّعْتُ
نَجُومَ الْهُدَى مِنْ مَّطْلَعِ الْفَتْحِ وَ النَّصْرِ
عَزَمْتُ عَلَى نَصْرِهِ إِلَّا لَهُ تَوَكُّلاً
عَلَيْهِ فَمَنْ بَارَاكَ أَلْقَى فِي السَّعْرِ
فَتَحَّتْ دِيَارُ الْكُفْرِ بِالسَّيْفِ وَ الْقَنَا
وَ أَعْلَنْتُ دِينَ اللَّهِ فِي مَوْطِنِ الْكُفْرِ
تَحَامَتِكَ أَيْدِي اللَّهِ عَنْ كُلِّ مَا كَرِ
تَحَامِيكَ شَرُّ اللَّهِ بِالْبَيْضِ وَ السَّمْرِ
أَضَعْتُ بُدُورَ الْمُفْسِدِينَ بِسَطْوَةٍ
قَطَعْتُ جُدُورَ الْغَادِرِينَ عَلَى الْأَسْرِ
بِعَزْمِكَ زَالَتْ لِلدَّوَامِ مِنْ أَرْضِكَ
لِبَالِي ظِلَامِ الْكُفْرِ وَ الْمَكْرِ وَ الْغَدْرِ
صَفَتْ بِكَ أَيَّامٌ وَ قَامَتْ عَدَالَةٌ

وَتَجَرِي مَحْدُودُ اللَّهِ فِي مَسْلَكِي وَغَرِ
بِرُعْيِكَ فِي شُعْبِ الْجِبَالِ تَرَعَّرَعَتْ
أَسْوَدُ الشَّرَى مَا هَابَهَا مَنْ بِهَا يَسْرِي
أَخَفَتْ قِطَاعَ الطَّرْقِ حَتَّى جَسُودُهُمْ
بِهَيْبَتِكَ الدَّهْيَاءِ تُرَعْدُ فِي الْقَبْرِ
بِأَرْضِكَ فِي الصَّحْرَاءِ يَسْرِي مُسَافِرٌ
مَصُونًا مِنَ الْقُطَاعِ بِالْمَالِ وَالتَّيْبَرِ
وَقَبْلَكَ تِلْكَ الطَّرْقُ كَانَتْ مِهَالِكَا
تُرَاقُ دِمَاءُ النَّاسِ فِيهَا بِلَا هَدَرٍ
نَفَيْتَ مِنَ الشُّجَارِ وَغَرَّ طَرَائِقِي
فَتَذَكَّرُ فِي الْأَطْرَافِ بِالْحَمْدِ وَالشُّكْرِ
فَوَاحِشَ مَا أَبْقَيْتَهَا فِي دِيَارِ كَا
مَمَحَوْتَ حُرُوفَ الزُّورِ وَالْعَهْرِ وَالْخَمْرِ
بِعِزِّكَ بَاهِي الْمُسْلِمِينَ تَفَاحِرًا
بِهِنْدٍ وَصَيْنٍ مِنْ عِرَاقٍ إِلَى مِصْرٍ
تَفَاحِرُهُمْ يَبْقَى بِعِزِّكَ دَائِمًا
وَيَحْفَظُكَ الرَّحْمَنُ مِنْ رَيْبَةِ الدَّهْرِ
مَحَبَّةً دَارٍ كَانَ فِيهَا أَكَابِرِي
وَذِكْرَايَ غَزْنِي هَيَّجْتَنِي عَلَى الشَّعْرِ
أَيَا وَطَنِي لَوْ كُنْتُ تَنْسِي لِأَهْلِهِ
فَلَمْ أَنْسَكَ الْأَزْمَانَ فِي النَّوْمِ وَالسَّهْرِ
وَكَيفَ وَفِينَا مِنْ كِرَامِكَ آيَةٌ
تَذَكَّرْنَا مَنْ مَرَّ فِي سَالِفِ الْعَصْرِ
إِلَيْهِ قُلُوبُ الْمُسْلِمِينَ تَشَوَّقَتْ
كَمَا اشْتَاقَ قَلْبُ الصَّائِمِينَ إِلَى الْفِطْرِ
تَرْفِي إِلَى الْحُسْنَى فَحَازَ مَعَالِيًا
وَدَارَ بُرُوجِ الْمَجْدِ كَالشَّمْسِ وَالْبَدْرِ
فَلَحَ كَنَجْمٍ فِي مَطَالِعِ نُرُوءِ

فِيَهْدِي بِهِ السَّارُونَ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
كَبَحْرِ لِبَادٍ يُرْسِلُ السُّحْبَ تُحْفَةً
وَيُغْنِي قَرِيبًا مِّنْ كُنُوزِ مِّنَ الدَّرِّ
كَمَا كَانَ فَخْرُ الْأَوَّلِينَ أَوَائِلُهُ
كَذَاكَ وَرَبِّي ذَالَنَا مَعْدِنِ الْفَخْرِ
يُنَبِّأُ أَهْلَ الْهِنْدِ مِنْ طَيْبِ أَصْلِهِ
وَحُسْنِ نَّبَاتِ الْأَرْضِ مِنْ كَرَمِ الْبَذْرِ
تُرَابُكَ يَا إِيْرَانُ مُحَمَّدٌ إِذْوَفا
أَبُوهُ هَمَّا يُؤْنَأُ بِضِيْعِي وَفِي عُسْمِ
وَقَائِعُهُمْ فِي أَرْضِ هِنْدٍ شَهِيْرَةٌ
وَدَارَتْ وَجْهَهُ الْأَرْضِ قُطْرًا إِلَى قُطْبِ
أَطَالَ إِلَهُ الْعَالَمِينَ بَنَاءَهُ
وَوَارِثُهُ يَحْيِي إِلَى مُنْقَضَى الدَّهْرِ
وَيَجْعَلُهُ كَاسِمٍ عَظَاءَ لِعَالَمٍ
وَيَحْفَظُهُ عَنْ كُلِّ شَرٍّ وَعَنْ بَمَكْرٍ

صَلَاةٌ هُوَ أَهْلُهَا ☆ اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ وَآلِ
مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
مُحَمَّدٍ وَاجْزِ مُحَمَّدًا مَا هُوَ أَهْلُهُ ☆ اَللّٰهُمَّ
رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ
رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمُنْزِلَ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ
وَالزَّبُورِ وَالْفُرْقَانِ الْعَظِيمِ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ
فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ
بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ
شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ

فَلَكَ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي
كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا
لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ لَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ
وَرَسُولِكَ صَلَاةً مُبَارَكَةً طَيِّبَةً كَمَا أَمَرْتَ أَنْ
نُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَسَلِّمَ تَسْلِيمًا ☆ اللَّهُمَّ صَلِّ
عَلَى مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ صَلَاتِكَ
شَيْءٌ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ
رَحْمَتِكَ شَيْءٌ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا
يَبْقَى مِنْ بَرَكَاتِكَ شَيْءٌ ☆ اللَّهُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ وَأَفْلِحْ وَأَنْجِحْ وَأَتِمِّمْ وَأَصْلِحْ وَزِدْكَ وَارْبِحْ
وَأَوْفِ وَأَرْجِحْ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ وَأَجْزَلَ الْمَنْعِ وَ
التَّحِيَّاتِ عَلَى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلِّ اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلِّمْ الَّذِي هُوَ فَلَاقُ صُبْحِ أَنْوَارِ الْوَحْدَانِيَّةِ وَ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ

حیال کو فراموش نہ کرے

اپنی اولاد، والدین خود اپنی جان اور تمام لوگوں سے زیادہ

ولاء والدین و اولاد و نفس

محبت سے محبت نہ رکھتا ہو (حدیث شریف)

والسائر جمع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انجمنِ تحریکِ ہندو متقا لاہور

اصول جو تبدیل نہیں ہو سکتے

(الف) اس انجمن کے ہر ایک کالم میں اتباعِ شریعت مجتہد
مصطفوی علیہ صلاۃ و آلالہ و التحیۃ والسلام حسب مذہب
ضیف حنفی لازم ہوگا۔

(ب) مجموعہ عقائد مرتبہ انجمن ہذا کی پابندی ہر ایک رکن
پر لازم و واجب ہوگی۔

مقاصد انجمن

(۱) حنفیہ کرام بالخصوص علمائے حنفیہ حنفی کی جماعت کو ترقی
دینا اور عقائد اعمال حنفیہ کی تعظیم کا انتظام کرنا۔

(۲) تبلیغ اسلام بقید مذہب حنفی۔

(۳) اہل سنت و جماعت مسلمانوں میں دینی اتحاد پیدا
کرنا۔

(۴) سیاسی امور سے علیحدہ رہ کر دینی سنت و جماعت

کے دینی مفاد کے لئے گورنمنٹ کی خدمت میں حسب
ضرورت وقتاً فوقتاً مؤیدانہ گزارشات اور ان کے خیالات
کی نیابت کرتا اور جو احکام گورنمنٹ کی طرف سے
کسی دینی معاملہ کے متعلق آئیں۔ ان کو اپنی رسائی
تک شائع کرنا۔

عملی تجاویز

مندرجہ بالا مقاصد کی تکمیل کے لئے جب
گنجائش تجاویز ذیل عمل میں لائی جائیں گی ،
(الف) ایک حنفی دارالعلوم کا قائم رکھنا اور اس کے متعلق
ہند کے مختلف حصوں میں مروات و زمانہ مدارس کا جاری
کرنا۔ اور موجودہ حنفی مدارس کو دارالعلوم کے متعلق
کرنا۔ اور سب مدارس میں یکساں نصاب اور تعلیم و
تربیت کا انتظام کرنا۔
(ب) ایک دارالافتاء کا قائم رکھنا۔
(ج) اہل سنت و جماعت کے مکہ خاندانوں کا قائم کرنا۔
(د) اسلامی کتب خانوں کا قائم کرنا اور موجودہ حنفی
کتب خانوں کو تقویت دینا۔
(لا) ماحظوں اور سفروں اور تصنیفات و تالیفات اور
رسالوں اور فتووں وغیرہ کے ذریعہ تبلیغ احکام اسلام
باتباع مذہب حنفیہ کرنا اور مقاصد اور مقاصد اور
کارروائی ٹائے انجمن کی اشاعت کرنا۔

قواعد انجمن - نظام ترکیبی

- (۱) اس انجمن کا نام انجمن نعلانیہ ہند ہوگا - اور اس کا صدر مقام لاہور ہوگا +
- (۲) ہر ایک شخص اس انجمن کی اعانت کر سکتا ہے - بشرطیکہ اسکا دل شرعاً لینا جائز ہو +
- (۳) ہر ایک ضعیف حنفی جو مجموعہ عقائد پر دستخط ثبت کر دے - بعد منظوری مجلس شوریٰ انجمن کارکن قرار دیا جائیگا +

عہدہ داران اور اون کے فرائض

(۴) ایسے معزز مقتدر اُمراء و رؤساء و جاگیردار و نواب صاحبان اہل اسلام جو بوجہ فیاضی و وجاہت کے ممتاز ہوں ان کو انجمن اعزازی طور پر اپنا مربی یا نائب مربی مقرر کر سکتی ہے +

(۵) انجمن ہذا میں مندرجہ ذیل عہدہ دار ہونگے :-

(الف) - صدر انجمن (ب) - دبیر انجمن

(ج) - مشیر مال (د) - خزانچہ

(ه) - محکم حسابات - (و) - ناظم التعليم

(ز) - مدیر رسالہ موقت الشیوخ -

عہدہ داران بالا اداکین میں سے پہلی دفعہ کثرت رائے کے مطابق منتخب کئے جائینگے

عموماً یہ عہدہ دار اعزازی طور پر کام کریں گے - مگر جب کوئی خاص ضرورت متقاضی ہو - تو عہدہ دار منتخب خواہ دار

بھی ہو سکتے ہیں اور ایک ہی شخص کو بصورت ضرورت
کسی دوسرے عہدہ دار کا کام سپرد کیا جاسکتا ہے
لیکن تین سے زیادہ عہدوں کا کام نہ دیا جائے گا۔
اگر کوئی اعزازی عہدہ دار کسی اشد ضرورت کے باعث
کار متعلقہ کے انجام دینے سے میعاد موقت کے لئے
معذور ہو۔ تو وہ اپنا کام کسی عہدہ دار کو جسے وہ پسند
کے ان ایام کیلئے بذریعہ تحریر بقید بلا سپرد کر سکتا
ہے۔ نیز اسکی تحریری اطلاع و میراجمن کو بھی
بھیج دے۔ تاکہ مجلس شوریٰ کے اشدہ جلسہ میں
پیش ہو سکے۔

تنبیہ اول۔ مجلس شوریٰ میں جب کسی کسی عہدہ دار
عہدہ دار کی نسبت کوئی تجویز پیش ہو تو وہ خود جلسہ
میں موجود نہ رہ سکیگا۔

تنبیہ دوم۔ اجمن ہذا کے کسی عہدہ دار کو یہ اختیار نہ
ہوگا۔ کہ وہ کسی دوسری اجمن میں جو لحاظ مقاصد اجمن
ہذا کے مقابل یا کلیتہً یا جزئیہً اس کے مخالفت ہو کوئی
عہدہ قبول کرے۔ ورنہ اجمن ہذا کے عہدہ سے علیحدہ منظور
ہوگا۔

الفت صدر اجمن کا کام جلسے میں امن قائم رکھنا اور خارج
از بحث گفتگو کو روکنا۔ اور ذاتیات کی بحث سے بچانا ہوگا۔
جو امور پرچہ اطلاع میں درج ہوں دوران جلسہ میں سوائے
صوت خاص کے انکے بترتیب پیش کرانیکا التزام رکھنا ہوگا۔
نیز صدر مذکور اجمن کو ہر ایک شخص کے کاروبار اور

اس کے طریقہ عمل سے واقعہ رہنما لازم ہوگا۔ اور
اس کے متعلق جو اصلاح ان کے نزدیک ضروری ہو اس
کو بذریعہ تحریر مجلس شورائے میں پیش کرنا ہوگا۔
کتب حسابات و ماہوار پر صدر کے دستخط ثبت ہونے ضروری
ہوں گے۔

۱۔ دبیر انجمن کا کام جنوں کی اطلاعیں جاری کرنا۔ نوڈل
ہائے جملہ لکھنا یا لکھوانا اور سنسنانا اور جیسے میں امور
متعلقہ کو پیش کرنا۔ اور منجانب انجمن ہر قسم کی خط و کتابت
کرنا ہوگا۔ تمام عہدہ داروں کی تحریرات جو بنام انجمن یا
منجانب انجمن ہوں۔ اسی کی وساطت سے آیا جائے کہ انکی
دفتر انجمن کی ترتیب و ردی اور اس کی نگرانی اور نیز ملازمین
دفتر و سفیران و مامورین کے کام کی نگرانی اس کے ذمہ ہوگی
انجمن کی طرف سے یا انجمن کے خلاف جو مقدمات ہوں۔ ان
میں منظور مجلس شورائے وہ منجانب انجمن پیروی و
جوابدہی کا مجاز ہوگا۔ اور جو معاہدات انجمن کی طرف سے
یا انجمن کے حق میں ہوں۔ وہ بھی باجائز مجلس شورائے
اسی کے نام سے بحیثیت عہدہ ہوں گے۔ مگر ان میں اس
کی ذاتی ذمہ داری نہ ہوگی۔ تمام کاغذات و دستاویزات
متعلق حقوق جائداد انجمن اس کی تحویل میں رہیں گی۔
کتب امدادات حساب و کتاب مامانہ پر اس کے دستخط ضرور
ہوں گے۔

طلباء دارالعلوم و تلمیذ کی تربیت اور محنت اور پمادش
اور خدایک پو خاک اور سامان رہائش کی نگرانی کرنا۔ اور

تمام اشیاء دارالاقامہ و دارالیتلے سب اس
کی تحویل میں ہوں گی۔ وہ دعوتوں اور ان تمام
اشیاء کی جو تمہیکاً طلبہ کے لئے دی جائیں۔ رسید دیا
کرے گا۔ اور تمام ملازمان دارالاقامہ و دارالیتلے
کے کام کی نگرانی اس کے ذمہ ہوگی۔

(ج) مشیر مال کا کام ہر قسم کے حسابات جمع خرچ کا رکھنا
اور جن اشخاص کے ذمہ انجمن کا باقی مطالبہ ہو۔ ان
کے نام خطوط تقاضا جاری کرنا۔ اور ہر ایک قسم کا بل
متعلق اخراجات انجمن جو کوئی عہدہ دار انجمن تیار کرے
اس کے پاس بھیجے۔ اسپر اپنے دستخط کے اس کا
روپیہ خزانچی انجمن سے دلوانا۔ اور ہر قسم کا زر
نقد و اشیاء دیگر جو اس کی وساطت سے انجمن میں
آویں۔ ان کو بلا توقف خزانچی یا افسر متعلق کے پاس
جمع کرو اور ایک رسید زر موصولہ جو اس کی اور
خزانچی کے دستخطی ہو۔ اور رسید اشیاء جسپر اس کے
اور افسر متعلق کے دستخط ثبت ہوں۔ معطین کو
ارسال کرنا ہوگا۔ اور کل حساب کتاب جو اس کے متعلق
ہوگا۔ اس کی صحت کا وہ ذمہ دار ہوگا۔ سالانہ جلسہ
سے پیشتر آئندہ سال کا تخمینہ آمد و خرچ انجمن
تجویز کر کے پیش کرنا اور ہر مہینے میں ایک دفعہ مجلس
شورے میں مفصل حساب ماہواری پیش کرنا بھی اسی
کا کام ہوگا۔

(د) خزانچی انجمن کا کام ہر قسم کے زر نقد متعلقہ انجمن کو

جو مشیر مال کی وساطت سے اس کے پاس پہنچے۔ اپنی
حیل میں رکھنا اور اس کی رسید پر دستخط کرنا۔ اور جو
چیک مشیر مال کے دستخطی اس کے پاس پہنچے۔ اس کا روپیہ
ادا کرنا ہوگا۔ وہ کوئی رقم بغیر دستخط مشیر مال کے جمع
یا خرچ کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

(۸) مختصر حسابات کا کام کم از کم مہینے میں ایک دفعہ مکمل
حسابات انجمن کی جو خواہ کسی عہدہ دار کی تاویل میں
ہوں۔ جانچ پڑتال کر کے ان کی صحت کی تصدیق میں
اپنے دستخط ثبت کرنا اور جو نقص طریق حساب میں
معلوم ہوں۔ ان کو بوساطت دبیر انجمن مجلس شوریٰ

کی خدمت میں پیش کرنا ہوگا۔
(۹) ناظم التحصیل کے متعلق انجمن کی مکمل جائداد منقولہ
متعلقہ صیغہ تعلیم کی نگرانی ہوگی۔ اور صیغہ تعلیم کے
کل معاملات متعلق انتظام تعلیم اور نصاب اور امتحانات
کا انعقاد ملازمان صیغہ تعلیم کی تقرری۔ معطلی۔ معزولی
بکالی کی رپورٹ کرنا۔ اور کل طلباء کا او خال و سزا و
اخراج اور تقریر وظائف کا اہتمام ہوگا۔ اور تمام
فتوے صادر شدہ انجمن پر اسکے دستخط ثبت ہوا کریگے۔
کتب خانہ انجمن کی حفاظت اور نگرانی کرنا اور جو تکالیفات
و تصنیفات انجمن کی طرف سے ہوں ان کی صحت اور
درستی کا اہتمام و نگرانی رکھنا۔ اور کتابوں کی خرید و فروخت
اور ان کو با ترتیب رکھنا اور ان کی چھپائی و تیار
اشاعت اور ان کی اجرتوں یا محنتوں کے لینے دینے

کا اہتمام کرنا اور نگرانی رکھنا اور اس ضابطہ کے مطابق
کے کام کی نگرانی اس کے ذمہ ہوگی۔ جو کتابیں انجمن کے کتب خانہ کے لئے بھجوانے یا عاریتی
کہیں سے بذریعہ مشیر مال اس کے پاس آئیں سوہ بھی
اسی کی تحویل میں ہوں گی۔ جو کتابیں کتب خانہ انجمن سے قواعد ضمنی عاریتاً
دیجائیں اس کا رجسٹر رکھنا اور واپس وصول کرنا اور
کتب خانے کی مکمل فہرست موجود رکھنا اسی کا کام ہوگا
۲۔ مدیر رسالہ یا اخبار موقت الشیوع کا کام اخبار یا
رسالہ کے مضامین کا ترتیب دینا اور مشیر مال سے
آمد و خرچ کے حسابات لے کر اور دارالافتاء سے صادر
شدہ فتوے حاصل کر کے ان کو پرچہ میں درج کرنا
اور کتب فروختی اور ضرورت پڑنے پر انجمن کے اشتہارات
اور اصلی مضامین و کتب موصولہ پر اپنی جوابدہی کے
مطابق تقریظیں درج کرنا اور اس کی کتابت اور چھپائی
اول صحت اور مضمون نویسی کا انتظام و اہتمام کرنا ہوگا
اور اس کو ایسے رسالہ یا اخبار کی چھپائی کی تعداد مقرر
کرنے اور اس کے متعلق جمیع اخراجات کی نسبت اور ان
اشخاص کے تعین کی بابت جن کے نام رسالہ جاری کیا
جاوے۔ اختیار ہوگا۔

مجلس شوریٰ

(۶) کل عہدہ داران انجمن کا نام مجلس شوریٰ ہوگا۔

- البتہ مجلس شورے کو اختیار ہوگا کہ اگر ضرورت ہو تو اراکین انجمن میں سے کسی کو اپنے ساتھ شریک کرے۔
- (۷) جب کوئی عہدہ خالی ہو جائے تو مجلس شورے اسی کثرت رائے سے کسی قابل شخص کو مقرر کر سکے گی۔
- (۸) تمام عہدہ داروں کے احکام اور رپورٹیں ہمیشہ تحریری ہوں گی۔ امدان تمام تحریرات کا مجلس شورے کے سب سے پہلے جلسے میں جو ان تحریرات کے بعد منعقد ہوگا۔ پیش کرنا۔ دبیر انجمن کا فرض ہوگا۔ مگر ان رپورٹوں کے متعلق مزید حالات کے تذکرہ اور تصریح کرنے کا حق سب سے پہلے اس عہدہ دار کو ہوگا۔ جس کی وہ رپورٹ ہو۔
- (۹) تمام عہدہ داران اپنے فرائض و اختیارات میں مجلس شورے کے احکام کے پابند ہوں گے۔ اور ان احکام کی تعمیل بلا توقف ان پر لازم ہوگی۔
- (۱۰) مجلس شورے کو اختیار ہوگا کہ انجمن کے کاروبار کے با ترتیب چلانے اور ہر ایک صیغہ کے متعلق صحت اور عمدگی سے حکم کرنے کے لئے ایسے ضمنی قواعد مرتب کرنے جو قواعد ہذا سے متضاد یا متناقض نہ ہوں اور ایسے قواعد ہر طرح سے جائز اور واجب التعمیل ہوں گے۔
- (۱۱) مجلس شورے کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ حسب تقاضائے وقت عہدوں کی تعداد میں توسیع کیے اور اس کے مطابق کام کو تقسیم کرے۔

(۱۳۱) مجلس شورے کا اجلاس زیادہ سے زیادہ پندرہ دفعہ ہوا کرے گا۔ مجلس شورے کے اراکین میں سے پانچ کس کی حاضری انعقاد جلسے کے لئے کافی متصور ہوگی۔

(۱۳۲) انجمن عام کا اجلاس سال بھر میں ایک دفعہ منعقد ہوگا۔ مگر حسب ضرورت مجلس شورے دوران سال میں بھی ایسا اجلاس جب چاہے طلب کر سکتی ہے۔ گیارہ ارکان کی موجودگی کا روائی کے لئے کافی متصور ہوگی۔

(۱۳۳) مجلس شورے کا ہر ایک فیصلہ کثرت رائے پر ہوگا لیکن جو معاملہ کسی خاص فن کے متعلق ہو۔ اس کے لئے اس خاص فن کے لوگوں کو منتخب کر کے جکی تعداد تین سے کم نہ ہو۔ ایسی رائے حاصل کی جائیگی۔ اور کثرت رائے کا اصول وہاں بھی ملحوظ رہیگا۔ اس امر کے متعلق ان کی تجویز کو مجلس شورے تسلیم کرے گی۔ بشرطیکہ کسی خاص اصول کی مخالفت نہ ہوتی ہو۔

(۱۳۴) بصورت موجودگی صدر اس مجلس کا صدر بھی وہی ہوگا۔ اور بصورت عدم موجودگی اس کے مجلس کثرت رائے سے کسی کو اپنے میں سے صدر تجویز کر سکتی ہے۔

(۱۳۵) ہر ایک عہدہ دار کو اختیار ہوگا۔ کہ اپنے عہدہ سے استعفاء داخل کرے لیکن شرط یہ ہے۔ کہ استعفاء دینے سے کم از کم ایک ماہ پیشتر بتدیہ

و میرا انجمن مجلس شورے کو اطلاع دے کہ وہ ایک ماہ کے بعد اپنے عہدے کو چھوڑنا چاہتا ہے اس میعاد کے بعد اس کا استعفاء منظور سمجھا جائیگا۔ خاص ناگہانی حالات یا اشد ضرورتوں کی حالت میں بہ منظوری مجلس شورے اس ایک ماہ کی میعاد میں کمی بھی ہو سکتی ہے۔

(۱۷) مجلس شورے کو اختیار ہوگا۔ کہ کسی عہدہ دار کی طرف سے مجموعہ عقاید و قواعد کی صراحتاً یا ضمناً مخالفت ہونے یا انجمن کی تخریب و نقصان رسانی کا کوئی صریح یا ضمنی عمل ہونے یا کار متعلقہ کو پوری طرح سے سرانجام نہ دینے یا پانچ اجلاس میں غیر حاضر رہنے کی حالت میں اس کو اس کے عہدے سے علیحدہ کر دے۔

(۱۸) جو امور کسی جلسے میں اراکین جمع شدہ کی کمی تعداد کے سبب سے ملتوی کئے گئے ہوں۔ وہ ایسے آئندہ جلسے میں فیصلہ ہو سکیں گے۔ جس میں بصورت مجلس شہورے تین اراکین اور بصورت انجمن عام سات اراکین موجود ہو جائیں۔

مالی معاملات

(۱۹) جو چندہ اس انجمن میں آئے اور بلا تخصیص ہو وہ انجمن کے عام اغراض میں صرف ہو سکے گا۔

مندقات واجبه (لذکوہ - فطر - مذکور شریعہ
کفارات) کا حساب صاف طور پر علیحدہ رکھا
جائے گا۔ جو طلباء کی خوراک پوشاک بطور
ٹیک کے سوا کسی اور کام میں صرف نہ کیا
جائے گا۔ طلباء کو مطالعہ کے لئے ٹیل بٹی اور صابون
وغیرہ کے لئے جو کچھ نقد دیا جائے وہ بھی اسی
میں تملیک دیا جائے گا۔ تعمیر جہاد کے لئے جو
چند وصول ہو وہ انہی اغراض میں صرف ہوگا۔
مندقات مائلہ و جبراب جو قربانی - نولینہ نکاح
عقیقہ - تختہ وغیرہ کی تقریبات سے وصول ہوں
وہ عام تعلیمی اغراض میں صرف ہوتے رہیں گے۔
اور ہر ایک مند کا حساب علیحدہ علیحدہ موجود
رکھا جائے گا۔ یعنی معطل کی ہدایات کی تعمیل
بلا استشار انجمن کے ذمے لازم ہوگی
اور منصب وکالت پوری طرح سے ادا
کیا جائیگا۔

(۲۰) کتب حسابات ہر قسم کو علاوہ منتخب حسابات
کے اراکین انجمن بھی جب چاہیں باجارت مند
وقت میں ملاحظہ کر سکیں گے۔ اور جو نقص اُن
کی رائے میں انجمن کے کسی معاملہ میں ہوں
اُن کی اطلاع دبیر انجمن کو دیں اور لازم
ہوگا کہ ایسی تحریرات مجلس میں پیش ہوں۔

مجلس اُمنّا

(۲۱) مجلس شورے کے عہدہ داران بحیثیت مجموعی انجمن کی کل جائداد غیر منقولہ و منقولہ کے امین ہونگے۔

(۲۲) اگر کوئی رکن قواعد انجمن کے خلاف کسی قسم کا کوئی معاہدہ یا اختیار کسی شخص کے ساتھ کریگا تو اس کی کوئی ذمہ داری انجمن یا جائداد انجمن پر عائد نہ ہوگی۔

(۲۳) انجمن کی جائد منقولہ و غیر منقولہ کے کسی قسم کا انتقال مجلس اُمنّا کے جمیع اراکین کے پورے اور مجموعی اتفاق رائے کے سوا نہ ہو سکیگا۔

(۲۴) مجلس شورے و اُمنّا کے ساتھ جو خط و کتابت ہوگی۔ وہ دبیر انجمن ہی کے ذریعہ سے ہوگی۔

مشققات

(۲۵) (الف) عام معاملات ذیل غور میں صرف فیصلہ شرعی کی تعمیل کرنی ہوگی مجلس شورے یا مجلس عام ہرگز اسکے خلاف کرنے کی مجاز نہ ہوگی۔
(ب) صرف مباح معاملات میں مجلس شورے اور مجلس عام کو اختیار ہوگا۔ کہ اپنے فیصلہ کو کثرت

(۲۶) اس انجمن کے کل حسابات محض و کتابت وغیرہ میں

سال بھری۔ تاریخ قمری تقید یوم رکھا جائے گا

اور مطابقت کے لئے تاریخ مروجہ بھی لکھی جائیگی۔

(۲۷) کوئی عہدہ دار انجمن۔ انجمن کے کسی کام میں جو

ذاتی منافع از قسم اجرت یا ٹھیکہ وغیرہ کا ہو۔ براہ

راست یا کسی وساطت سے تعلق رکھنے کا مجاز

نہ ہوگا۔

(۲۸) انجمن لحاظ فیڈر ہند لاکھور کی وہ تجاویز

معاملات۔ روٹداد ملے وغیرہ جو سابق میں طے

ہوئیں۔ اور بعد میں مسترد نہ ہوئیں۔ وہ سب نافذ

سمجھی جائیں گی۔ فقط۔

مکتوبہ

یکم شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ



- ۲- جناب سردار محمد سلیمان خان صاحب 'شاہ عالی نظامی
 - ۳- جناب سردار محمد فتح خان صاحب 'کو تو ال کابل
 - ۴- جناب سردار علی احمد جان صاحب 'شاہ عالی ملکی
 - ۵- جناب سردار محمد یوسف خان صاحب 'عمدہ دار افغانستان
 - ۶- جناب برگیدیز سردار محمد قادر خان صاحب 'عمدہ دار افغانستان
 - ۷- جناب سردار محمد عالم خان صاحب 'عمدہ دار افغانستان
 - ۸- سردار محمد غزیر خان صاحب 'عمدہ دار افغانستان
 - ۹- جناب سردار محمد ہاشم خان صاحب 'عمدہ دار افغانستان
 - ۱۰- جناب سردار احمد شاہ خان 'عمدہ دار افغانستان
 - ۱۱- جناب سردار محمد خان صاحب 'عمدہ دار افغانستان
 - ۱۲- برگیدیز جنرل سردار گل محمد خان 'سفیر افغانستان در ہند
- اس واقعہ کے بعد انجمن نعمانیہ نے بادشاہ افغانستان کو قاری میں ایک عرضداشت پیش کی جس میں حکومت افغانستان کو انجمن کے لیے مالی امداد کی درخواست کی گئی۔ ہم اس عرضداشت کو ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت سے اپنے ریکارڈ میں محفوظ کرتے ہوئے اپنے ناظرین کی خدمت میں لاتے ہیں۔

والی کابل امیر حبیب اللہ خان کے دربار میں انجمن نعمانیہ کا وفد

انجمن نعمانیہ لاہور کا ایک وفد امیر حبیب اللہ خان والی سلطنت افغانستان کے دربار میں کابل پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سارے ہندوستان میں انگریزی اقتدار تھا مسلمانوں کے معاشی حالات نہایت ہی پریشان کن تھے۔ ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ کو مالی مشکلات کا سامنا تھا۔ اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا کہ والی افغانستان امیر حبیب اللہ خان سے وظائف کی استدعا کی جائے۔ چنانچہ علماء کے اس وفد کے ساتھ انجمن نعمانیہ کے ناظم اعلیٰ حکیم مفتی سلیم اللہ اور ناظم تاج الدین احمد کے دستخطوں سے ایک عرضداشت روانہ کی گئی۔ یہ عرضداشت سنہری حروف سے لکھ کر دربار کابل میں روانہ کی گئی تھی جس کی ایک نقل انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ میں ابھی تک محفوظ ہے۔ ہم اس عرضداشت کو ایک تاریخی

دستاویز خیال کرتے ہوئے نقل کر رہے ہیں:

”اس عرضداشت کو دربار کابل میں پیش کرنے کے لیے انجمن نعمانیہ لاہور کے سیکرٹری تاج الدین احمد وکیل چیف کورٹ پنجاب اور دبیر انجمن نعمانیہ لاہور نے ایک خط بنام جناب سردار محمد خان صاحب سفیر افغانستان کو لکھا تاکہ یہ عرضداشت بادشاہ افغانستان کے افسر خاص کی خدمت میں پیش کی جاسکے۔

ملا شور بازار افغانستان کی انجمن نعمانیہ میں آمد

شیخ فضل عمر نور المشائخ المعروف حضرت آغا شیر صاحب کابلی دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں پانچم جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ یکم دسمبر ۱۹۵۷ء دارالعلوم نعمانیہ میں افغانستان سے تشریف لائے۔ آپ نے دو گھنٹہ تک دارالعلوم کے نادر کتب خانہ کا معائنہ فرمایا اور اپنے قلم سے یہ تحریر ثبت فرمائی۔

”نقل تحریر حضرت والا مناقب شیخ فضل عمر صاحب الخطاب بنور المشائخ عرف حضرت آغا شیر صاحب کابلی، اولاد امجاد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بوقت معائنہ دارالعلوم نعمانیہ ہند لاہور واقع پانچم جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۵۷ء جب کہ حضور ممدوح نے دو گھنٹہ سے زائد تک ہر ایک شعبہ دارالعلوم کو اور کتب حساب وغیرہ و کتاب خانہ و دارالافتاء کا مفصل بذات مبارک خود ملاحظہ فرمایا کر اطمینان کر لیا اور بدست مبارک خود کتاب معائنہ میں ذیل کی تحریر درج فرمادی۔“

دبیر انجمن نعمانیہ ہند لاہور

الحمد لله نعماته والصوة والسلام علی سیدنا محمد والہ اما بعد
این فقیر قلیل البضاعت کمترین درویشان مجددیہ الحقیر فضل عمر تحریر میدرام کہ
یوم پنجشنبہ ۵ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ ہجری حسب الدعوت جناب فضائل ہمراہ
عالم باعمل مولوی تاج الدین صاحب مؤسس مدرسہ مبارکہ نعمانیہ حاضریدرسہ
مبارکہ شدم اولاً شکریہ آں نعمت را بیان مے نمایم کہ الحمد للہ ہنوز استیجائیں
اشخاص در اسلام موجود اند کہ چنین توهمات کافی در نشر علوم دینی و تقویت
مذہب مہذب حنفی مینمایند حق سبحانہ تعالیٰ زیادہ توفیق برائے جناب مؤسس

موصوف و باقی اراکین مدرسہ عنایت فرمائیے۔ ثانیاً لوازمات مدرسہ از قسم کتب خانہ و دارالتدریس وغیرہ

غزالی زماں مولانا احمد سعید کاظمی دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں

دارالعلوم نعمانیہ کے ریکارڈ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ حضرت مولانا احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۲۷ء کو امرہہ انڈیا سے لاہور پہنچے تو دارالعلوم کی شہرت سن کر خود بخود حلقہ تدریس میں آ بیٹھے۔ اتفاقاً اس وقت دارالعلوم نعمانیہ کے ایک سینئر استاد طلباء کو فلسفہ اور منطق کی کتابوں کی تدریس فرما رہے تھے۔ مولانا کاظمی بھی طلباء کے حلقہ میں بیٹھے استاد کی گفتگو سنتے رہے۔ جب فارغ ہوئے تو آپ نے استاد گرامی کے سامنے بعض نکات پر کچھ وضاحتیں طلب کیں۔ استاد کی وضاحت پر حضرت علامہ کاظمی نے گفتگو کی اور کچھ نکتے اٹھائے تو استاد مکرم نے اس نووارد نوجوان کے اٹھائے ہوئے نکات کو غور سے سنا۔ بڑے خوش ہوئے۔ انجمن کے دفتر میں لے گئے اور ناظم نعمانیہ کے سامنے آپ کی ذہانت اور نکتہ سنجی کی تعریف کی۔

اس استاد نے انجمن نعمانیہ کی انتظامیہ سے سفارش کی کہ اگر یہ نوجوان ہمارے اساتذہ کی ٹیم میں آ جائے تو بڑی مفید بات ہوگی۔ اراکین نعمانیہ نے بھی حضرت کو مسند تدریس پیش کی جو آپ نے قبول فرمائی۔ چنانچہ آپ نے یکم ذوالحجہ ۱۳۴۱ھ کو چارج سنبھال لیا اور ۱۳۴۲ھ کے آخری ماہ تک نعمانیہ میں رہے۔

حضرت مولانا کاظمی نے دارالعلوم نعمانیہ کے اسی سال کے سالانہ جلسہ میں تقریر کی۔ یہ جلسہ موچی دروازہ کے باغ میں منعقد ہوا تھا جس میں پنجاب اور ہندوستان بھر سے علماء کرام تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس اجلاس کی صدارت علامہ اقبال نے کی حضرت علامہ کاظمی نے عشق رسول پر اتنی عالمانہ اور والہانہ تقریر کی کہ سارا مجمع جھوم جھوم گیا۔ آپ کی زبان حسن بلاغت کے پھول بکھیر رہی تھی۔ پھر موضوع عشق رسول تھا۔ اہل علم و فضل عشق کر اٹھے۔ علامہ اقبال اٹھے تو حضرت کا سرچوم لیا اور بھری محفل

میں کہا مولانا کاظمی کی تقریر سن کر ایمان تازہ ہو گیا۔

مرلی انجمن نعمانیہ سجادہ نشین تونسہ شریف کی رحلت

سجادہ نشین تونسہ شریف اور دربار سیال شریف نے ہمیشہ انجمن نعمانیہ کی سرپرستی کی۔ خواجہ محمد حامد خاں سجادہ نشین تونسہ شریف ۱۹۳۱ء مطابق ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ عالم قانی سے عالم جاودانی کا سفر اختیار کر گئے۔ خواجہ محمد حامد خاں کی رحلت کی خبر کو انجمن نعمانیہ کے ماہواری رسالہ (جلد ۲۵، شمارہ ۵) میں ”واقعہ فاجعہ“ کے نام سے چھاپا۔ اور انجمن نعمانیہ لاہور کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا اور پیغمبر اشعلہ اظہار غم میں شائع کیے۔

۱۹۳۱ء تک انجمن نعمانیہ کے اکثر سالانہ جلسے موچی دروازے کے باغ میں ہوا کرتے تھے۔ ان جلسوں میں ملک کے گوشے گوشے سے مقتدر علماء کرام اور خطباء شرکت کرتے اور اپنے خیالات سے آگاہ فرماتے۔ انجمن نعمانیہ کے تعارف (مطبوعہ انجمن نعمانیہ لاہور ۱۹۹۰ء) میں سید نور محمد شاہ قادری مرحوم نے مقدمہ میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ۱۹۳۱ء میں موچی دروازہ کے باغ میں انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ ہوا۔ جس میں علامہ اقبال صدر جلسہ تھے۔ آپ نے اپنے کلام سے بھی حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ اسی جلسہ میں حضرت مولانا احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے زبردست تقریر کی۔ علامہ کاظمی نے علامہ اقبال کے عشق رسول پر اپنے تاثرات دیتے ہوئے بتایا کہ آپ کے دل میں عشق رسول کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ میری تقریر کا موضوع ”محمد رسول اللہ“ تھا۔ میں نے حضور کی بارگاہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تو میری نگاہ صدر جلسہ علامہ اقبال پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھیں اشکبار ہیں۔ اختتام جلسہ پر مجھے فرمانے لگے آج عشق رسول کی روحانی غذا مل گئی ہے۔ اب میرا دل کچھ عرصہ تک زندہ رہے گا۔

جون ۱۹۳۱ء مولانا احمد سعید کاظمی دارالعلوم نعمانیہ میں استاد تھے۔

آپ نے اسی دوران اپنا مشہور رسالہ ”تبیح الرحمان“ لکھا اور چھپوایا جس کے دو نسخے اپنے دستخطوں سے مزین دارالعلوم کی لائبریری میں رکھے۔

ماہنامہ ”المجدد“ بریلی کا اجراء

دارالعلوم نعمانیہ کے اراکین اور اساتذہ نے بریلی شریف سے نکلنے والے ماہنامہ ”المجدد“ کے اجراء پر بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ یہ رسالہ سید حبیب احمد محسنی صاحب کی زیر ادارت نکلا تھا اور شاہ احمد رضا خان بریلوی کی زیر نگرانی شائع ہونا شروع ہوا۔ یہ رسالہ اہل علم میں بڑا مقبول ہوا تھا اور انجمن نعمانیہ نے اس کی خصوصی پذیرائی کی۔

نواب آف ممدوٹ انجمن نعمانیہ میں

انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ ۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء کو منعقد ہوا۔ یہ جلسہ منفرد اور تاریخی حیثیت کا حامل تھا۔ کیونکہ کہ اس جلسہ کی صدارت نواب آف ممدوٹ سر شاہ نواز خاں والی ریاست ممدوٹ نے کی۔ ان کے جواں سال بیٹے نواب افتخار حسین آف ممدوٹ جو پاکستان بننے کے بعد پنجاب کے چیف منسٹر منتخب ہوئے تھے اس وقت دینی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ اپنے والد کی رفاقت میں جلسہ گاہ میں موجود تھے۔ جب انہوں نے علماء کرام کی موجودگی میں مختصر سی تقریر کی تو لوگوں نے اسے بے حد سراہا کہ ایک نواب زادہ دینی سٹیج پر شاندار تقریر کر رہا ہے۔ اس اجلاس میں حضرت مولانا

یار محمد فریدی گڑھی اختیار خاں، ریاست بہاول پور، مولانا ظہور احمد بگوی بھیروی، میاں قمر الدین مجددی رئیس اچھرہ لاہور، حضرت پیر حافظ جماعت علی شاہ علی پوری کے صاحبزادہ سید محمد حسین علی پوری (جو نعمانیہ سے دستار فضیلت حاصل کر کے فارغ ہوئے تھے) مولانا کرم الدین ساکن بھیس (چکوال) حضرت مولانا امام الدین کوٹلی لوہاراں خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تھل بریلوی نے تقاریر کیں۔ جب کہ ابوالاثر حفیظ جالندھری۔ پنجابی شاعر استاد گام، استاد فیروز الدین جیسے شعراء نے اپنا اپنا کلام سنایا۔

دارالعلوم نعمانیہ کی منتقلی کے لیے ایک تجویز

انجمن نعمانیہ لاہور میں ۱۹۳۷ء کو بد نظمی اور عمدہ داراں انتظامیہ کی بے حسی کی وجہ سے انحطاط رونما ہوا تو تعلیمی نظام پر بھی بڑا اثر پڑا۔ چنانچہ اس صورت حال کو درست کرنے کے لیے چند احباب نے ایک رپورٹ مرتب کی۔ جس میں تمام صورت حال نقصان دہ اسباب اور دوسرے عوامل کا جائزہ لیا گیا۔ اس تفصیلی رپورٹ کی طباعت کر کے تمام مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا تاکہ دردمند حضرات اس انجمن اور دارالعلوم کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے آگے بڑھیں اور اپنی خدمات پیش کریں۔ یہ رپورٹ ۲۵ جون ۱۹۳۷ء میں مرتب ہو کر چھپی۔ اور انجمن کی ایک اصلاحی سب کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مندرجہ ذیل حضرات کو سب کمیٹی کے اراکین بنایا گیا۔

- ۱۔ خان صاحب میاں سراج الدین صاحب — صدر انجمن
- ۲۔ مولانا قاضی غلام حیدر صاحب — ناظم التعليم
- ۳۔ حاجی محمد بخش صاحب ایڈیٹر رسالہ ”ہنر“ لاہور، نائب صدر انجمن
- ۴۔ میاں سلطان محمود صاحب — نائب صدر انجمن
- ۵۔ میاں حاکم الدین صاحب — محاسب دین
- ۶۔ شیخ مجدد الدین صاحب — ممتحن حسابات انجمن
- ۷۔ حافظ عبدالرحمن صاحب — خزانی انجمن
- ۸۔ منشی لعل الدین صاحب — مہتمم دارالاقامہ

۹۔ مولانا حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب — مدیر رسالہ انجمن
کمیٹی کے اجلاس میں ایک تجویز یہ بھی پیش کی گئی کہ انجمن دارالعلوم نعمانیہ کی موجودہ بلڈنگ کو فروخت کر دیا جائے کیونکہ اس کے ارد گرد جسم فروش عورتوں نے اڈے قائم کر لیے ہیں اور شہر کے باہر فاروق گنج، مصری شاہ یا تاج پورہ جیسے مضافاتی علاقوں میں زمین لے کر اس پر دارالعلوم کے لیے نئی عمارت بنائی جائے۔ موجودہ جگہ کے ارد گرد چونکہ ہیرا منڈی میں جسم فروش اور فواحش کا کاروبار ہوتا ہے اس لیے اس ماحول سے

طلباء کو محفوظ رکھنے کے لیے دارالعلوم کو باہر لایا جائے تاکہ طلباء اور علماء اس ماحول سے متاثر نہ ہو سکیں۔ کافی غور و غوض کے بعد یہ تجویز کمیٹی کے اجلاس میں منظور نہ ہو سکی اور دارالعلوم کو باہر لے جانے کی تجویز دھری کی دھری رہ گئی مگر دوسری طرف دارالعلوم اور انجمن کی حالت کو بہتر بنانے کی کئی تجاویز منظور کر لی گئیں۔

مولانا عبدالملک کھوڑی (۱۹۱۲ء)

آپ انجمن نعمانیہ کے سرپرست اور زبردست معاون تھے۔ ریاست بہاول پور کے مشیر مال اور نواب آف بہاول پور کے نہایت قریب تھے۔ آپ نے ریاست بہاول پور سے انجمن نعمانیہ کی بڑی خدمت کی۔ آپ نے اپنے قریبی گاؤں چک عمر سے مولانا محمد عبداللہ جیسے جید عالم دین سے دینی علوم پڑھے۔ مقامی طور پر محکمہ مال میں پٹواری کی حیثیت سے ملازمت کر لی، مگر دینی علوم کی برکت اور خدا داد قابلیت سے ترقی کرتے کرتے مال افسر بن گئے۔ آپ کی ذہانت اور قابلیت کی شہرت ریاست بہاول پور پہنچی تو نواب صادق محمد خاں خامس آف بہاول پور نے آپ کو ریاست کا مشیر مال مقرر کر لیا۔ نہر صادقہ کا نقشہ اور اس کی عملی کارکردگی کی رپورٹ آپ نے ہی تیار کی تھی۔ اس طرح بہاول پور کے لقمہ و دق صحرا کو دریائے ستلج کے پانی سے زرخیز اور جنت نشان بنا دیا۔

۱۹۱۵ء میں آپ حرمین شریفین گئے۔ مدینہ منورہ میں حاضری کے وقت بارگاہ نبوی میں ایک زبردست قصیدہ پیش کیا۔ جس کا ایک شعر اس طرح ہے۔

السلام اے نیر تابندہ موج وجود

السلام اے گوہر رخشندہ انعام وجود

واپس آنے پر نواب آف بہاول پور نے آپ کے اعزازات میں اضافہ کر دیا، آپ اپنی سرکاری مصروفیات کے ساتھ ساتھ عملی مصروفیات سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ آپ کی چند مشہور تصانیف ”شاہان گوجر“ ”شرح قصیدہ مدد“ ”شرح قصیدہ غوفیہ“ ”شرح محمدی“ ”شرح کبریت احمر“

چھپ کر سامنے آئیں۔

رٹائرمنٹ کے بعد آپ ۱۹۴۱ء میں اپنے گاؤں کھوڑی میں واصل تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں دریائے جہلم کے کنارے موضع تون میں ایک علی مدرسہ اور خانقاہ قائم کی تھی۔ ایک دینی مدرسہ انہی نیک بی بی کے نام پر قائم کیا گیا۔ آپ کا مزار وہاں ہی ہے۔ آپ کی بیگم ۱۳۶۲ھ میں فوت ہوئیں تو انہیں بھی اسی مدرسہ میں دفنایا گیا۔ آپ ساری عمر انجمن نعمانیہ لاہور کے معاون رہے اور دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ سے خصوصی رابطے رکھتے ہر سال انجمن کے سالانہ جلسے میں شرکت کرتے اور رٹائرمنٹ کے بعد تو آپ نے انجمن کی بڑی خدمت کی۔ آپ کے دو بیٹے محمد عبداللہ خان بار ایٹ لاء اور چوہدری اختر علی ڈپٹی کمشنر بہاول پور بعد میں ایم این اے بہاول پور تھے۔

امیر ملت حافظ جماعت علی شاہ کی سرپرستی

۱۹۳۷ء میں انجمن نعمانیہ کے بانی مہربی حضرت پیر حافظ جماعت علی شاہ علی پوری اپنے ہزاروں مریدوں سمیت انجمن نعمانیہ میں تشریف لائے اور دارالعلوم کے اساتذہ اور انتظامی افراد سے ملے۔ آپ نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا کہ آج ۷۷ ہر سوال ۱۳۴۷ھ کو فقیر نے دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور کا محاسبہ کیا خدا تعالیٰ انجمن کے دارالعلوم کو تاقیامت قائم رکھے اور ہمیشہ یہاں سے عالم باعمل پیدا ہوتے رہیں۔ خدا تعالیٰ اس کو زمانہ کی دستبرد سے محفوظ رکھے، بد اعتقادی کے سایہ سے بچا کر رکھے۔ اس کو اہلسنت و جماعت کے عقائد صحیحہ پر قائم رکھے۔ آمین

نعمانیہ میں حضرت خواجہ سعید الدین مولہ شریف کی آمد

دارالعلوم نعمانیہ کے پرانے کتھانات میں سے ہمیں خواجہ حافظ سعید الدین چشتی سجاد نشین مولہ شریف کی دارالعلوم نعمانیہ میں تشریف آوری کا

چلتا ہے۔ آپ نے دارالعلوم نعمانیہ کو ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۵۰ھ کے عظیم کتب خانہ کا معائنہ فرمانے کے بعد اپنے تاثرات لکھے:

”امروز بتاريخ ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۵۰ھ معائنہ کتب

انجمن نعمانیہ کردم خیلے مسرت روئے داد عجب کتب و

عجیب نسخہ ہائے خطی وادہلم خصوصاً از لحاظ عقائد

فخیرہ کتب ہے مثال است جزاکم اللہ خیر الجزا۔“

چین کے ایک دانشور کی نعمانیہ میں آمد

اسی سال ”چائنہ مسلم یونین“ کے ڈائریکٹر ایم آئی شاہ کو چار ”جامعہ الازہر“ مصر سے واپسی پر لاہور آئے تو دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے دفتر میں بھی تشریف لائے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے چینی زبان اور انگریزی میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا۔

”میں نے آج دارالعلوم نعمانیہ لاہور کا معائنہ کیا۔ مجھے یہ

دارالعلوم اس کے اساتذہ اس کے طلباء اور انتظام دیکھ کر بڑی

مسرت ہوئی۔ میں مولانا محمد قیوم صاحب کی وساطت سے یہاں پہنچا

ہوں۔ مجھے یہاں آکر بڑی خوشی ہوئی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ

اس دارالعلوم کو ترقی سے نوازے۔“

بانی انجمن نعمانیہ مولانا تاج الدین احمد کی رحلت

۱۹۳۹ء میں انجمن نعمانیہ لاہور کو اپنے ایک مخلص بانی رکن حضرت

مولانا حاجی تاج الدین احمد جوہر چشتی سلیمانی کی رحلت کا سامنا کرنا پڑا۔ مولانا

تاج الدین احمد انجمن نعمانیہ کے ان بانی اراکین میں سے تھے جنہوں نے

لاہور میں اس عظیم الشان انجمن کی بنیاد رکھی تھی۔ آپ اپنے رفقاء کار

کے ساتھ تادم حیات نعمانیہ کی خدمت کرتے رہے۔ آپ کی وفات ۲۴

شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ ر ۱۹۳۹ء کو ہوئی۔ جس پر انجمن میں ایک تعزیتی

اجلاس منعقد ہوا اور انجمن کے اس ناقابل تلافی نقصان پر بے حد ملال کا

اظہار کیا گیا۔ آپ چیف کورٹ پنجاب کے ایک مقتدر وکیل تھے۔ آپ کی

وفات پر لاہور اور لاہور سے باہر علماء اہلسنت نے ہزاروں قرآن پاک، لاکھوں بار قل، کھڑوں کلمہ توحید و تمجید پڑھ کر ایصالِ ثواب کیا۔ آپ کی ایک بیوہ اور صاحبزادہ خلیفہ حافظ منیر الدین مرحوم آپ کے خانوادہ کے سوگوار اور نگران تھے۔ آپ کی وفات کے وقت دارالعلوم نعمانیہ میں مولانا محمد سراج الدین احمد، مفتی سید محمد عظیم مراد آبادی، مولانا محب النبی جیسے بلند پایہ مدرسین کی حیثیت سے ان کے علمی جانشین بنے۔ سید غلام صابر شاہ بخاری خطیب جامع مسجد بھکر نے اعلان کیا کہ وہ ان کی سوانح حیات ترتیب دیں گے تاکہ ان کی قومی، ملی اور علمی خدمات عوام تک پہنچیں۔ اس سانحہ پر بعض علماء کرام نے تواریخ وفات لکھیں جو تیرکا" پیش کی جا رہی ہیں۔

۱۔ یگانہ جہاں مولوی حاجی تاج الدین احمد جوہر چشتی سلیمانی، ۱۹۳۹ء

۲۔ زیب انجمن حاجی تاج الدین احمد نور اللہ مرقدہ، ۱۳۵۸ھ

مولانا تاج الدین احمد در ثایاب دین ۱۳۵۸ھ

رفت از دنیائے مقانی جانب خلد بریں

مجلس نعمانیہ عربانی و صدر متین

چشتیہ را خادم دیرینہ فخر کاملین

بیش از صد سال عمرش بود از خبر صحیح

یاد دار این نکتہ واضح ز فوت تاج الدین

یک ہزار و سب صد و پنجاہ و ہشتم سال وصل

باشد۔ آن سرخیل خدام رسول المرسلین

سال او فاتح بہ ہجری گفت جعفر شاہ را

ہر مجلس نور منزل بوالعجاب تاج دین

مندرجہ بالا مصرعہ سے آب کی تاریخ وفات ۱۳۵۸ھ برآمد ہوتی

ہے۔

مولانا تاج الدین احمد کے تعزیتی اجلاس میں مولانا عبدالعزیز مزنگ لاہور اور مفتی عبدالحمید خطیب جامع مسجد مزنگ نے ایک تجویز پیش کی کہ آئندہ تک دارالعلوم میں جس قدر فتاویٰ آئے ہیں انہیں ایک کتاب کی شکل

میں مرتب کیا جائے اور اس فتاویٰ کا نام ”فتاویٰ تاج الدین احمد“ رکھا جائے اور یہ آپ کی روح کے لیے صدقہ جاریہ ہو۔
آپ کی وفات حسرت آیات پر وقت کے اخبارات نے آپ کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ ان اخبارات میں زمیندار، انقلاب، احسان، شہباز، زمزم لا، نے تعزیتی اداسیے لکھے۔

قدیم فرزند ان نعمانیہ سے رابطے کی تحریک

انجمن نعمانیہ کے ماہواری رسالہ جلد ۴۴ شمارہ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۹۳۰ء سے معلوم ہوتا ہے کہ انجمن نے اپنے قدیم فرزند ان نعمانیہ (جو فارغ ہو کر گئے تھے) کے نام ایک گشتی مراسلہ جاری کیا۔ چنانچہ چار ہزار تین طلباء کے نام خطوط لکھے گئے۔ اس مراسلہ کے جوابات سے معلوم ہوا کہ دارالعلوم سے فارغ ہونے والے طلباء میں سے نو سو طلباء وفات پا چکے ہیں۔ مگر دو ہزار آٹھ سو تراسی طلباء نے ان مراسلوں کے جواب دیے اور اپنے اپنے کوائف سے آگاہ کیا۔ اس طرح انجمن نعمانیہ کی مواصلاتی رابطہ مہم نے فرزند ان نعمانیہ کو اپنی مادر علمی سے دوبارہ مربوط کر دیا۔

نعمانیہ کے ماہنامہ نے ۲۴ / دسمبر ۱۹۳۰ء شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ میں نعمانیہ کے سالانہ جلسہ میں جن علماء کرام نے تقریریں کیں ان میں مولانا نور بخش توکلی، مولانا سید غلام جعفر حسین شاہ سجادہ نشین بھکر، حافظ نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد میونسپل کمشنر جہلم (بانی مسجد حافظ نور محمد جہلم)، مولانا عبد العزیز (فیض پور کلاں)، حافظ عبد المنان، مولانا کرم الدین (بھین، ضلع چکوال)، مولانا مولوی محمد یار صاحب فریدی (بہاول پور)، سید غلام قطب الدین حافظی برہمچاری (بدایون)، مولانا ابوالارشد سجاد حسین سجاد، شیش گڑھ بریلی شریف، مولانا بہاء الحق قاسمی خلف الرشید، مولانا غلام مصطفیٰ (امر تسری)، مولانا غلام محمد فریدی سجادہ نشین آستانہ حضرت کلمہ رواں (مراد آباد)، مولانا فضل احمد واعظ سکھو (راولپنڈی)، قاضی فضل احمد لدھیانوی (مولف انوار آفتاب صداقت)، مولانا

نظام الدین ملتانی، صاحبزادہ سید کرم حسین شاہ خلف الصدق سید لال شاہ صاحب سجادہ نشین چوہا سیدن شاہ جہلم، مولانا سید قلندر علی سروردی (خطیب جامع مسجد شاہ ابو المعالی لاہور)، مولانا نور الحسن خطیب جامع مسجد سیالکوٹ، مولانا محمد سعید صاحب شبلی (فیروز پور)، مولانا محمد یوسف (کوٹلی لوہاراں)، مولانا امام الدین کوٹلی لوہاراں (خليفة اعلى حضرت بریلوی)، مولانا محمد شریف محدث کوٹلی لوہاراں خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

ہمیں انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ سے فرزند ان نعمانیہ کی ایک فہرست ملی ہے جو دارالعلوم کے ابتدائی سالوں میں پڑھ کر فارغ ہوئے تھے اور مختلف مقامات پر دینی خدمات سرانجام دینے لگے تھے۔ ان حضرات میں اکثر ایسے ہیں جو علمی اور روحانی مناصب پر متمکن ہوئے۔ الحمد للہ آج ان کی اولاد بھی ان کے علمی چشموں کو جاری اور ساری رکھنے میں مصروف ہے۔

۱۹۳۰ء میں انجمن نعمانیہ کی غیر منقولہ جائیداد

۱۹۳۰ء میں انجمن نعمانیہ کی غیر منقولہ جائیداد کے بارے میں ایک رپورٹ شائع کی گئی جس میں بتایا گیا کہ اس وقت انجمن کا کتب خانہ پچیس ہزار روپے دارالعلوم کی بلڈنگ ایک لاکھ روپیہ، موضع چندران لاہور کی اراضی پچیس ہزار روپیہ، مکان واقعہ جہلم دس ہزار روپیہ موجود ہیں۔ یہ اس وقت کی قیمتیں ہیں جب بے پناہ ستا زمانہ تھا۔

انجمن نعمانیہ کا اشاعتی شعبہ (۱۹۲۰ء)

انجمن نعمانیہ لاہور نے اپریل تا ستمبر ۱۹۲۰ء کے ماہانہ رسالہ ”ماہواری“ میں انجمن کی طرف سے شائع ہونے والی مختلف کتابوں کا تعارف کراتے ہوئے انہیں عوام میں تقسیم کرنے کا اہتمام کیا۔ ان دنوں انجمن کے ماہواری رسالے کی ادارت کے فرائض مولانا نور بخش توکلی ایم اے نے سنبھال لی تھی۔ آپ ادارتی اور اشاعتی امور کے انچارج ہونے کے ساتھ ساتھ انجمن نعمانیہ لاہور کے مشیر مال بھی تھے۔ انجمن کو قائم ہوئے اب

پینتیس (۳۵) سال گزر چکے تھے۔ حضرت علامہ نور بخش توکلی نے اپنی تالیفات ”معراج النبی“ کو میلاد النبی کے موقع پر شائع کیا۔ پھر آپ کی کتاب ”سیرت غوث الاعظم“ اور ”کتاب البرزخ“ سامنے آئی۔ آپ نے ایک رسالہ ”اعجاز القرآن“ شائع کیا۔ آپ نے اپنی کتابوں کے ساتھ ساتھ دیگر علمائے اہلسنت کی کتابوں کی اشاعت کا بھی اہتمام کیا۔ آپ نے طلباء کے لیے ایک اردو قاعدہ مرتب کیا۔ ایک ”نورانی قاعدہ“ شائع کیا۔ اس قاعدہ کا پہلا ایڈیشن انجمن نعمانیہ لاہور نے ہی ۱۹۰۷ء کو شائع کیا تھا۔ مولانا توکلی کی کتاب ”گلشن اخلاق“ اسی سال چھپی۔ حاجی مشتاق احمد الہیٹوی کی کتاب ”تحفہ احمدیہ“ شائع ہوئی۔ فتویٰ جواز یا شیخ عبدالقادر جیلانی چھپا مجموعہ سہ فتاویٰ چھپا۔ ”التحفۃ الابرار“ بھی چھپا۔ رسالہ ”اسقاط“ چھپا ”رویت ہلال“ چھپا جسے مولانا حاکم علی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور نے سائنسی حوالوں سے ترتیب دیا تھا۔ حضرت ”شیخ اکبر محی الدین عربی رحمۃ اللہ کی سوانح“ چھپی۔ ”افضل المقال فی حکم الصلوٰۃ بالنعال“ چھپی۔ مجموعہ ”مدحت غوثیہ“ چھپی۔ مولانا حاکم علی پروفیسر اسلامیہ کی ایک اور کتاب ”قوانین قدرت“ چھپ کر سامنے آئی۔ مولانا ابراہیم بناری کی کتاب ”خوبی تقدیر“ بھی شائع ہوئی۔ مولانا عبداللہ حاجی نے ”نام حق کی شرح تاج بہاء الخوانی“ لکھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل البشر بعد الانبیاء ثابت کرنے کے لیے ”معیار الحق“ سامنے آئی۔ حاجی ابراہیم بناری نے امام ابو حنیفہ کے بعض اساتذہ اور تلامذہ کا نقشہ مرتب کیا۔

پھر مجموعہ عبادات ناقلہ چھپ کر تقسیم ہوا۔ سلسلہ تقلید چھپی۔ حضرت خواجہ اجیمیر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر حاجی مشتاق احمد صاحب چشتی صابری کی کتاب ”ذکر خواجہ انس و جاں“ سامنے آئی۔

انجمن نعمانیہ کی رپورٹ اپریل ۱۹۲۰ء تا ستمبر ۱۹۲۰ء سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دارالعلوم نعمانیہ کی زمین کے خلاف جس پر دارالعلوم کی بنیادیں کھیں، بعض عاقبت نااندیش لوگوں نے لاہور کے بدعقیدہ مولویوں کی

انجلیخت پر حق شفہ کا دعویٰ کر دیا۔ اس دیوانی دعویٰ سے دارالعلوم کی بلڈنگ کی تعمیر میں کچھ عرصہ کے لیے تعطل پیدا ہو گیا۔ مگر اللہ کے فضل سے یہ دعویٰ مسترد ہو گیا اور تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔

مسئلہ نور پر ایک تحریری مناظرہ اور انجمن نعمانیہ

۱۹۲۰ء میں لائل پور (فیصل آباد) کے ایک وہابی مولوی محمد فاضل نے اعلان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نور نہیں کہنا چاہیے۔ اس نے لائل پور کی تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عام سینوں کو چیلنج کیا جو شخص حضور کو ”نور من نور اللہ“ ثابت کرے گا۔ میں اسے عالم تسلیم کر لوں گا۔ اس کے اس چیلنج سے سنی عوام میں بڑی بے چینی پھیل گئی اور پھر اس کی بد زبانی سے عام لوگوں کو بڑا صدمہ ہوا۔ اس کے چیلنج کو سینوں کے ایک مشہور عالم دین محمد کرم الدین سکند بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم نے قبول کیا۔ اور مولوی محمد فاضل چک نمبر ۲۸ شمالی گوگیرہ برانچ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور کو خط لکھا کہ میں حضور کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ”نور من نور اللہ“ ثابت کروں گا۔ اب مولوی محمد فاضل لائل پور اور مولانا محمد کرم الدین بھیاں چکوال کے درمیان اس موضوع پر خط و کتاب شروع ہوئی اور یہ تحریری مناظرہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ مگر کوئی فریق بھی اپنی شکست ماننے کو تیار نہیں تھا۔ آخر کار لائل پور کے معتبر افراد نے فیصلہ کیا کہ دونوں علماء کے درمیان کوئی منصف یا حکم مقرر کیا جائے تاکہ وہ دونوں کے دلائل کی روشنی میں فیصلہ کر سکے جو فریقین کو منظور ہو۔

مولانا محمد کرم الدین نے حضرت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا خاں بریلوی خاں کا نام حکم مناظرہ کے طور پر پیش کیا۔ مگر مولوی محمد فاضل اور ان کے ہم نوا وہابیوں نے اسے منظور نہ کیا۔ دوسری طرف جن علماء کے نام وہابیوں نے پیش کیے وہ مولوی کرم الدین کو منظور نہیں تھے۔

ان دونوں انجمن نعمانیہ لاہور تدریسی امور کے ساتھ ساتھ دینی

معاملات میں بھی راہنمایانہ کردار ادا کر رہی تھی چنانچہ فریقین نے فیصلہ کیا کہ انجمن نعمانیہ سے کوئی عالم دین فریقین کی خط و کتابت کی روشنی میں فیصلہ

کرے۔ ان دنوں انجمن نعمانیہ لاہور میں مولانا غلام مرشد اور مولانا نور بخش توکلی بلند پایہ اساتذہ اور جلیل القدر علماء میں تصور ہوتے تھے۔ راجہ چوہدری خاں راجپوت زیلدار چک نمبر ۲۸۸ گوگیرا برانچ ڈاک خانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ نے انجمن نعمانیہ کی خدمت میں صورت مسئلہ کو استفتا کی شکل میں ارسال کیا۔ جس میں ناظم تعلیم نعمانیہ مولانا نور بخش توکلی نے ایک زبردست محاکمہ (رسالہ نور) قلمبند کیا اور ثابت کیا کہ حضور ”نور من نور اللہ“ ہیں۔ اس رسالے پر اور علمائے اہلسنت کے علاوہ مولانا غلام مرشد صدر مدرس دارالعلوم نعمانیہ لاہور نے بھی اپنے تائیدی بیانات قلمبند کیے اور مولانا محمد فاضل کے خیالات کو فاسد قرار دیا۔

یہ فیصلہ انجمن نعمانیہ نے ۱۹۲۰ء میں کتابی صورت میں شائع کر کے عوام میں تقسیم کیا اور انجمن نعمانیہ لاہور نے دینی راہنمائی کا حق ادا کر دیا۔ (اگست ۱۹۹۶ء کو تنظیم نوجوانان اہلسنت جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر بازار حکیمیاں بھائی گیٹ لاہور نے اسی رسالے کو از سر نو شائع کیا ہے)۔

۱۹۲۲ء میں علمائے انجمن نعمانیہ پر ایک نظر

دارالعلوم نعمانیہ میں جو علماء کرام مسند تدریس پر کام کر رہے تھے ان میں مولانا محمد دین ۱۰ شوال ۱۳۴۲ھ کو مدرس مقرر ہوئے مولانا عبدالقدیم ۳۰ شوال ۱۳۴۲ھ کو مسند تدریس پر تشریف فرما اور ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ کو فوت ہو گئے۔ ان دنوں ایک قاری عبدالوہاب شعبہ قرآت اور حفظ کے نگران اعلیٰ مقرر ہوئے تھے۔ مولانا محمد یار آف گڑھی اختیار خان (بہاول پور) ۱۳۴۵ھ میں دارالعلوم میں نائب مہتمم کی حیثیت سے آئے۔ ۱۳۴۵ھ میں دارالعلوم سے چلے گئے۔ یہ وہی مولانا محمد یار فریدی آف گڑھی اختیار خان تھے جنہوں نے اہلسنت کے مایہ ناز خطیب کی حیثیت سے سارے پنجاب میں اپنا لوہا منوایا تھا۔ آپ ۱۹۳۷ء میں فوت ہو گئے۔ آپ کا مزار

۱۹۲

گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یار خان (بہاول پور) میں مرجع خلافت ہے۔
آپ کے فاضل پوتے مولانا غلام قطب الدین دارالعلوم نعمانیہ میں پڑھتے بھی
رہے ہیں اور استاد کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے۔ ان دنوں وہ چشتیہ
سلوک کی تربیت دینے میں مصروف ہیں۔

۱۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو مولانا غلام جان ہزاری نائب مہتمم کی حیثیت
سے دارالعلوم نعمانیہ نعمانیہ میں آئے۔ آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے
شاگرد رشید، خلیفہ مجاز بھی تھے اور دارالعلوم منظر اسلام بریلی سے دستار
فضیلت زیب سر کر کے لاہور آئے۔ آپ ۳۰ سہر شوال ۱۳۴۲ کو مستقل مدرس
اور مہتمم دارالعلوم نعمانیہ کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو
دارالعلوم میں مہتمم کتب خانہ مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنے دور میں انجمن
نعمانیہ کی لائبریری کو نہایت سلیقے سے مرتب کیا اور انجمن کے علمی خزانوں کو
انداز نو بخشا۔

۱۹۳

۳۳ جولائی ۱۹۳۳ء کو ایک اور اجلاس منعقد ہوا جس میں انتظامیہ کے عہدوں میں رد و بدل کیا گیا تاکہ انجمن کی ترقی کی راہیں کھل سکیں۔ چنانچہ اس اجلاس کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ایک نیا انتظامی بورڈ قائم کیا گیا۔

۱۔ ڈاکٹر دلاور علی شاہ، چونا منڈی، صدر انجمن

۲۔ حکیم سید نوازش علی شاہ، دبیر انجمن

۳۔ حکیم محمد شریف، ناظم تعلیم

اس کے علاوہ مجلس شوریٰ کے بھی چند ممبر منتخب کیے گئے۔

نعمانیہ کے ایک معاون کی موت

انجمن کے ایک معاون کرم بخش چشتی کا انتقال انہی دنوں ہو گیا۔ ۲۲ مئی ۱۹۳۳ء کو انجمن نعمانیہ کی طرف سے ایصالِ ثواب کے لیے ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ پھر مرحوم کے بیٹے میاں محمد حسین سے گھر جا کر انجمن کے ایک وفد نے فاتحہ خوانی کی۔ یہ وفد سید محمد امین شاہ اندرالی (صدر انجمن) ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ (نائب صدر) منشی لعل محمد چغتائی (دبیر انجمن) حکیم محمد شریف (ناظم تعلیم دارالعلوم) مولانا محمد ابراہیم علی چشتی رکن مجلس شوریٰ۔ حکیم محمد انور بامری رکن مجلس شوریٰ صوفی اللہ دہ مہتمم داراللاقلہ اور حکیم فیروز الدین رکن انجمن پر مشتمل تھا۔ اگرچہ یہ سانحہ ایک عام واقعہ تھا مگر ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ انجمن نعمانیہ کے اراکین کو اپنے رفقاء کار اور معاونین کے معاملات میں اتنی دلچسپی تھی جو آج کے دینی مدارس کے کسبکین میں نہیں ملتی۔

جلد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی انجمن نعمانیہ میں

۶ اپریل ۱۹۳۳ء کو مولانا عبدالستار خان صاحب نیازی و حکیم فیروز الدین صاحب کو انجمن نعمانیہ کی مجلس عاملہ کا رکن بنا دیا گیا۔ اس اجلاس میں جن عہدہ داروں نے شرکت کی ان میں حکیم سید نوازش علی شاہ، منشی

عنایت حسین، صوفی اللہ دتہ، حکیم مولوی محمد شریف، مولانا محمد ابراہیم علی چشتی خلف الرشید بانی انجمن مولانا محرم علی چشتی مرحوم کے اسمائے گرامی سامنے آتے ہیں۔ انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۳۴ء کو ایک اور اجلاس منعقد ہوا جس میں بعض حضرات کو کچھ نئی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ انجمن کی عظیم لائبریری کی کتابوں کو دیمک اور دوسری آفات سے بچانے کے لیے مولوی ابراہیم علی چشتی کو نگران مقرر کیا گیا اور ساتھ ہی لائبریری کی کتابوں کی ایک مکمل فہرست مرتب کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ انہی دنوں مولانا نور بخش توکلی نے اپنے آبائی گھر چک قاضیاں، ضلع لودھیانہ میں ایک دینی اجتماع کیا اور انجمن سے درخواست کی کہ وہ اس اجلاس کے لیے سنی مقررین مہیا کرے۔ انجمن نے مولانا سید امانت علی شاہ اور قاضی سراج احمد کو اس اجلاس میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔

انہی دنوں لاہور کے رئیس اعظم چوہدری سر شہاب الدین صاحب نے اپنی غیر منقولہ جائیداد کسی ادارے کے نام پر وقف کرنے کا اعلان کیا۔ انجمن کا ایک وفد بھی چوہدری صاحب کو ملا تاکہ وہ انجمن کے لیے جائیداد کا کچھ حصہ دیں۔

انجمن نعمانیہ کی علمی خدمات پر ہدیہ تحسین

آج سے ایک سو سال پہلے کے سخنوراں اہلسنت کے تاثرات

نظم لالی ابدار من نتائج طبع جناب مولانا مولوی سید غلام قطب الدین
صاحب سہوانی چشتی نظامی حافظی سیل ہند پر ویسی جی برہم چاری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۴
ہے سراپا حق کی رحمت انجمن نعمانیہ
قاطع شرک و ضلالت انجمن نعمانیہ
اہل ایمان کی مسرت انجمن نعمانیہ
عاشقوں کے دل کی رحمت انجمن نعمانیہ
ازرہ وعظ و نصیحت انجمن نعمانیہ
دین کی دیتی ہے دعوت انجمن نعمانیہ
تجھ میں تدریسی کتاب اللہ و سنت کا ہو شغل
ہے سراپا خیر و برکت انجمن نعمانیہ
پھیلا ہے نور رسالت جا بجا لاہور میں
گویا ہے شمع نبوت انجمن نعمانیہ
راہ حق پر آگے گمراہ و منکر سینکڑوں
بن گئی رشد و ہدایت انجمن نعمانیہ
سینوں کی انجمن تجھ کو خدا رکھے مدام
ہو رہی ہے تیری شہرت انجمن نعمانیہ

رخ نہیں کرتا مخالف تیری جانب شرم سے
ہے وہ تیری پاک صورت انجمن نعمانیہ
تیری حرکت سے سکوں ہے ملت خفیہ کو
ہے تو دین حق کی قوت انجمن نعمانیہ
دیتے ہیں قدسی مبارک باد یہ کہتے ہوئے
تیری دن دونی ہو عزت انجمن نعمانیہ
عالمان دین کا وعظ اور زیارت کا سرور
ہے یہ سب تیری بدولت انجمن نعمانیہ
سنت خیر الورا اے دین نبی کی رات و دن
کر رہی ہے دل سے خدمت انجمن نعمانیہ
آئیں گے خدمت کو تیری پھر اگر زندہ رہے
ہوتے ہیں ہم تجھ سے رخصت انجمن نعمانیہ
یا خدا "پردیسی" کی ہے تجھ سے دل سے دعا
رکھ سلامت تاقیامت انجمن نعمانیہ

☆----☆----☆----☆

فارسی قصیدہ

نتیجہ فکر - علامہ ابو الفیض محمد حسن الفیضی صاحب، وکیل انجمن
نعمانیہ لاہور، پیش کردہ یکم جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ

امام مجدد مکارم ضیاء ملت و دین کہ پیش رفعت و جاہش نہادہ سر پر دین
چراغ بنیش و دانش ستارۂ اقبال ہر ہمیشہ شوکت امیر نیک آئین
باین جلال و باین ہمت و باین عظمت باین وقار و باین ہیبت و باین تمکین
نیابت خطہ دار الخلافت عکابیل چو این امیر... امیرے بدولت پیشین
چنان امور سیاست بدست او شد رام کہ تیغ در کف حیدر بہ جنگ ہر بے دین
بہ فرق ہر خیر بے دم چو تیغ قہر خداست مگر بہ تارک حق بین چو افسر زریں
فزود عزت اسلامیان ز ہمت او ز نسبتے کہ عیاں ساختش رسول امین
بدین احمد مختار آنکہ در یک سلک بہ سفت مرہ تا چیز را بدر کشین
اخوتے کہ پدید آمد این گدایان را بان سپر لعال و قبلہ تحسین
ضمین اخوت اسلام اقتضا دارد کہ دا کنم بدربار تو حوادث دین
شما سپر شکوہ... ز غربت اسلام غلہ گشت... دل حضرت بنی تمکین
بر این اہانت تحقیر دین کہ در ہمدست بہ حیرت ست کہ جبہ ستون عرش بریں
بغیر مدرسہ دیں کہ ہست در لاہور بنام حضرت نعمان امام دین متین
درین ولایت پنجاب نیست درس دگر بکلم دین خدا سے شود در او تلقین

یہ مسجد ہے کہ بہ لاہور ساخت عالمگیر
و مخالف ست مقرر برائے درویشان
مدرس اند چیں استاد المل کمال
دامغ چرخ معطر ز خوش بانی شان
مقرر ست ہر ماہ ہر شاں ادرار
بہ شش ہزار رسد خرچ سال۔ کش چون شد
رسیدہ بود ہزار از جناب و پس یک و نیم
ز پس توجہ عالی نہ شد بایں جانب
ز بندگان ارادت بہ خادمان حضور
کوں ز در کہ در بارت ست آں امید
چہ حاجت کہ ہشت کنیم قصہ دراز
تجی عترت پاک ہنرمعرب
وقار دین خدا باد بادقار امیر
بر این دعائے "توفیقی" شنیدہ از من بہ سدرہ حضرت جبریل یا خدا آمین

دروست درس گہ دین ز مدتے چندین
کتاب و جامہ نان سے رسد ہر مسکین
کہ چشم چرخ نہ بیند عدیل شان بہ زمین
مزاج باد ز انفاس پاک شان مسکین
کہ از لیاقت شان ہست بیشتر پائین
کنند جمع ز ہر تلخ و شور و ہر شیریں
ثار شد ز کف دست حضرت نوین
کہ کار دین خدا بود و کردنی بہ بقین
مگر کسے نرسانید ماحر آئے ہنیں
کہ ہر درس گہ دین زانی محسن
امیر نکتہ نوازی و مرد آخر ہیں
تجی رائے امیر عمر خلیفہ دین
چنانکہ زینت انگشتری بود بہ نگین
بہ سدرہ حضرت جبریل یا خدا آمین



قصیدہ مدیہ ہمدردی انجمن نعمانیہ لاہور

ریختہ کلک گوہر سلک زبدۃ الفلا حضرت مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب

نزہت مراد آبادی

متعنا اللہ تعالیٰ بطول بقائه وافاضائه

والد مکرم حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ نظم انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ میں پڑھی گئی تھی

اے مری طبع رسا اے طوطی شکر بیاں "بلبل شیراز" سے کچھ کم نہیں تیرا بیاں
ناز ہے اس کو بلاغت پر فصاحت پر تجھے تو بلخ پارس ہے اے افع ہندوستان
مر تجھے نازش زبان ریختہ پر ہے تو آ جلسہ لاہور میں ہے آج تیرا امتحان
وہ لب و لہجہ دکھا جس سے صدائے آفرین دیں ہر اک جانب سے تجھ کو سامعین نکتہ داں
حاضرین جلسہ والا میں ہیں وہ ذی خرد جن کا شرہ ہے زمین سے تاباں آسمان
اس زمین پر فاضلان دہر کا مجمع ہے وہ دیکھتے ہیں دیدۂ حیرت سے جن کو عرشیاں
لکھ وہ مطلع شان میں اس انجمن کے نور بار مطلع خورشید کا جس پر کہ ہو جائے گماں

مطلع ثانی

”انجمن نعمانیہ“ ہی آج وہ خورشید شاہ
حمد ایزد اس قدر ہے پایہ عظمت بلند
شہر شہر اس کی بلند آواز کی دھوم ہے
فارسی دانی ہوئی تھی طعہ شیر اجل
یاں ہر ایک فن کی ترقی کی عجب تعلیم ہے
اس کا ہر ممبر دل سے ہے وقف کار نیک
خوبی تعلیم کے اسباب یکسر جمع ہیں
علم کے محتاج پھرتے تھے جو مارے در بدر
ہر کوئی کرتا ہے یاں تہذیب کا جھنڈا بلند
دین و دنیا کے فوائد وہ نتائج خیر ہیں
کامیابان علوم اس انجمن کے فیض سے
باعمل ہونے سے ان کی ہوتی ہے دین پروری
جان خدا آگاہ اور دل رتبہ دان مصطفیٰ
سیدھی سادھی پیروی دین رسول اللہ کی
یا الہی انجمن اور انجمن والے رہیں
ہو خدا کا فضل ان پر بانی جلسہ جو ہیں

ہے زمین تعلیم کی جس کے سبب سے آسمان
گو نجاتا ہے جس کی صیت فیض سے سارا جہاں
آفرین صد آفرین کہتا ہے ہر پیر و جواں
انجمن نے مردہ صد سالہ میں ڈالی ہے جاں
جو بنا دیتی ہے نادانوں کو دانائے زماں
کوششوں کا ان کی ہو سکتا نہیں ہرگز بیان
ہوتے ہیں ہر لحظہ یاں سماں ترقی کے عیاں
گو ہر مقصود سے بھرتے ہیں آکر جھولیاں
ہوتا ہے ہر اک بشر لشکر کش امن و اماں
جو دکھا دیتے ہیں ظاہر صورت سود و زیاں
باعمل ہوتے ہیں اکثر ہو چکا ہے امتحان
اتحاد و مذہبی رہتا ہے بے شک درمیاں
ہو یہ سب تعلیم کا حسن اثر جلوہ کناں
یاں نہیں افراط اور تفریط کا نام و نشان
دین پر قائم بحق سید کون و مکاں
رحمت حق ان پہ جو دور سے آئے ہیں یاں

☆==☆==☆==☆

نظم من نتائج طباع جناب مولوی سید مکرم علی صاحب سیفی

از پھاسو ضلع بلند شہر

مسدس

یہ نظم انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ ۲۷ اپریل ۱۹۱۲ء پر پڑھی گئی تھی

میں اک دن کہ میر جن دیکھا تھا گلوں میں عجب بانہیں دیکھا تھا
نہ بلبل کو لمبیہ عن دیکھا تھا نہ میاد کو با رن دیکھا تھا

عنادل تھے مشغول گر چہچوں میں

تو گلہائے تر بھی ہوئے قہقہوں میں

جو تھا زغمس۔ مست نحو نظارا تو روٹھا ہوا سب سے سرد دل آرا

لب جو پہ پانی لے کر کے کنارہ خلایق پہ کرتا تھا یوں آشکارا

نہیں کوئی دنیا میں آزاد مجھ سا

کوئی پیر گردوں کو ہے یاد مجھ سا

جو سبزہ کی جانب نظر آگئی ہے طراوت سی آنکھوں میں کچھ چھا گئی ہے

مبا یہ کرم اپنا دکھلا گئی ہے کہ پوشاک جنت کی پہنا گئی ہے

زمین سبز ہے لوح تعلیم گویا

ہے نہر ہر طرف جدول سیم گویا

کسی زلف پیاں کا نقشہ تھا سنبل چنار اک تھا شانہ لیے موئے کاکل
پے وحشت و شورش قلب بلبل پے ازدیاد رخ آتش گل
ہوئے آتش و دود دونوں بہم تھے

کہ یہ زلف و شانہ آتش سے کم تھے

پریراد تھا اس میں جو باغبان تھا خدا جانے وہ باغ باغ جنان تھا
عجب لطف تھا کچھ عجب کچھ سماں تھا عتا نیلگوں خیمہ آسمان تھا
نسیم بکسار ٹھنڈی ہوا تھی

کھلا غنچہ دل کچھ ایسی فزا تھی

ہوا دیکھ کر اس کو میں محو حیرت نظر آئی ہر شے میں صانع کی صنعت
خوشی سے وہ تھا دل میں جوش مسرت کہ جامہ سے باہر تھا جوں گل کی نعمت
چمن قوم کا آیا پھر یاد مجھ کو

کیا جس نے حیرت سے آزاد مجھ کو

مگر ساتھ ہی یہ گماں دل میں آیا بہت پر بہار اپنے گلشن تھا دیکھا
ترقی کا ہر سمت اب ہے زمانہ عجب رنگ پر اب تو وہ باغ ہوگا
نہ ہوگا کوئی اس کا ثانی جہاں میں

نہ ہو گا کوئی ویسا باغ جنان میں

ادھر آ کے دیکھا تو ہے ... نقشا گلوں کی جگہ خار و خس کا ہے تھما
نہ وہ باہمین اس میں باقی ہے پہلا پڑا ہے چمن سارا میلا کھلا
نہ باقی عتادل کے اب چھپے ہیں

نہ گھمائے خندار کے وہ قہقہے ہیں

امیران دام بلا ہیں عتادل جفا کار صیاد ہے اور یہ دل
رسن سے پڑا پاؤں میں عقد مشکل ہکا و فغان سے گئے کیسے دل مل

ہر اک مرغ نازک اسیر بلا ہے

کہ کاہوں پہ کوہوں کا بار آ پڑا ہے

جو زمر کی جانب نظر کی تو دیکھا کہ بار صبا نے کیا کور دیا

وہ چرخ ترش رونے ساغر پلایا گیا چشم مخمور سے نشہ مئے کا

نہ نظارہ بازی کا لپکا رہا ہے

نہ اب بادہ خواری کا چسکا رہا ہے

کیا سرد دلکش کو اب ذات باہر پریشاں ہے سکتہ کا عالم ہے اس پر

نہ پہلی سی آزادی اب ہے میسر نہ وہ سر بلندی کو ہو سب سے بڑھ کر

نہ کچھ آب جو سے وہ متصل ہے

جہاں دیکھو نیچا رہا اب پا بہ گل ہے

وہ حالت ہے سبزہ کی اس باغ کے اب کہ ہوتا ہے خار و خشک سے طقب

لباس اس کا ذرہ خزاں نے لیا سب جسے دیکھ کر دل میں ہے سوز بے ڈھب

کھیلے سارے بربادی کے لوح پر باب

ہوئے جدول سیم کی آب بے آب

ہے سنبل بھی کھلی ہوئی زلف بیچاں سینہ پوش ماتم زدہ اور پریشان

چنار آتش غم سے یکسر ہے سوزان نہ دست حنائی نہ انگشت مرجان

غرض ہر طرح حال اتر ہے اس کا

ہر اک باغ سے باغ بدتر ہے اس کا

نہ گل کا پتا ہے نہ یاں باغباں کا نشان الم وہ ہے رنگ آسمان کا

صبا کی جگہ اب ہے جھونکا خزاں کا غرض ڈھنگ سارا ہے برعکس یاں کا

ہوا غنچہ دل سے اسے دیکھ کر شق

زمانے نے سمجھا کہ ہے پھول مطلق

الا ایہا القوم غیرت کی جا ہے کہ اس حال میں باغ اپنا پڑا ہے
نہ جس میں کہیں شاخ گل کا پتا ہے مگر خیر جڑھ کا نشان رہ گیا ہے
اسی کو اگر آب یاری کر دے گے

تو کھیتی ہری اپنی ساری کر دے گے
کر دو قطرہ قطرہ سے امداد اپنی نہ ہو جائے تا کھیتی برباد اپنی
کر دو قوم کو پھر کے آزاد اپنی سلف کی طرح چھوڑو کچھ یاد اپنی
بہت خواب و غفلت میں بس رہ چکے ہو
بہت رنج و محنت بھی تم نہ چکے ہو

مدد کیجئے ”نعمانیہ انجمن“ کی کیاری ہے اک یہ تمہارے چمن کی
تو حالت سنور جائے گی من و عن کی کہ عادت ہے اس روزگار کہن کی
خیاباں کو کرتا ہے یہ باغ پورا
رقیبوں کو دیتا ہے یہ داغ پورا

اسی سے ہی ”نعمان“ سے نکلیں گے فاضل اسی سے امان شبلی و ضبلی
وہی پھر چلائیں گے اس دین کی کل وہ پھر آج ہوگی جو شاں اس کی تھی کل

کرنے دیں گے پھر یہ تازہ چمن کو کرے قوم سے دور رنج و لہن کو
ترقی کناں اس کا ہر طرف گل ہو ترقی کا اس کی دو عالم میں گل ہو
ذرا تم اس کی خدمت کر کے تو دیکھو
ذرا درپے امداد ہو کر تو دیکھو
دعا پر کر دو ختم سیفی سخن کو کہ یارب ترقی دے اس انجمن کو

نظم در غرر من نتائج طبع جناب مولوی ابوالابرار اسرار الحق طوطی

ہند (رہتگی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ کون سی محفل حسن ہے کہ جس پہ انعام ذوالمنن ہے
نمایاں فرض زمین سے چرخ بریں تک ایک نور کی پھبن ہے
خدا کی رحمت کا مینہ چھا چھم برس رہا سراور ملن ہے
ہے محو ہر اک شریک جلسہ سرور دین چڑھ گیا لگن ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی باطن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے
یہ دھوم کیسی فچی ہوئی ہے یہ کیسی شادی رچی ہوئی ہے
یہ کیسی محفل عجبی ہوئی ہے کہ رشک جنت بنی ہوئی ہے
سب اہل ایماں کے آج چہروں پہ کیسی کیفیت خوشی ہے
نسیم فردوس چل رہی ہے شگفتہ ہر قلب کی کلی ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی باطن ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے
یہ شہر لاہور میں بتاؤ تو آج کل کیا گھما گھی ہے
جو آگے اک ٹولی جا رہی ہے تو ایک پیچھے سے آ رہی ہے

شیش ریلوے سے نکالی گئی تک کیفیت رہی ہے
کہ ایک تانا بندھا ہوا ہے ہر اک کو فرحت کمال کی ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانگپن ہے
لیوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درودشہ زمن ہے
قرینہ ظاہر تو کہہ رہا ہے یہ کوئی روحانی دل لگی ہے
یہ جلسہ دنیوی نہیں ہے یہاں تو کچھ شان اور ہی ہے
بھلا جی "دارالعلوم نعمانیہ" کے جلسے کی کچھ سنی ہے
تو ہاں جی حضرت جی بس وہی ہے یہ دھوم اس کی توجہ رہی ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانگپن ہے
لیوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درودشہ زمن ہے
خدا کے فضل و کرم سے جلسہ ہے بست و ہشتم یہ انجمن کا
کر دڑھا شکر رب اکبر عروج ہر سال ہے دوبالا
خدا رسول اور آئمہ دین کا اس پر چھایا ہوا ہے سایا
نہ کیوں ترقی ہو اس کی حضرت کام بھی کر رہی ہے کیسا
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانگپن ہے
لیوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درودشہ زمن ہے
نمائش کام کب ہے اس کا عمل یہ بین دکھا رہی ہے
کہ سینکڑوں کر چکی ہے حافظ ہزاروں عالم بنا رہی ہے
حدیث و تفسیر و فقہ و منطق یہ فلسفہ طب پڑھا رہی ہے
یہ قلت جہل شمع علمی دکھا دکھا کر مٹا رہی ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانگپن ہے
لیوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درودشہ زمن ہے

جناں کا رستہ بتا دی رہ ستر سے پچا رہی ہے
خدا کی جانب بلا رہی ہے رسول حق سے ملا رہی ہے
اسے یہی دھن سمار رہی ہے تو اجر عقبیٰ کما رہی ہے
یہ اس گئے گزرے دور میں بھی نبی کے وارث بنا رہی ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بائیں ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے
ہے اس پہ فیضانِ بوحیفہ ہیں اس کے حامی رسول اکرم
خدا نے چاہا تو شوکت اس کی بڑھے گی چہرہ نہ ہوگی کم
یہ کرتی تقسیم مومنوں کو ہے علم میراثِ فخر عالم
زراہ تدریس و وعظ علما ہے ہوتا سالانہ جلسہ عظیم
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بائیں ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے
اعانت اس انجمن کی ہے واللہ اعانت دین احمدی ہے
جو اس کا ہے جان و دل سے شیدا وہ بالیقین عاشقِ نبی ہے
جو اس پہ تن مہن سے دھن سے قرباں ہے جان لے روڑ کے لگ گئی ہے
خدا کا مقبول ہے وہ بندہ جنتی ہے وہ جنتی ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بائیں ہے
لبوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درود شہ زمن ہے
وہ ہے بلا شک بڑا بہادر جو ایسے کاموں میں دوڑتا ہے
وہ چندہ کرتا ہے پیش لا کر کبھی نہ مٹھی سکوڑتا ہے
ہوں خدمتِ دین کے جب مواقع کبھی نہ منہ اپنا موڑتا ہے
وہ دیکھے وہ رقم لکھائی وہ شیوہ کب اپنا چھوڑتا ہے

عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانگپن ہے
لیوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درودشہ زمن ہے
یہ دیکھئے ہم جو کہہ رہے ہیں وہ بولا وہ اٹھا اور وہ چلایا
یہ لینا حضرت جی! چندہ لینا وہ اس نے نام آن کر لکھایا
وہ دیکھئے اس کی دیکھ جرات وہ دوسرا تیرا بھی آیا
وہ آئی آواز اور ادھر بھی دیکھو کس نے قدم بڑھایا
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانگپن ہے
لیوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درودشہ زمن ہے
اے شہر لاہور تیری ہمت صد آفریں تجھ کو مرجبا ہے
یہ جس نے زندہ دلان پنجاب کہ دیا ہے بہت بجا ہے
یہ آپ کی کار دین میں سبقت عزیز و توفیق کبریا ہے
عطا جو کرتے ہو انجمن کو یہ تم پہ اللہ کی عطا ہے
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانگپن ہے
لیوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درودشہ زمن ہے
خدا کی رحمت پہ آج میں بھی نہایت "اسرار حق" ہوں نازاں
کہ میرا مقبول اس نے فرمایا مسدس پہ فضل و احسان
دلیل ظاہر ہے دے رہے ہیں یہ چندہ اٹھ اٹھ کے جو مسلمان
قلیل سی داد ہے یہاں کی ملے گی عقبی میں داد رحمان
عجیب دلچسپ انجمن ہے کہ جس میں نورانی بانگپن ہے
لیوں پہ شوکت کو دیکھ جس کی رواں درودشہ زمن ہے

از جناب مولوی محرم علی صاحب چشتی

مدیر انجمن نعمانیہ لاہور، مولانا تاج الدین احمد۔ حج بیت اللہ سے لوٹے تو ان کی
آمد پر یہ نظم پڑھی گئی تھی۔

اللہ الحمد کہ لاہور میں پھر کر آیا "تاجدین" لے کے عجب شان کے گوہر آیا
جسم لاہور، بغیر اس کے ہوا تھا مردہ جسم میں شکر ہے پھر روج کا جوہر آیا
تھی پراگندہ بہت مجلس اخوان صفا رحمت حق ہے کہ مجلس کا یہ افسر آیا
ایسے مومن کی بھلا شان بیان ہو کیسے، جو کہ خاص از حرم خالق اکبر آیا
بندۂ خاص علی خادم اصحاب رسول چاشنی یافتہ زمزم و کوثر آیا
اس کی آمد سے ہے لاہور میں خوشبو ہر سو کیونکہ از بوئے مدینہ ہے معطر آیا
مومنوں کے لیے دیدار ہے اربکا نعت زائرِ روضہ دربار پیہر آیا
سرمہ اہل بصیرت ہے قدم میں اس کے شاک صحرائے مدینہ کا مسافر آیا
"تاجدین" پہلے سے تھا زیب سر مومن اب عجب شان سے از روضہ انور آیا
طار شہر مدینہ کو نہ چھوڑیں گے کبھی شکر صد شکر کہ لاہور میں اڑ کر آیا
(۱) چشتی و (۲) مفتی کو شکوہ ہے بہت اس سے مگر
نہ انہیں لے کے گیا اور نہ لے کر آیا

☆====☆====☆====☆

- ۱۔ محرم علی چشتی۔ صدر انجمن نعمانیہ لاہور
- ۲۔ مفتی سلیم اللہ۔ نائب صدر انجمن نعمانیہ لاہور



والی افغانستان و ترکستان امیر حبیب اللہ کی خدمت میں

عربی قصیدہ

ابوالفیض علامہ محمد حسن فیضی، چکوال

محامد رب العرش مبتداء الامر
و شکر رسول اللہ مستحسن و الشکر
فلوطا و عتني النجم نظمت عقدها
لمدح رسول اللہ حاشاة من شعری
حمام ریاض الدین هاطر من الوکر
و خذ بکتابی طیب النظم و النثر
الی کابل خیر البلاد معیشه
و دینا و سلطانا و برا علی بر
حکت ارضها الفردوس من طیب تربها
و مالکها الرضوان من شیم غر
فکم نهر من عرق جاد تفجرت
بجرعتها الملهوف من همه یبری
و کم سلسبیل سال تحت نخیلها
و کم کوثر من تحت اعنابها یجری
ففی کل نهر منه للورد نشوة
و فی کل عین منه ذوق من الخمر

رياض اذا مر السموم بزهرها
يزيد لمن مرت به بركة العمر
اذا نشأت منها السحابة امطرت
جدى سكر بل امطرت وابل العطر
اذا سرح المحزون فيها حداقه
يعيش قرير العين مستبشر السحر
فدانيه للاكلين قطوفها
و دائمه لا تنقضى مدة العصر
اوارقها ليل و فيها قطوفها
ثريا و نور المتك اجلى من البدر
اذا غنت الورقاء فى غصن ايكه
يجاوبها الامواة تجرى على الصخر
مقام كريم فيه ماتشتهى النهى
و تلتذ فيه العين من نزهه الزهر
كان ريحه روع و مسك ترابه
و حصائه كالدرد و الماء كالدر
على فنن بالريح فوق رضا رض
ترى الورق و الاوراق و الماء فى الذكر
لهم كل يوم يوم عيد مبارك
كما كل ليل فيهموا ليله القدر
تنسم رياح السحب فيها اذا تصل
و شم و امض البرق المبشر بالمطر
و جاوب نداء الرعد بالسجع صادحا
و رحب بودق بالجفيل من الهدر
و بشر رياضا بالربيع و مزنها
و قل لفصون نوري الروض بالزهر
و قل نرجسالا تغمض العين بعد ما
سيغسل عنك الغاديات كرى القر
و قل ايها الورد اهتك الستر بارزا

و جاک خدودا لایا رزن من خدر
و قل حادیا ابسط علی الارض عسجدا
و عل عبهرا هاتیک فرشاً من التبر
و قل کاعبات الروض البشرن بالجدی
سیشنفکن الودق والطل بالدر
فتحکین عن خد الحبيب و قدة
و تروین عن عینیه و الثغر و النحر
فهذا ربیع لیس یخلف بالشتا
و تلك مرابیع تروی الی الدهر
و ذلك من یمن الامیر و عدله
و من بركات الدین لا برکه القطر
لقد ا ورق الصم الجلامید فی الفلا
بوابل کف ماطر الدر و البدر
لقد بسط الظل الظلیل بعدله
علی مفرق الاسلام فی البحر و البر
فلولا مضاع للمسلمون و دینهم
فابقاءة رحمن الخلائق للبذر
حمام فقبل تربه تلف عنبراً
و کفا شديدا لباس اجدی من البحر
تراة کریماً حاز مجدا موثلاً
هذ بر المعالی قاهر النهی والامر
ابا بعد جد یتحق امامه
و حسن نبات الارض من کرم البرر
فانشدة من بعد الدعاء مهد هدا
علیک سلام الله یا کوکب الظفر
فلا زلت محمودا و لا زلت حامدا
و لا زلت مشکورا و لا زلت بالشکر
لهیتک العظمی وجوة جبابر
بعزة دین الله تعنو علی العفر

بعزة من عحمى لعزة دينه
حمى الترك و الافغان من موطن الغدر
حميت حمى الاسلام من كل فاجر
حمايته جرم اللسان من الثغر
فانت بلا شك ضياء لعله
و دين جه لقيت فى دفتر القدر
لقد كان ليل الكفر طال ظلامه
بهمتك العليا بدا مطلع الفجر
بكفك قد دان الامور كباته
يدين بكف الدارع الشهم فى الشر
كما ملئت منك القلوب محبه
كذلك غصت من جلالك بالذعر
دفعت القذى من دين مولاك حازما
فانت لعين الدين فى منزل الشفر
بدارك للاسلام ثم لاهله
ملاذوعون عوذة اللب بالقشر
اجرت بعدل مسلما و معاهدا
اجارة بيت الله للورق و النسر
اليك امور المسلمين و دينهم
تحن حنين الراضعين الى الظئر
تبشر فان الوقت وقت مبارك
لقد طلع الاقبال فى شرف الصدر
ولادة مسعود امير محمد
لدين حبيب الله ناصه النصر
لتاجك يا قوت لعينك قرة
لجاهك عنوان التظاهر و الوفر
فعزتكم القعساء زادت مهابه
و دولتك الغراء نالت منى العمر
يباهى وجوه المسلمين بوجهه

و غنت حمام البشر في روصه الفخر
لطلال به الاسلام باعا و شوكة
و ضاق به ذرع الضلالة و الكفر
و حسب الوري في فتح كل مغالقة
يمين حبيب الله والسيف للنصر
يدان لدين الله عينان للهدى
امامان للاسلام نجمان للنكر
غمامان يغشان البلاد مقاطرا
جسامان سلا فرقدان بلانفر
فنعم و ليا العهد مجدا و مله
لدوله اسرائيل ممتدة الازر
هما اورثا عهدين هل من مبارز
يباريهما مي محتد طيب الذجر
فلازلتما يا كوكبي افق العلا
منيرين في سعد على مفرق النسر
و بعد. فيا للدين كالنصل للقتها
لقد بلغتنا بالصحيح من الاثر
سيارذ دين الله من كل جانب
الى طيبه ارز الافاعي الى الحجر
و ذا خبر حق و ذلك وقته
من الوفرة عاد الدين في اصعب الفقر
لقد ضاق ذرع السلم في الهند فوق ما
يضيق يد العصفور في مقلب الصقر
و شكواة ليست من اجانب انماء
اصيب من الاحباب بالخذل و الهجر
يلاقون عبس الوجوة تقطبا
و يلقون الحادا و غيا على البشر
فما في نهاهم عزة لرسولهم
و لا لكتاب الله شئ من الوقر

فلا عرب في رائجهم بمهذب
و لا عربى عندهم قابل القدر
ملا بسهم عاداتهم و خصالهم
نعوذ بعفو الله ضرب من السخر
كان في رسول الله لم يك اسوة
لامته يا امه السوء و الخسر
مشارع شرع الله لم يصف مانها
لديهم و مسقائهم من المشرع الكدر
فكم سنه قد سنها سيد الورى
امام الهدى الزاكي الطهور من العثر
قد استنكفوا منها كراهه فوجها
كما استنكف الجعلان من لصحه الزهر
لتعليم غير الدين فيهم مدارس
و يصرف فيها من زكوة و من عشر
و ليس لدين الله في الهند مدرس
يكون نصاب العلم فيه الى الشطر
لقد اثر وا الدنيا على الدين ظاهرا
و ما خشوا الرحمن في اقبح الوزر
لعمرك ان نركب جناحى نعامه
نطوق بلاد الهند قطرا الى قطر
نجد كل بيت كان للعلم معدنا
محط رحال الجهل الا على النزر
جزى الله بعض المسلمين تحركت
حميتهم للدين من حجج عشر
على اسم امام الدين نعمان قد بنوا
بلا هور دارالعلم محروسه الجدر
قد انتخبوا للدرس فيها اكابرا
من الفضلاء المتقنين اولى الحجر
لقد عبروا للدين كل معابر

و قد سلکوا للدين فى مسلک و عر
اولئک عضوا بالنواجذ سنه
و فى قبض دين الله هم قابضوا الجمر
ففيها لطلاب العلوم وظائف
و للعلماء الراسخين على القدر
ليقرب نصف الالف فى الشهر خرجها
و ذلك من حاجاتها اليوم من شهر
لقد طاف بانوها لنيل خراجها
كثير بلاد الهند فى البرد و الحر
فكم نائم قد ايقظوه بوعظهم
و كم اسخطوا من مسخط الدين مفتر
ترامت بهم ارض الى الارض مدة
و دار الى دار و مصر الى مصر
لقد نابهم فى نشر دين نواب
و لهم رحبوها بالتجلد و الصبر
فيا انف شخص المسلمين و عينهم
الى كم و حتام السؤال من الغثر
الى م الركا يا نستقى حماتها
و كفك بحر فاق عن وصمه الجزر
عليك امير المسلمين ترحما
على غربه الاسلام فى مهمه قفر
فانثر على علم الشريعة و الهدى
كنوز الدراى و اليواقيت و الشذر
فان خذل الاسلام هند فانكم
لاعطيتهم قبل بالعنف و الزجر
و اما عليكم يا امير و قومه
فللدين من قدم حقوق بلا حصر
فانتم حليفوا لدين من بد و عهدة
و كان يراة الهند بالنظر الشزر

تسل ابا الفیض الحزین بدینہ
فجدوی امام العصر کاشفہ الضر
و حاشا امیرا ان یقنط داعیا
الی نصرہ الاسلام دعوة مضطر
علی شعرك الشعری هوی و تناثرت
نجوم الثریا فوق نثرک للعدر
لقد بعث البدر السماء مفدیا
قریضک فانظر فیہ من اثر العضر
فان ترض ان تعطی بشعرك بدرۃ
علی کل شهر کنت ارضت فی السعر
جزی اللہ عن دین النبی امیرۃ
و وفقہ خیرا و عظم فی الاجر
توازث فی نسل الامیر امارۃ
بعزۃ خیر المسلمین الی الحشر

الناظم الاثم۔ ابوالفیض محمد حسن الفیض
وکیل انجمن نعمانیہ لاہور
متوطن بھین علاقہ چکوال ضلع جھلم پنجاب
اول جمادی الثانیہ ۱۳۱۰ھ

فرزند ان نعمانیہ

جن کی بے لوث خدمات سے دارالعلوم نعمانیہ چشمہ علم و فضل بن کر بہتا رہا۔

مولانا محرم علی چشتی مرحوم

مولانا محرم علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ انجمن نعمانیہ کے بانی اراکین اور رفیق امور انتظامی اور اعتقادی تھے۔ آپ ۶/ محرم ۱۲۸۰ھ مطابق ۲۳/ جون ۱۸۶۳ء بروز ہفتہ لاہور اندرون موچی دروازہ پیدا ہوئے۔ محرم الحرام کی نسبت سے آپ کے والدین نے آپ کا نام محرم علی رکھا۔ آپ کے والد گرامی مولوی احمد بخش یک دل ایک زبردست شاعر تھے آپ نے آپ کی پیدائش پر قطعہ تاریخ لکھا وہ یہ ہے۔

بفضلہ چوں محرم علی ولادت یافت
شش محرم و یکشنبہ بود از میلاد
شش محرم و یکشنبہ نیز شد تاریخ
مبارک است عزیزاں بہ شاں مبارک باد

آپ کی پیدائش کے چار سال بعد آپ کے والد ۱۸۶۷ء میں فوت ہو گئے اور آپ کی پرورش آپ کے بڑے بھائی مولوی محمد علی چشتی المتخلص ہرول (۱۸۳۷ء - ۱۸۹۱ء) نے کی۔ آپ کی والدہ مہر النساء بھی ۱۸۷۳ء کو رحلت فرما گئیں اس طرح آپ کو پے درپے یتیمی کے صدمات سے دوچار ہو کر اپنی زندگی کا سفر جاری رکھنا پڑا۔ آپ کے علم دوست بھائی نے آپ کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی اور آپ نے بی اے کی ڈگری نمایاں نمبروں میں حاصل کی۔ آپ علی گڑھ کے ابتدائی زمانہ کے قدیم طلباء میں سے تھے۔ علم و ادب کا حصہ آپ کو خاندانی طور پر ملا تھا۔ مگر آپ نے زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر جب میدان عمل میں قدم رکھا تو اہل علم و دانش نے آپ کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ علی گڑھ سے لاہور آئے تو آپ نے اپنا اخبار ”رفیق ہند“ جاری کیا۔ جس کا پہلا شمارہ ۵/ جنوری ۱۸۸۴ء کو منظر عام پر آیا۔ ۱۸۸۵ء میں آپ کی شادی قمر النساء بنت حسن دین بن محمد بخش سے ہوئی۔ جس سے آپ کی اولاد ایک بیٹی فخر النساء اور دو بیٹے مولوی قائم علی چشتی اور مولوی ابراہیم علی چشتی تھے۔

مولوی محرم علی چشتی کی بیوی ۱۸۹۲ء میں فوت ہو گئیں۔ پھر آپ نے اپنے پیرو مرشد حضرت پیر طریقت مستان شاہ کابلی کی صاحبزادی سے یکم اپریل ۱۹۰۹ء میں شادی کر لی۔

مولانا محرم علی چشتی علی گڑھ کے گریجویٹ تھے۔ مگر آپ نے ۱۹۰۹ء میں وکالت کا امتحان پاس کیا اور علمی، ادبی، صحافی، قانونی، دینی اور روحانی دنیا میں اپنا مقام پیدا کیا۔ ایک زمانہ تھا کہ لاہور کی کوئی سیاسی شخصیت مولوی محرم علی چشتی کی سیاسی راہنمائی کے بغیر کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی تھی۔ کوئی دینی ادارہ آپ کی اعانت سے محروم نہیں تھا کوئی دینی معرکہ آپ کی شمولیت کے بغیر سر نہیں ہو سکتا تھا۔ لاہور کے لوگ آپ کو ”بادشاہ گر“ کے نام سے یاد کرتے تھے۔

آپ کا خاندان لاہور کے علمی حلقوں میں صف اول میں مانا جاتا تھا۔ آپ کے بزرگوں نے علم و ادب کی بڑی خدمت کی۔ آپ کے والد مولانا احمد بخش یک دل اپنے وقت کے استاد مانے جاتے تھے۔ آپ نے دیوان یک دل اردو میں لکھا پھر شمس لکھی (اس میں شاہان سابقہ کی زندگی کے دلچسپ واقعات تھے) اسی طرح فارسی اور پنجابی شعروں پر بڑی اعلیٰ کتابیں لکھیں۔ پھر آپ نے ”دیوان حافظ شیرازی“ کا اردو میں منظوم ترجمہ کیا۔ آپ اس وقت کے رؤساء امراء کے بچوں کو فارسی ادب میں تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ کے چچا مولانا نور احمد چشتی مرحوم کی ”تحقیقات چشتی“ لاہور کے مزارات اور مساجد کا ایک تحقیقاتی اور مستند ماخذ ہے۔ ”یادگار چشتی“ ”دیوان چشتی“ ”تحفہ چشتی“ ”عجائبات چشتی“ جیسی کتابیں مولوی نور احمد چشتی کی یاد ہیں۔ مولانا محرم علی چشتی صاحب دیوان شاعر بھی تھے۔ آپ کا دیوان ”ارمغان چشتی“ کے نام سے چھپا تھا آپ نے اس دیوان میں پیر مر علی شاہ گولڑی، حضرت مستان شاہ کابلی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ نظام الدین اولیا، حضرت شاہ دولہ ولی دریائی اور حضرت غوث الاعظم کی شان میں مناقب اور قصائد لکھے۔ مولانا محرم علی چشتی نے اپنے پیرو مرشد حضرت مستان شاہ کابلی کے فارسی دیوان کو مرتب کیا اور بڑی خوبصورتی سے چھپوایا۔ آپ کی یہ کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر اہل علم و فضل تک پہنچی۔

”قصید الغیاثیہ“ مطبوعہ رفاع عام شمیم پریس لاہور۔۔۔ ۱۳۲۲ھ
”اسرار تصوف اسلامیہ“ شمیم پریس لاہور۔۔۔ ۱۹۰۳ء
”ارمغان چشتی“ منظوم فارسی مثنوی بحر الاسرار حمید یہ پریس لاہور۔۔۔

۱۹۰۳ء
”شجرات المشائخ والاولیاء“ نو کشور گیس پرٹنگ ورکس۔۔۔ ۱۹۰۸ء
ایک نئی کتاب۔۔۔ ۱۸۸۳ء

ان روحانی اور شکتہ تحریروں کے علاوہ مولانا محرم علی چشتی نے سیاسی اور صحافتی ادب میں بڑا نام پایا۔ فروری ۱۹۰۷ء میں غلام قادر فصیح کے جریدے ”پنجاب جرنل“ سیالکوٹ میں ہندوستان کے مشہور ریفارمر سرسید احمد خاں کی لاہور آمد پر ایک زبردست نظم لکھی۔ آپ نے اپنا ذاتی اخبار ”رفیق ہند“ جاری کیا۔ انیسویں صدی کا یہ واحد اخبار تھا جو سیاسی اور دینی اقدار کی ترجمانی میں متوازن، سنجیدہ اور متعین انداز تحریر لے کر سامنے آیا اور اس نے پنجاب کے مسلمانوں کی قومیت اور تشخص کو بیدار کرنے کے لیے آواز اٹھائی۔ رفیق ہند کا پہلا شمارہ ۵/ جنوری ۱۸۸۳ء کو منظر عام پر آیا۔ اس اخبار کو سرسید احمد خان جیسے آزاد خیال مسلمان بھی پسند کرتے تھے۔ ۱۷/ مارچ ۱۸۸۵ء کے شمارے میں ”انگریزی اقتدار میں مسلمانوں پر مظالم“ پر ایک مضمون لکھا جس پر انگریز حکومت نے آپ کو پس دیوار زنداں بند کر دیا اور اس طرح آپ ایک ماہ کی سزا کاٹ کرنے عزم کے ساتھ ”رفیق ہند“ کو شائع کرنے لگے۔ اس اخبار کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس وقت کے چوٹی کے اہل قلم اور اہل دانش اپنے رشحات قلم شائع کرانے کو باعث افتخار جانتے۔ چنانچہ سرسید احمد خان، مولانا محمد حسین آزاد، مولانا الطاف حسین حالی، محسن الملک سید اقبال علی، مولانا ذکاء اللہ، مولوی محمد علی ہرول چشتی، فقیر جمال الدین، مولوی فتح محمد جالندھری، مولانا غلام قادر گرامی، ڈاکٹر لائیز اور مولانا وحید الدین جیسے ارباب قلم کے مقالات چھپتے تھے۔

مولانا محرم علی چشتی مرحوم نے اپنے اخبار ”رفیق ہند“ میں بڑے بڑے پر مغز مقالات لکھے۔ مگر جب ان کا ایک مقالہ ”اہل حدیث یا وہابی“ سامنے آیا تو آپ کی اعتقادی اور نظریاتی زندگی پر سارے ملک میں گفتگو ہونے لگی اور آپ نکھر کر

علمائے اہلسنت کی صف میں کھڑے نظر آئے۔ ایسے ہی مقالات پر سرسید احمد خان اور اس کے دوسرے نیچری دانشور مولانا محرم علی چشتی سے دور رہنے لگے۔ سرسید احمد خان سے اختلافات پر اگرچہ اس وقت کے اخبارات نے روشنی نہیں ڈالی مگر یہ حقیقت ہے کہ سرسید کے نظریات اور خیالات پر مولانا محرم علی چشتی نے تنقید کا دروازہ کھولا تو سرسید علیحدہ ہو گئے، حالانکہ سرسید کے اکثر رفقا کو مولانا محرم علی چشتی کی کوششوں سے شمس العلماء جیسے سرکاری خطابات ملے تھے جب انہیں خود کسی سرکاری ایجنسی نے خطاب یا منصب دینے کی پیش کش کی تو آپ نے اسے ٹھکرا دیا اور برملا کہہ دیتے کہ:

کہ عنقار ابلند است آشیانہ!

یہ وہ زمانہ تھا جب علمائے یوپی اور پنجاب کے اعتقادی اور نظریاتی اختلافات کھل کر سامنے آ گئے تھے۔ ایک طبقہ مولوی قاسم نانوتوی، خلیل احمد انیسٹوی، حسین احمد مدنی جیسے علمائے دیوبند پر مشتمل تھا جو شاہ اسماعیل دہلوی کے عقائد سے متاثر ہو کر اہلسنت کو مشرک اور بدعتی کہہ رہا تھا۔ دوسری طرف سرسید سکول آف تھاٹ کے دانشور تھے جو نیچریت کو اپنائے ہوئے تھے۔ مولانا چشتی جس نظریہ اور فکر سے تعلق رکھتے تھے وہ نظریہ حق عقیدہ اہلسنت تھا جس کے راہنما اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یوپی اور پنجاب کے اکثر علمائے اہلسنت فاضل بریلوی کے ہم نوا تھے۔ لاہور میں ایسے علماء کی کمی نہ تھی جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے نظریات کے موید بھی تھے اور ترجمان بھی۔ ان علماء کرام کا اصل مرکز انجمن نعمانیہ کا دارالعلوم نعمانیہ لاہور تھا۔ مولانا محرم علی چشتی نے انجمن نعمانیہ کی صدارت قبول کی اس کی ترقی اور ترویج کے لیے اپنی توانیاں صرف کر دیں اور دارالعلوم کے انتظامات کو بہتر بنایا۔ آپ ایک سیاست دان ہوتے ہوئے بھی اہلسنت پنجاب کے معتمد تھے۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوری نے اپنے ”رسالہ الشفاء الصدور“ میں مولانا محرم علی چشتی کی اعتقادی اور نظریاتی شخصیت کا تفصیلی تعارف کرایا اور آپ کی راجح الاعتقادی کو خراج تحسین پیش کیا۔

عصر حاضر کے ایک دانشور ڈاکٹر گوہر نوشاہی ایم اے، پی ایچ ڈی، ڈائریکٹر

مقتدرہ اسلام آباد نے اپنی کتاب ”لاہور کے چشتی خاندان کی علمی خدمات“ (ہم نے اس کتاب سے مصنف کے شکریہ کے ساتھ بھرپور فائدہ اٹھایا ہے) میں مولانا محرم علی چشتی کے خاندان کی علمی اور روحانی خدمات کا بھرپور جائزہ لیتے ہوئے مولانا محرم علی چشتی کے متعلق لکھا ہے کہ مولانا محرم علی چشتی کی تہذیبی اور ادبی خدمات اور ان کے اثرات ”رفیق ہند“ کے صفحات کے حوالے سے سارے برصغیر ہندوستان میں پھیلے۔ وہ مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت ادب و دینی نظریات کا نمائندہ تھے۔ وہ دینِ مصطفیٰ کے سچے عاشق تھے۔ انہوں نے اسی عشق کی قوت سے دین کی سربلندی کے خلاف ہر حملے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور پوری قوم کو اپنا ہمنا بنایا۔ جب وہ قید و بند میں گئے تو لاہور کے سنی مسلمانوں نے آپ کی رہائی کے لیے گڑ گڑا کر دعائیں مانگیں۔

آپ ان دنوں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے قلمی رابطہ رکھتے تھے اور یہ رابطہ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے شیخ سے ہوتا۔ آپ نے ہی اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ فاضل بریلوی کو دارالعلوم کا ”اعتقاد نامہ“ مرتب کرنے یا اس میں ترمیم و اصلاح کرنے پر زور دیا اور اعلیٰ حضرت نے بکمال شفقت و محبت آپ کو ایک طویل مراسلہ لکھا۔ جو فتاویٰ رضویہ کی جلد دوازدہم میں چالیس صفحات پر شائع ہوا ہے۔ اس مقالہ میں اعلیٰ حضرت نے نہ صرف عام مسلمانوں کی اعتقادی و نظریاتی راہنمائی کے لیے اصول مرتب کیے بلکہ دارالعلوم انجمن نعمانیہ سے محبت اور وابستگی پر فخریہ کلمات لکھے۔ اور اس کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ مولانا محرم علی چشتی فاضل بریلوی کے علمی احباب ہی میں نہ تھے بلکہ اعلیٰ حضرت نے آپ کو کئی مکاتیب میں ضروری مسائل پر مخاطب کیا ہے ہم اسی کتاب میں مولانا محرم علی چشتی کی ان خدمات کا تذکرہ کر چکے ہیں جو انہوں نے انجمن نعمانیہ لاہور کے لیے سرانجام دی تھیں۔ انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن نعمانیہ کے اویغام کا مسئلہ ”انجمن اسلامیہ اور انجمن نعمانیہ کی باہمی کشمکش اور دارالعلوم نعمانیہ کی اپنی بلڈنگ میں آمد جیسے معاملات پر آپ ہمیشہ قائدانہ انداز میں آگے آئے۔“

مولانا محرم علی چشتی ۸ / ستمبر ۱۹۳۴ء کو لاہور میں صبح صادق کے وقت فوت

ہوئے۔

امام احمد رضا اور علماء لاہور

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ العزیز ۱۰ شوال ۱۳۷۲ھ / ۱۳ جون ۱۸۵۶ء میں انڈیا کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے۔ (۱) آپ نے صرف ۱۳ سال ۱۰ ماہ اور ۵ دن میں یعنی ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ / ۱۸۶۹ء میں اپنے والد ماجد حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی (المتوفی ۱۳۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) ابن مولانا مفتی رضا علی خاں قادری بریلوی (المتوفی ۱۳۸۲ھ / ۱۸۶۵ء) کی درسگاہ سے سند فراغت حاصل کر لی اور اسی دن مسئلہ رضاعت پر پہلا فتویٰ لکھ کر خدمت دین کی ذمہ داری سنبھال لی (۲) اور پھر مسلسل ۵۵ برس تک دین اسلام کی قلمی و علمی خدمت انجام دیتے رہے جس کے دوران آپ نے ۷۰ سے زیادہ مختلف علوم و فنون پر ہزاروں فتوے اور ہزار سے زیادہ چھوٹی بڑی کتب یادگار چھوڑی ہیں۔ (۳)

امام احمد رضا محدث بریلوی کے جد امجد حضرت علامہ مفتی رضا علی خاں بریلوی نے اپنے خاندان میں ”مسند افتاء“ کی بنیاد ۱۲۵۰ھ میں رکھی تھی۔ (۴) جس کی چھٹی پشت بھی مسلسل یہ خدمت انجام دے رہی ہے۔ آج بریلی کے مرکزی دارالافتاء میں مفتی سبحان رضا خاں قادری بریلوی ابن مفتی رحمان رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۳۰۵ھ / ۱۹۸۵ء) ابن مفتی ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) ابن مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) ابن مفتی امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ (۵)

امام احمد رضا محدث بریلوی نے اس مسند سے مسلسل ۵۵ برس

تک رشد و ہدایت اور فتویٰ نویسی کا سلسلہ جاری رکھا اس کے علاوہ آپ کی حیات میں آپ کے چھوٹے بھائی مولانا مفتی محمد رضا خاں بریلوی (م ۱۹۳۹ء) بھی فتویٰ نویسی فرماتے رہے (۶) اور آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی (م ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء) نے بھی مسلسل ۸۰ برس فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دی ہے (۷) اور آج بریلی شریف میں مفتی سبحان رضا کے علاوہ امام احمد رضا کے ایک پرپوتے اور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی کے نواسے حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری بریلوی الازہری بھی مسلسل ۲۵ سال سے اسی دارالافتاء میں مرکزی مفتی کی حیثیت سے بریلی شریف میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آج بحمد اللہ اس بریلوی خاندان سے فتویٰ نویسی کی خدمت کو لگ بھگ پونے دو صدیاں گزر چکی ہیں۔ احقر کی معلومات کے مطابق برصغیر پاک و ہند میں یہ امتیازی شان کسی علمی خانوادے کو حاصل نہیں۔ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے جو اس خاندان کو حاصل ہے۔ (۸)

امام احمد رضا خاں نے اپنی ہزار سے زائد تصنیفات و تالیفات میں مجتہدانہ صلاحیت دکھا کر عالم اسلام کے مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور مندرجہ ذیل آیت مبارکہ کی تفسیر اور نشانی بن گئے۔

فَسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○ (النحل: ۴۳)

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنز الایمان)

چنانچہ آپ سے سوال کرنے والوں میں عام لوگوں کے علاوہ علماء و مشائخ، سائنسدان، اسکول، کالج، یونیورسٹی کے اساتذہ، دانشور حضرات، وکلاء اور

جج صاحبان بھی شامل تھے۔ آپ کے پاس بلاوا اسلامیہ اور دیگر کئی ممالک سے استفتاء آتے مثلاً "افغانستان" عراق "چین" برما "سیلون" ساؤتھ افریقہ "نیپال" بھوٹان "بنگلہ دیش" پرنگال وغیرہ۔ پاکستان کے بھی تمام صوبوں سمیت کشمیر، گلگت اور سوات جیسے دور دراز علاقوں سے بھی استفتاء آپ تک پہنچے۔ آپ سے تقریباً "تمام ہی علوم و فنون سے متعلق سوالات پوچھے گئے اور آپ نے ان علوم و فنون کی مناسبت سے مدلل جوابات تحریر فرمائے۔ ان سوالات کے جوابات پانچ مختلف انواع میں دیئے گئے ہیں، یعنی اردو، فارسی اور عربی نثر کے علاوہ منظوم فارسی اور منظوم اردو میں بھی آپ نے جوابات تحریر کئے۔ (۹) ان تمام خوبیوں اور خداداد صلاحیتوں کے باعث جلد ہی مرجع خلافت بن گئے چنانچہ ہر کوئی آپ ہی کی طرف رجوع کرتا نظر آتا ہے۔ وقت نے آپ کی تحریر کو حجت بنا دیا، آپ کو کبھی بھی اپنی تحریر واپس لینے کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ آپ نے فیصلہ لکھتے وقت کبھی دین کے اصولوں سے انحراف نہیں کیا چنانچہ اس کا اقرار آپ کے ایک ہم عصر مورخ خواجہ حسن نظامی نے بھی کیا، آپ لکھتے ہیں :

"بریلی کے مولانا احمد رضا خاں صاحب جن کو ان کے معتقد "مجدد مآۃ حاضرة" کہتے ہیں درحقیقت طبقہ صوفیائے کرام میں بہ اعتبار علمی حیثیت کے منصب مجدد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے ان مسائل اختلافی پر معبرکہ کی کتابیں لکھیں ہیں جو سالہا سال سے وہابیہ کے زیر تحریر و تقریر تھیں اور جن کے جوابات گروہ صوفیہ

کی طرف سے کافی و شافی نہیں دیئے گئے تھے۔ ان کی تصنیفات و تالیفات کی خاص شان اور خاص وضع ہے یہ کتابیں بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور ایسی مدلل ہیں جن کو دیکھ کر لکھنے والے کے تبحر علمی کا جید سے جید مخالف کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی خصلت ہے جس کی ہم سب کو پیروی کرنی چاہئے۔ ان کے مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا کی تحریروں میں سختی بہت ہے اور بہت جلدی دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں، مگر شاید ان لوگوں نے شاہ اسماعیل دہلوی اور ان کے جواہریوں کی دل آزار کتابیں نہیں پڑھی ہیں جس کو سالہا سال صوفیائے کرام برداشت کرتے رہے۔ ان کتابوں میں جیسی سخت کلامی برقی گئی ہے اس کے مقابلے میں جہاں تک میرا خیال ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اب تک بہت کم لکھا ہے، جماعت صوفیہ علمی حیثیت سے مولانا موصوف کو اپنا ”بہادر صف شکن“ ”سیف اللہ“ سمجھتی ہے اور انصاف یہ ہے کہ بالکل جائز سمجھتی ہے۔“ (۱۰)

امام احمد رضا خاں کی مجددانہ اور مجتہدانہ صلاحیتوں کا شہرہ تمام عالم اسلام میں تھا۔ علماء بھی اپنی علم کی پیاس بجھانے کے لئے آپ ہی کی جانب رجوع کرتے۔ اور آپ عالم اسلام کے ایسے ہی جلیل القدر مفتی

مفسر، محدث، محقق، مدیر اور شیخ کامل تھے جیسے امام غزالی (م ۵۰۵ھ) امام السیوطی (م ۹۱۱ھ) امام شعرانی (م ۹۷۳ھ) علامہ شامی (م ۱۲۶۰ھ) شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) اور علامہ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) قدس اللہ سرہم اپنے اپنے دور میں یکتائے زمانہ اور حجتہ الاسلام تھے۔

برصغیر پاک و ہند کی چند نامور ہستیوں کے نام ملاحظہ کریں جو اگرچہ خود اپنی اپنی جگہ ایک بڑا نام اور مقام رکھتے ہیں مگر یہ حضرات بھی اپنے مسائل کے حل کے لئے آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مثلاً

- ◆ چیف جج محمد دین، چیف کورٹ ریاست بہاولپور
- ◆ مفتی صدر الصدور عبدالقادر
- ◆ علامہ سید دیدار علی شاہ الوری، بانی ادارہ حزب الاحناف لاہور
- ◆ مولانا لطف اللہ علیگڑھ، صدر المدرسین ریاست حیدر آباد دکن
- ◆ مولانا محمد وصی احمد محدث سورتی، صدر مدرستہ الحدیث
- ◆ پروفیسر ڈاکٹر سر ضیاء الدین قادری، وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی
- ◆ پروفیسر حاکم علی نقشبندی لاہوری
- ◆ قاضی قادر بخش بارکھان بلوچستان
- ◆ مولانا حافظ محمد عبداللہ قادری، خانقاہ قادریہ بھرجونڈی شریف، سکھر سندھ

◆ مولوی خلیل اللہ پشاور۔

راقم اس مقالے میں صرف صوبہ پنجاب کے دارالخلافہ لاہور شہر (۱) کے علماء و فضلاء کے امام احمد رضا خاں محدث بریلوی سے تعلقات پر تفصیلی روشنی ڈالنا چاہتا ہے اس سے قبل بھی راقم کئی مقالات رقم کر

چکا ہے۔ مثلاً

❖ امام احمد رضا اور علماء سندھ (۱۲)

❖ امام احمد رضا اور علماء ریاست بہاولپور (۱۳)

❖ امام احمد رضا اور علماء بلوچستان (۱۴)

امام احمد رضا خان محدث بریلوی کے لاہور شہر سے تعلق رکھنے والے بیشتر ہم عصر علماء و فضلاء سے تعلقات قائم تھے ان ہم عصر علماء میں آپ کے کئی شاگرد اور خلفاء بھی ہیں چند قابل ذکر نام ملاحظہ کیجئے۔

❖ مفتی سید دیدار علی الوری

❖ مولانا پروفیسر عبداللہ ٹونگی

❖ مفتی غلام جان قادری ہزاروی

❖ مولانا عبدالرشید محمد عبدالعزیز مزنگ

❖ مولانا محمد اکرام الدین بخاری

❖ علامہ غلام دستگیر قصوری

❖ مولانا محرم علی چشتی

❖ مولانا نبی بخش حلوائی

❖ مفتی حکیم مولوی سلیم اللہ

لاہور شہر ہمیشہ علوم و فنون کا گہوارہ رہا ہے۔ (۱۵) پچھلی صدی میں امام احمد رضا بریلوی کے ہم عصر علماء اور ان کے خلفاء و تلامذہ اور مریدین و معبین نے اس چراغ کو روشن رکھا اور علم دین کی شمع لاہور کی ہر گلی کوچے تک پہنچائی۔ امام احمد رضا کے وصال کو اگرچہ پون صدی گزر گئی مگر لاہور کے مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت آج بھی قائم ہے

اور بیسوں مدارس اور انجمنیں آپ کے نام سے منسوب کر رکھی ہیں۔ (۱۶) اس کا سہرا اگر حکیم محمد موسیٰ امرتسری (پ ۲۷ اگست ۱۹۲۷ء / ۲۸ صفر ۱۳۴۶ھ) مدظلہ العالی ابن حکیم فقیر محمد چشتی نظامی فخری (م ۱۹۵۲ء) کی کاوشوں کو قرار دیا جائے تو حق بجانب ہوگا کیونکہ انہوں نے مرکزی مجلس رضا لاہور کی ۱۹۶۸ء میں بنیاد رکھ کر جس تحریک کا آغاز کیا تھا آج یہ تحریک پورے عالم اسلام میں پھیل چکی ہے اور نہ جانے کتنے ادارے اور انجمنیں ان کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے میدان میں آئیں اور امام احمد رضا کی تعلیمات کو گھروں تک پہنچا کر ایک انقلاب برپا کر دیا۔ درحقیقت یہ حکیم صاحب کی اعلیٰ حضرت سے والہانہ محبت و عقیدت کا ثمرہ ہے۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی تحریک کو لبیک کہتے ہوئے دورے حاضر کے عظیم محقق، مسعود ملت، فانی الرضا حضرت سیدی استاذی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی مجددی مظہری مدظلہ العالی نے وہ کارنامہ انجام دیا کہ تمام سنی بریلوی مسلمان اگر ان کا شکریہ ادا کریں اور آپ کے اس کارنامے کو احسان عظیم تسلیم کریں تو بے جان نہ ہوگا کیونکہ امام احمد رضا کی تعلیمات کو انہوں نے اس جگہ بھی پہنچا دیا جہاں نام لینا شجرہ ممنوعہ تھا۔ آپ نے امام احمد رضا پر ۱۰۰ سے زیادہ رسائل، کتابیں، مقدمات اور پیش لفظ لکھ کر سنی مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے۔ خداوند کریم ڈاکٹر صاحب کے سائے کو ہم سینوں پر دیر تک سلامت رکھے اور ان کے فیوضات سے ہم کو بہرہ ور فرمائے۔ (آمین)

لاہور کی سرزمین کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم یعنی امام احمد رضا مجدد ملت طائرہ نے یہاں قدم رنج

فرمائے بلکہ کئی بار لاہور تشریف بھی لائے اور اپنے ظاہری اور باطنی فیوض و برکات سے اہل لاہور کے مسلمانوں کو فیض یاب کیا۔ آپ کی لاہور آمد کا ذکر حضرت مولانا حکیم شاہ مانا میاں قادری پبلی بھتی (المتوفی ۱۳۹۷ھ) ابن مولانا عبدالاحد محدث پبلی بھتی (م ۱۳۵۲ھ) ابن مولانا شاہ محمد وصی احمد محدث سورتی (م ۱۳۳۳ھ) نے اپنی تصنیف ”سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی“ کے ص ۱۵۶ پر کیا ہے۔ آپ رقمطراز ہیں :

”جن شہروں میں اعلیٰ حضرت تشریف لے گئے ان میں لاہور اور امرتسر کو بڑی خصوصیت حاصل ہے۔ لاہور میں آپ انجمن نعمانیہ ہند کے سالانہ اجتماعات میں شرکت فرماتے تھے۔ پورا لاہور آپ کے آنے کی خوشی محسوس کرتا تھا اور بڑے شاندار طریقہ پر لاہور میں آپ کا استقبال کیا جاتا تھا۔ لاہور والوں کے لئے اعلیٰ حضرت اس لئے بھی مرکز محبت تھے کہ اعلیٰ حضرت کے مورث اعلیٰ سب سے پہلے لاہور میں آئے تھے اور شش محل (بجا) ان کی یادگار کے طور پر موجود تھا۔ انجمن نعمانیہ ہند لاہور پورے پاک و ہند میں وہ پہلی مذہبی انجمن تھی جس کے علمی اور تبلیغی کارنامے تاریخی حیثیت رکھتے تھے۔ انجمن کے ہی ایک اجتماع میں اعلیٰ حضرت سے علامہ اقبال نے نیاز حاصل کیا تھا اور اپنی ایک نعت اعلیٰ حضرت کو سنائی تھی جسے آپ نے پسند فرمایا تھا۔“ (۱۸)

پنجاب کے محقق شہیر حضرت مولانا سید نور محمد قادری صاحب مدظلہ العالی نے بھی اپنی تحریر میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے اور ایک مزید

روایت بیان فرمائی کہ :

”مولانا تقدس علی خاں صاحب (۱۹) (شیخ الحدیث جامعہ

راشدیہ پیرجو گوٹھ) نے ایک موقع پر پرزور الفاظ میں اعلیٰ

حضرت اور علامہ اقبال کی ملاقات کی تصدیق فرمائی۔ (۲۰)

لاہور شہر میں آج بھی قدیم اداروں، انجمنوں، مدارس، خانقاہوں

کے آثار اور وجود پائے جاتے ہیں۔ ان ہی میں ایک قدیم انجمن

”دارالعلوم نعمانیہ“ بھی ہے جس کی بنیاد ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں شاہی مسجد

کے حجروں میں رکھی گئی۔ اس ”انجمن نعمانیہ لاہور“ کی مختصر تاریخ ملاحظہ

کیجئے جو انجمن نعمانیہ کے پہلے مطبوعہ رسالے سے لی گئی ہے :

”اہل اسلام کو غور اور تامل کرنے کے بعد رجب ۱۳۰۵ھ میں

بعض شائقین اسلام کو اس طرف توجہ ہوئی کہ اہل اسلام

کے بواعث تنزل ظاہری پر غور کریں جس کے لئے مولوی

غلام محمد بگوی، حافظ چراغ الدین، مولوی غلام حیدر، میر مظہر

حسین، خلیفہ محمد بخش، غلام محمد پشادری، خلیفہ محمد ہاشم،

سید رحمت علی شاہ، حافظ عبدالرحمن چشتی صابری، خلیفہ اللہ

بخش، مولوی عبدالحق ٹوکی، حافظ شہاب الدین، حافظ رحیم

بخش، مفتی چراغ الدین صاحب کی کوشش سے ایک انجمن

مسجد گازران محلہ سید مٹھ میں منعقد ہوئی جس نے اپنا نام

”انجمن نعمانیہ“ پسند کیا اور حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب کو اپنا

مشیر منتخب کیا۔ (۲۱)

اس رسالے میں آگے چل کر یہ عبارت رقم ہے :

۲۳۴

اس انجمن کے تحت پہلا جلسہ عام ۱۳۰۰ھ محرم الحرام
۱۳۰۶ھ ”مدرسہ مسجد سنہری“ میں منعقد ہوا اور اس میں
مندرجہ ذیل اساطین لاہور شریک ہوئے۔ مولوی محمد حسن
محدث ملتانی، مولوی محمد یار نائب واعظ مسجد شاہی، مولوی غلام
حیدر امام مسجد گارزان، مولوی غلام محمد بگوی امام مسجد شاہی،
مولوی غلام دستگیر قصوری، مولوی تاج الدین احمد، مولوی
خلیفہ حمید الدین قاضی لاہور، حکیم مفتی سلیم اللہ (۲۲)
وغیرہ۔“

اس انجمن کے مقاصد اور عہدیداران کی تفصیل کے عکس مقالے
کے آخر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہاں صرف تین نام لکھے جا رہے ہیں۔
۱۔ امیر مجلس مولوی غلام محمد صاحب بگوی امام مسجد شاہی
۲۔ مولوی غلام دستگیر قصوری نائب امیر مجلس
۳۔ حکیم مفتی سلیم اللہ مہتمم انجمن

اس انجمن نعمانیہ کے تحت جلد ہی ایک ”مدرسہ علوم اسلامیہ“
۱۳۰۶ھ میں مسجد ”ہکن خان“ واقع لاہور موچی دروازہ میں شروع کر دیا
گیا۔ (۲۳) اس انجمن کے تحت مدرسہ نعمانیہ کا عربی حصہ ۷ مارچ
۱۸۹۷ء سے شاہی مسجد میں منتقل کر دیا گیا۔ (۲۴)

انجمن نعمانیہ کے تحت ہر سال ایک بڑا عام جلسہ منعقد ہوتا تھا
جس میں برصغیر پاک و ہند سے ممتاز علماء شریک ہوتے اور ان کا خصوصی
خطاب بھی ہوتا۔ چنانچہ ایک جلسہ کی دعوت جب حضرت سید پیر مہر علی شاہ
گوٹروی علیہ الرحمہ (م ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء) کو دی گئی تو آپ نے خط کے

جواب میں انجمن کے خداموں کو مثنوی کے بحر میں خراج عقیدت پیش کیا
ملاحظہ کیجئے :

آں علی غیور و منان و صد
را جی خود را کجا رسوا کند

یا الہی فیض از و صبانہ
زود بارک انجمن نعمانیہ

انجمن نعمانیہ شد دار ایں
تاجدار خدمتش آں تاج دین

واں سلیم الطبع والدین خوش صفات
آں سلیم اللہ مفتی نیک ذات

حق سلامت دار دش از رنج و تاب
دین و دنیا باشدش خیرالماب

ہم چراغ دین احمد خارمش
الاماں یارب زیاد صرصرش (۲۵)

انجمن نعمانیہ برصغیر کے دینی مدارس میں بلا مبالغہ انیسویں صدی
کے آخری دہائی اور بیسویں صدی کے ابتدائی ۳-۴ دہائیوں تک مسلک
احناف کا سب سے اہم دینی ادارہ تھا۔ اس انجمن اور مدرسہ کے قیام کے
بعد مجلس انتظامیہ کے ایک رکن مولانا خلیفہ تاج الدین (دبیر ثانی) نے

امام احمد رضا محدث بریلوی کو ایک خط لکھا جس میں آپ سے اس مدرسہ کی خدمت کے لئے درخواست کی گئی تھی۔ چنانچہ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۰۹ء میں اعلیٰ حضرت نے خلیفہ تاج الدین کو جواب لکھا جس میں اپنی طرف سے معذرت کرتے ہوئے اپنے تلمیذ و خلیفہ مولانا محمد ظفر الدین قادری بہاری کو انجمن کی خدمت کے لئے بھیجنے کا لکھا اس خط کا اقتباس ملاحظہ ہو:

”بملاحظہ مولانا المکرم ذی العجد و الکرم‘ حامی سنت‘ ماحی بدعت

جناب خلیفہ تاج الدین احمد صاحب

زید کرمم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :

مکرمی مولانا محمد ظفر الدین صاحب قادری سلمہ فقیر کے یہاں کے اعز طلبہ سے ہیں اور میرے بجاں عزیز‘ ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علوم کی اور اب کئی سال سے میرے مدرسے میں مدرس اور اس کے علاوہ کار افتاء میں میرے معین ہیں۔۔۔۔۔۔ علماء زمانہ میں علم توقیت سے تنہا آگاہ ہیں۔ امام ابن حجر کی نے زواجر میں اس علم کو فرض کفایہ لکھا ہے اور اب ہند بلکہ عامہ بلاد میں یہ علم علماء بلکہ عامہ مسلمین سے اٹھ گیا۔۔۔۔۔۔

میرے یہاں کے اوقات طلوع و غروب و نصف النہار بناتے ہیں۔ فقیر آپ کے مدرسہ کو اپنے نفس پر ایثار کر کے انہیں آپ کے لئے پیش کرتا ہے اگر منظور ہو تو فوراً“ اطلاع دیجئے کہ اپنے اپنے ایک اور دوست کو میں نے روک رکھا ہے۔۔۔۔۔۔

بقلم خود فقیر احمد رضا عفی عنہ، ۵ شعبان المعظم

۱۳۲۸ھ (۲۶)

جناب پیرزادہ مولانا اقبال احمد فاروقی صاحب اپنے ایک مقالہ میں انجمن نعمانیہ کے قیام کے سلسلے میں اس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :

”انجمن نعمانیہ آج سے ۱۱۰ سال قبل یعنی ۱۸۸۷ء میں لاہور میں قائم ہوئی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ انگریزی اقتدار کے سائے میں عیسائی مشنریوں کی یلغار، دینی فتنوں کے طوفانوں کے سامنے مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت کے لئے ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو خالص دینی علوم کی اشاعت میں سرگرم عمل ہو۔ چنانچہ لاہور کے چند دردمند مسلمان آگے بڑھے اور انہوں نے انجمن نعمانیہ کی بنیاد رکھی۔ ان بانیوں میں لاہور کے جلیل القدر علمائے کرام اور علمائے ملت کے نام دکھائی دیتے ہیں۔ انجمن کے بانیوں میں مولانا محرم علی چشتی، مفتی سلیم اللہ، مولانا تاج الدین اور خلیفہ حمید الدین جیسے اساطین لاہور شامل تھے۔ انجمن کی علمی اشاعت کے لئے جن عظیم الفضل علمائے کرام کے نام سامنے آتے ہیں ان میں مولانا غلام دستگیر، قصوری، مولانا غلام اللہ قصوری، مولانا غلام قادر، بھیروی، مولانا غلام محمد، گوی، مولانا عبد اللہ ٹوکی، مولانا اصغر روجی اور علامہ غلام احمد ولد شیخ احمد جیسے بلند پایہ ارباب علم و فضل تھے۔“ (۲۷)

تحریک پاکستان کے سلسلے میں انجمن نعمانیہ کے منتظمین اور علماء کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے پیرزادہ فاروقی صاحب مزید رقم طراز ہیں :

”آج ان فرزندان نعمانیہ کی فہرست پر نگاہ ڈالی جائے تو ہمیں تحریک پاکستان میں حصہ لینے والے اکثر علمائے کرام اور سیاست دان ایسے نظر آتے ہیں مثلاً ”امیر ملت پیر حافظ جماعت علی شاہ علی پوری“ پیر آف زکوڑی“ پیر آف مانگی شریف جو اسی دارالعلوم کے علمی دسترخوان کے خوشہ چیں تھے۔ ہندوستان میں دو قوی نظریہ کے ترجمان امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن نعمانیہ کو اپنے کئی تربیت یافتہ علمائے کرام مہیا کئے جن میں ان کے جلیل القدر خلفاء مولانا وصی احمد سورتی، مولانا ظفرالدین بہاری قادری رضوی، مولانا سید دیدار علی شاہ الوری کے نام ”انجمن نعمانیہ“ کی تاریخ میں درخشاں نظر آتے ہیں۔“ (۲۸)۔

آخر میں مولانا اقبال احمد فاروقی صاحب لکھتے ہیں :

”اتنا ضرور کہوں گا کہ فرزندان نعمانیہ نے تحریک پاکستان میں جس پامردی سے حصہ لیا وہ پاکستان کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ آج اگرچہ عظیم الشان انجمن اپنوں کی بے رخی کی وجہ سے اپنا تاریخی مقام برقرار نہ رکھ سکی مگر اس کی درو دیوار اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آزادی وطن کے کاروان ہاں سے نکلے تھے۔“ (۲۹)

انجمن نعمانیہ نصف صدی سے زیادہ لاہور کی دینی فضاؤں پر چھائی رہی جب بھی کوئی دینی تحریک اٹھی انجمن کے متوسلین اس میں پیش پیش رہے اور جب کوئی دینی مسئلہ آجاتا تو انتظامیہ امام احمد رضا خاں سے رجوع کرتی۔ انجمن نے ابتدا ہی سے اشاعت علوم دینیہ کی طرف بھی خاص توجہ رکھی اور شروع ہی سے ایک رسالے کا اجرا کیا۔ انجمن کے ماہنامہ کو مولانا محمد حسن فیضی، مولانا نور بخش توکلی اور مولانا اصغر علی صاحب روحی جیسے فاضل حضرات کا تعاون حاصل رہا اور یہ اپنے دور کا علمی دینی اور ادبی لحاظ سے بلند پایہ مجلہ تھا۔ (۳۰)

انجمن نعمانیہ ہر سال ایک سالانہ جلسہ منعقد کرتی تھی جس میں نہ صرف لاہور اور پنجاب کے علماء و مشائخ تشریف لاتے تھے بلکہ دور دراز کے علاقوں سے بھی علماء کو مدعو کیا جاتا اور انجمن کے دستار فضیلت کے اس جلسے میں پاک و ہند کے جید علمائے کرام کو صدارت اور تقریر کرنے کی دعوت دی جاتی چنانچہ ایک جلسہ میں امام احمد رضا خاص بھی مدعو تھے اور ڈاکٹر سر محمد اقبال بھی اسی جلسہ میں موجود تھے جس کا ذکر شاہ مانا میاں نے اپنی کتاب میں بھی کیا ہے۔ اس ملاقات کے بعد ڈاکٹر محمد اقبال، امام احمد رضا خاں سے بے حد متاثر ہوئے اور انہوں نے امام احمد رضا خاں کو نابغہ روزگار قرار دیا۔ ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر محمد اقبال نے پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (م ۱۳۸۸ھ) خلیفہ اعلیٰ حضرت اور پروفیسر دینیات علی گڑھ یونیورسٹی سے ایک ملاقات میں کیا۔ اس واقعہ کا ذکر ڈاکٹر عابد علی نے کیا ہے جس کو قاضی عبدالنبی کوکب نے نقل کیا ہے۔ اس کا اقتباس ملاحظہ کیجئے :

”ایک بار استاذ محترم سید سلیمان اشرف بہاری نے ڈاکٹر سر محمد اقبال کو کھانے پر مدعو کیا اور محفل میں مولانا امام احمد رضا خاں کا ذکر چھڑ گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے مولانا کے بارے میں یہ رائے ظاہر کی کہ (وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے۔ فقیہ بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرور اور ہندوستان کے ناہنہ روزگار فقیہ تھے۔ ہندوستان کے اس دور متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ بمشکل ملے گا۔) (۳۱)

انجمن نعمانیہ لاہور کی مجلس عاملہ اور انتظامیہ کی ایک فہرست جو ۲۳ جولائی ۱۸۹۹ء کو انتخاب کے ذریعہ عمل میں آئی تھی اس کا ذکر اور عہدیداران کی فہرست محترم سید نور محمد قادری صاحب نے اپنے مقالے میں تحریک کی ہے۔ اس انجمن کے مربی یعنی سرپرست اعلیٰ اس وقت کے والی ریاست بہاولپور تھے جن کی طرف سے مستقل گرانٹ ۴۰۰ روپے سالانہ ملتے تھے۔ خصوصی امداد اس کے علاوہ ہوا کرتی تھی چنانچہ جب اس انجمن نے علیحدہ اپنی زمین لے کر اس کی تعمیر شروع کی تو نواب بہاولپور کی والدہ ماجدہ نے انجمن کو ایک ہزار روپے کی خصوصی امداد سے نوازتے ہوئے تعمیر میں حصہ لیا تھا۔ (۳۲)

انجمن نعمانیہ لاہور کی مجلس انتظامیہ اور اس سے وابستہ علماء اور مفتیان کا امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی سے گہرا رابطہ رہا۔ انجمن کے احباب اور علماء برابر اپنے مسائل کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت

سے رجوع فرماتے۔ اعلیٰ حضرت کے جوابات میں اکثر انجمن سے محبت اور عقیدت کا اظہار ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ یہاں سالانہ جلسے میں تشریف بھی لائے اس کی مزید تصدیق پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے ایک خط سے ہوئی جو انہوں نے راقم کو لکھا تھا کہ :

”یہ بات اپنے ماما سے سنتے آئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت یہاں اس جلسے میں تشریف لائے ہیں جس میں ڈاکٹر محمد اقبال بھی مدعو تھے اس جلسے میں جب ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنی ایک نعت سنائی تو اعلیٰ حضرت نے اس میں ترمیم فرمائی۔“

انجمن نعمانیہ لاہور کے جن عمدیداران اور مدرسین نے اپنے مسائل کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت سے رجوع کیا ان کے نام ملاحظہ کیجئے۔

- مولوی محرم علی چشتی صدر ثانی انجمن نعمانیہ
- مولانا مفتی حکیم سلیم اللہ خاں بہادر ناظم و مدیر اول انجمن نعمانیہ
- خلیفہ تاج الدین مدیر ثانی انجمن نعمانیہ
- مولانا سید دیدار علی شاہ الوری شیخ الحدیث و بانی مدرسہ حزب

الاحناف لاہور

- مولانا عبداللہ ٹوکی مدرس
- مولانا غلام دھگیر قصوری بانی رکن انجمن نعمانیہ
- ملا محمد بخش صاحب رکن مجلس انتظامیہ
- مفتی غلام جان ہزاروی شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ انجمن نعمانیہ لاہور

:

حضرت مولانا مفتی سلیم اللہ لاہوری قادری قدس سرہ (۳۹)

حضرت مولانا مفتی سلیم اللہ بن مفتی عظیم اللہ ۱۸۳۸ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد پشاور سے لاہور منتقل ہو گئے تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور لاہور کے مشہور بزرگ خلیفہ حمید الدین سے درس نظامی کی کتابیں پڑھیں۔ حکیم الہی بخش اور حکیم مولوی محمد بخش سے طب کی تعلیم حاصل کی اور لاہور کی نامور اور مشہور ہستیوں میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ درس نظامی اور طب کی تدریس کرتے تھے۔ تدریس میں یدِ طولی حاصل تھا۔ ہندو و پاک کے علاوہ بلخ، بخارا، افغانستان اور ایران تک کے طلبہ حصول فیض کے لئے آپ کے پاس آتے۔ بڑے بڑے اداروں کے مقابلہ میں تھا آپ کی تدریسی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ طب کی ترویج و اشاعت کے لئے جب ”انجمن اطباء“ معرض وجود میں آئی تو اس کی صدارت کے لئے آپ کا انتخاب کیا گیا۔ آپ نہ صرف طب کی اشاعت میں پیش پیش تھے۔ بلکہ مسلمانوں میں علم کے فروغ کے شیدائی تھے۔ اور اس کے لئے آپ نے علمی طور پر بہت کچھ کیا ہے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی نشر و اشاعت کے لئے خلیفہ تاج الدین احمد، مولانا سراج الدین، مولانا محرم علی چشتی وغیرہم کے مشورہ سے لاہور میں ۱۸۸۷ء مطابق ۱۳۰۵ء میں انجمن نعمانیہ ہند لاہور کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ جس کا بعد میں صدر بھی آپ کو چنا گیا۔ اس انجمن نعمانیہ نے دوسرے دینی کاموں کے علاوہ ایک عظیم الشان درس گاہ قائم کی جو پنجاب میں حنفی مسلمانوں کا اپنی نوعیت کا واحد دینی ادارہ تھا۔

دوسرے بے شمار اہل علم کی طرح عمر میں بڑا ہونے کے باوجود پیر

مر علی شاہ گولڑی کے سامنے دست عقیدت بڑھا دیا اور حلقہ ادارت میں شامل ہو گئے۔

آپ انجمن نعمانیہ ہند لاہور کی ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ اور اس کے ہر منصوبہ کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے برابر جدوجہد کرتے رہے۔ انجمن نعمانیہ لاہور کے بانیوں کی اکثریت پیر مر علی شاہ مجدد گولڑی کی عقیدت مند تھی۔ مگر مفتی صاحب اور مولانا محرم علی چشتی آپ کے مریدان باصفا تھے۔ ان ہی حضرات کی وجہ سے حضرت مجدد گولڑی سے وابستہ علماء کرام کی مدرسین کی اکثریت مدرسہ نعمانیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتی رہی۔ جن میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا غلام احمد حافظ آبادی، حضرت مولانا محمد حسن فیضی، حضرت مولانا غلام مرتضیٰ میانوی اور استاذ العلماء حضرت مولانا محب النبی سرفہرست ہیں۔

آپ مناظرہ لاہور میں حضرت مجدد گولڑی کے ہمراہ رہے۔ اور خود ۱۸۹۱ء سے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک کی سرگرمی سے مخالفت کر رہے تھے۔ مناظرہ لاہور کی انتظامیہ میں بھی آپ شامل تھے۔ عمر کے آخری لمحات تک اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے مصروف جہاد رہے۔

آپ ضعف پیر کے باوجود بڑی مستعدی سے دینی کام کر رہے تھے کہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں اچانک فالج کا حملہ ہوا اور ابدی سفر پر روانہ ہو گئے۔ حضرت شاہ ابوالمعالی قادری کے جوار میں دفن ہوئے۔ حضرت مجدد گولڑی کو اطلاع ہوئی تو آپ نے دعائے مغفرت فرمائی اور دیر تک آپ کے محاسن بیان کرتے رہے۔ اور ایک عرصہ پہلے ۱۹۰۸ء میں اپنی مثنوی ”گوگو“ میں آپ کے بارے میں فرمایا :

۲۳۴

واں سلیم الطبع والدین خوش صفات
آں سلیم اللہ مفتی نیک ذات

حق سلامت دار دش از رنج و تاب
دین و دنیا باشدش خیر الماب

حکیم سلیم اللہ خاں انجمن نعمانیہ لاہور کے بانیوں میں ہیں اور اس کے کئی عہدوں پر فائز رہے۔ آخر میں مدرسہ نعمانیہ کے ناظم اور مفتی مقرر ہوئے۔ انجمن نعمانیہ کے ”تعارف“ میں جو مولانا اقبال احمد فاروقی صاحب نے مرتب کیا ہے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ آپ کا انجمن میں عمل دخل بہت زیادہ تھا۔ آپ انجمن میں شروع ہی سے منسلک رہے ہیں۔ جب انجمن کا دفتر شاہی مسجد کے حجروں میں تھا اس وقت انجمن اسلامیہ لاہور بھی شاہی مسجد میں قائم تھی۔ یہاں آپس میں کچھ اختلافات ہوئے تو مدرسہ نعمانیہ کو اندرون شیکسالی دروازہ کی عمارت میں منتقل کر دیا گیا۔ مفتی صاحب اس وقت دبیر اول یعنی سیکریٹری جنرل تھے۔ انجمن کے دبیر مفتی سلیم اللہ خاں کی طرف سے اس سلسلہ میں جو وضاحت شائع ہوئی اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو :

”درس گاہ انجمن عرصہ سولہ سال سے (۱۳۰۵ھ /

۱۸۸۷ء تا ۱۳۲۱ / ۱۹۰۳ء) اس وقت تک بادشاہی مسجد کے

حجروں میں تھا۔ اس مسجد کا بانی شاہ عالمگیر اورنگ زیب نور

اللہ مرقہ حنفی المذہب تھا۔ لہذا انجمن نعمانیہ کا دارالعلوم

ان حجروں میں نہایت ہی مناسب اور حسب منشاء بانی تھا۔

حجروں پر کیا موقوف اس مسجد میں نماز وغیرہ جو کچھ ہو حنفی مذہب کے مطابق ہونا چاہئے۔ اگر کوئی متولی اس کے خلاف کرے گا تو قیامت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے دربار میں جواب دہ ہوگا۔ انجمن اسلامیہ لاہور جو آج کل اس مسجد کی تولیت کا اعادہ کرتی ہے اس کو حنفیوں کا درس ان حجروں میں ناگوار گزرا۔ چونکہ انجمن نعمانیہ ہمیشہ تنازعات سے نفرت کرتی رہی ہے اور اس کا امن پسند مسلک سب کو معلوم ہے اس لئے درس گاہ کی تبدیلی مکان انجمن میں ضروری سمجھی گئی۔ بتابریں متوکلہ علی اللہ تعمیر درس گاہ کا قیام فوراً شروع کر دیا گیا ہے۔“ (۵۰)

مفتی سلیم اللہ خاں کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں سے تعلقات بہت گہرے تھے۔ آپ اکثر اپنے ذاتی اور انجمن کے مسائل کے حل کے لئے بریلی شریف رجوع کرتے کیونکہ آپ مسلک حنفیت پر سختی سے قائم تھے اس لئے وہ اپنے دور کے امام ابوحنیفہ ثانی یعنی مولانا احمد رضا کی طرف نظریں دوڑاتے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کو انجمن کے دبیر، ناظم اور مفتی کی حیثیت سے استثناء بھیجے تھے۔ ممکن ہے آپ ندوۃ العلماء کے ابتدائی جلسوں میں شریک ہونے کے لئے ۱۸۹۶ء میں جب بریلی شریف تشریف لے گئے ہوں تو وہاں آپ کی ملاقات امام احمد رضا سے بھی ہوئی ہو۔ (۵۱) تعلقات سے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ کئی استثناء بھیجے ہوں گے، مگر فتاویٰ رضویہ میں آپ کے حوالے سے چار استثناء ملے ہیں۔ ان میں دو استثناء وہ ہیں جن میں آپ کے ساتھ انجمن کے خلیفہ

تاج الدین (م ۱۳۳۷ھ) اور مولانا نور بخش کے نام بھی مستفتی کی حیثیت سے درج ہیں۔ مثلاً "جلد ہفتم میں ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از انجمن نعمانیہ لاہور ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

المستفتی سلیم اللہ خاں جنرل سیکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور۔
المستفتی تاج الدین احمد سیکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور، المستفتی نور بخش
فنانشل سیکریٹری (۵۲)

دوسرا استفتاء فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم میں ص ۱۶۹ پر موجود ہے۔ یہ دونوں استفتاء انجمن نعمانیہ لاہور کے انتظامی امور سے متعلق ہیں اس کے علاوہ مفتی سلیم اللہ صاحب کے دو استفتاء اور فتاویٰ میں ملتے ہیں۔ ایک جلد سوم (ص ۶۲۳) میں دبیر انجمن نعمانیہ لاہور کی حیثیت سے ۱۳ محرم الحرام ۱۳۳۹ کو لکھا تھا اور دوسرا استفتاء جلد دوم میں ملتا ہے اس کو یہاں ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : مولانا مولوی سلیم اللہ صاحب جنرل سیکریٹری، انجمن نعمانیہ لاہور ۳۰ ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین اس

مسئلہ میں کہ کفار کا استعمال کیا ہوا چس یا ڈول، چری یا حقہ چری دھو کر اور صاف کر کے مسلمان استعمال کر سکتا ہے۔

الجواب : دھونے اور صاف کر لینے کے بعد کوئی شبہ

نہیں رہتا۔ استعمال بلاشبہ جائز ہے۔ صحیحین و مسند امام احمد

و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی شریف میں ابو شعبہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے ہے "قال مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عن قلوب المجوس قتل انفقوا غسلًا واطنجوا فيها۔ واللہ

تعالیٰ اعلم۔“ (۵۳)

مفتی سلیم اللہ خاں ۱۹۱۳ء میں انجمن نعمانیہ لاہور کے ناظم اور مفتی تھے اس زمانے میں ایک استفتاء مولانا محمد اکرام الدین بخاری صاحب کا امام احمد رضا کے پاس گیا جس کا جواب اعلیٰ حضرت نے ایک رسالہ کی صورت میں دیا اور جس کا ذکر مولانا محرم علی چشتی نے اپنے استفتاء میں کیا بھی ہے وہ رسالہ ”الجلی الحسن فی حومتہ ولد اخی اللبن ۱۳۳۰ھ) جب لاہور پہنچا تو مفتی سلیم اللہ خاں نے بھی اس فتویٰ کی تصدیق فرمائی یہاں اس تصدیق کے الفاظ ملاحظہ کیجئے :

”الجواب صحیح و موثق بنصوص الصحیح و روایات المستند

جز اللہ خیر الجزا فی الدارین الراقم الفاضل الجلیل و علامہ النبیل ابہ من ایات اللہ! حکیم مفتی سلیم اللہ ناظم انجمن نعمانیہ لاہور“ (۵۳)

اس رسالہ پر کئی اور دیگر اکابرین کی تصدیقات اور تقریظات موجود ہیں۔ مثلاً ”مولانا امجد علی اعظمی“ مولانا وصی احمد خفی سورتی، مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور مولانا محمد عمر مراد آبادی وغیرہ۔ مولانا محمد عمر مراد آبادی کی عربی تصدیق ملاحظہ کیجئے :

”ماحقہ عمدۃ العلماء الاعلام زبلة الفقهاء الکرام قدوة

الفضلاء العظام امام النبلاء الفخام قاطع ورید المروة اللانم مظهر

الکلمات العرفانیہ کاشف الایات الربانیہ حامی السنتہ و اہل السنتہ ماحی

اثار الکفر والبدعتہ وحید العصر فرید الدھر مجدد الزمان سیدنا

العرف الماہر مولانا المولوی محمد احمد رضا خاں سلمہ اللہ المنان

فہو حق صراح و صدق قراح والحق الحق بالاتباع۔ و لقنا اللہ تعالیٰ
وسائر المسلمین۔ والصلوة والسلام علی ختم المرسلین والہ وصحبہ
حماتہ الدین۔ کتبہ العبد المذنب الی ربہ الاکبر محمد عمر المراد اہادی
(۵۵)

خلیفہ تاج الدین احمد قادری

مولانا تاج الدین قادری بن شیخ محمد عینی موضع میاں والی راجیاں
تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ درس نظامی کا استفادہ سید
غلام رسول سے کیا۔ درس حدیث کے لئے لاہور تشریف لائے اور مولانا
شہاب الدین سے درس حدیث لیا اور ایک روایت کے مطابق مولانا تاج
الدین نے مدرسہ نعمانیہ سے دسٹار فضیلت حاصل کی۔ لاہور میں آپ کے
مولانا سید دیدار علی شاہ الوری اور مولانا غلام قادر بھیروی سے گہرے
مراسم تھے اور نماز جمعہ ہمیشہ مولانا غلام قادر بھیروی کے پیچھے ادا کرتے
اور جب کبھی مولانا بھیروی لاہور سے باہر تشریف لے جاتے تو آپ نماز
جمعہ کے معمولات ادا کرتے۔ (۵۶)

تحصیل علم کے بعد آپ سلسلہ عالیہ قادریہ پیر صاحب مانگی حضرت
عبدالوہاب قادری (م ۱۹۰۴ء) کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ آپ کا
وصال ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں ہوا۔ سید دیدار علی شاہ الوری نے نماز
جنازہ پڑھائی اور مسجد تاج الدین کے احاطہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔
(۵۷)

خلیفہ تاج الدین احمد صاحب انجمن نعمانیہ کے بانی اراکین سے

ہیں اور دبیر ثانی کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ لاہور میں چیف کورٹ پنجاب کی عدالت کے مختار عدالت تھے۔ آپ انجمن کے سالانہ جلسوں کے انعقاد کے موقع پر علماء و فضلاء کو تحریری دعوت نامہ بھیجتے تھے۔ چنانچہ ایک حوالہ میسر آیا جس میں مولانا تاج الدین نے مولانا محرم علی چشتی کے ساتھ ۱۳۳۲ھ کے سالانہ جلسہ کے لئے پیر صاحب گولڑہ شریف کو دوبارہ ۲۶ ویں جلسے میں شرکت کی دعوت دی اگرچہ حضرت مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ۲۵ ویں جلسہ میں تقریر فرما چکے تھے جس میں مولانا وصی احمد محدث سورتی صاحب بھی شریک محفل تھے۔ پیر صاحب نے معذرت کا اظہار کیا اور خط میں دونوں حضرات کو خطاب کیا۔

”مہربان من چشتی صاحب و مولوی تاج الدین احمد

صاحب! بعد اہدائے سلام مسنون عذر عدم تعمیل عنایت نامہ

در باب شمولیت جلسہ انجمن نعمانیہ لاہور شرح رسانند..... مہر

علی شاہ غفی عنہ“ (۵۸)

پیر صاحب گولڑہ شریف کی انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ

۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء کی تقریر کے موقع پر حضرت مولانا وصی احمد سورتی

صاحب بھی موجود تھے۔ تقریر سن کر آپ نے فرمایا :

سبحان اللہ حضرت نے ابتداء میں ایسی بلند پرواز فرمائی

کہ ارباب علم کو بھی محو حیرت کر دیا۔ اور آخر میں اس قدر

عام فہم مسائل پر فقہ پر گفتگو فرمائی کہ عوام کو بھی مضمون

ذہن نشین کرادیا۔ (۵۹)

انجمن نعمانیہ کے ابتدائی رسائل آپ ہی کی سرپرستی میں چھپتے

تھے۔ احقر کو چند رسائل دیکھنے کا اتفاق ہوا یہ تمام آپ ہی نے مرتبہ کئے ہیں اس کا عکس آخر میں دیا گیا ہے۔ مولانا تاج الدین بھی مفتی سلیم اللہ خاں کی طرح انجمن نعمانیہ کی ریڑھ کی ہڈی تھے۔ کاش کہ آپ کی خدمات پر کوئی اہل قلم تفصیلات جمع کرے۔ آپ کے دو استفتاء بنام امام احمد رضا اور خط کا حوالہ پیچھے صفحات میں دیا جا چکا ہے۔

مولانا غلام دستگیر قصوری

حضرت مولانا محمد ابوالرحمن غلام دستگیر قصوری الهاشمی ابن مولانا حسن بخش صدیقی اندرون موچی دروازہ لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کو حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری (۶۰) کا شاگرد، خواہر زادہ (بھانجا)، مرید اور خلیفہ مجاز ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ۱۸۹۰ء میں حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ تبلیغ اسلام اور مخالفین اسلام کی سرکوبی میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں کوئی مناظر آپ کا ہمسر نہ تھا۔ آپ کی بیشتر تصنیفات بد مذہبوں کے رد میں ہیں۔ آپ کا وصال ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء میں ہوا۔ (۶۱) قصور کے مشہور قبرستان میں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔

مولانا محمد نبی بخش حلوائی (م ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۵ء) (مولف پنجابی منظوم تفسیر نبوی) نے مولانا غلام دستگیر قصوری کے وصال پر ”غفرلہ“ سے ۱۳۱۵ھ کے عدد کے مطابق تاریخ وفات نکالی۔ (۶۲)

مولانا غلام دستگیر قصوری کی زندگی اہلسنت و جماعت کی اعتقادی زندگی سنوارنے کے لئے ایک مسلسل جہاد تھی۔ وہ انگریز کے ساتھ ساتھ

وہابی، نیچری، دیوبندی، مرزائی، غیر مقلد اور دیگر مذہبوں کے اعتراضات کا بھرپور جواب دیتے۔ اس سلسلے میں اکثر تصانیف آپ کی شاہد ہیں۔ آپ فتنہ ریزیوں کی بیخ کنی کے لئے پورے برصغیر بالخصوص پنجاب کے قریہ قریہ پہنچے۔ مناظروں اور مباہلوں کے لئے ہر ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کرتے۔ ایک موقع پر پنجاب کے لوگوں نے انتہائی فتنہ گری کے دور میں امام احمد رضا کو دعوت دی تو آپ نے فرمایا۔ ”وہابیوں کے سرکوب“ مولانا غلام دہلوی قصوری کے ہوتے ہوئے مجھے آنے کی ضرورت نہیں۔“ (۶۳)

حضرت غلام دہلوی قصوری قدس سرہ العزیز کی امام احمد رضا سے بریلی شریف میں ۱۳۰۸ھ میں بالمشافہ ملاقات ہوئی ہے۔ اس ملاقات کے موقع پر اعلیٰ حضرت نے اپنا ایک رسالہ ”سبحن السبوح عن عیب کذب المقبوح“ ۱۳۰۷ھ آپ کو پیش کیا۔ آپ نے مختصراً اس کا مطالعہ کیا اور بہت پسند فرمایا اور ایک بزرگ عالم کی حیثیت سے عم عصر نوجوان عالم دین امام احمد رضا خاں قادری جن کی عمر اس وقت ۳۲ سال تھی، کی نہ صرف پذیرائی فرمائی بلکہ ان کے اسلاف کو بھی خراج عقیدت پیش کیا۔ آپ نے ان خیالات کا اظہار اس رسالہ کے مطالعہ کے بعد ایک تقریظ لکھ کر فرمایا۔ تقریظ ملاحظہ کیجئے :

”تحریر مولانا غلام دہلوی من رہنا القادر القدير بر رساله مبارکہ

(سبحن السبوح عن عیب کذب المقبوح)“

”فقیر غلام دہلوی قصوری کان اللہ لہ جمادی الاول ۱۳۰۸ھ میں بریلی

میں وارد ہوا اور اس مبارک رسالے کے دیکھنے کا اتفاق پڑا۔ چونکہ مدت دراز کے بعد یہاں آنے کا اتفاق ہوا اور ملاقات احباب اور نیز مشورہ

امردینی کے سبب جو وکلاء سے کرنا تھا اس قدر کم فرصتی ہوئی کہ معمولی وظائف جو کبھی سفر و حضر میں ترک نہیں ہوئے تھے ان چار روز میں وہ بھی پورے نہ ہو سکے۔ اس کشاکش میں اس رسالہ سلالہ کو فقیر بالالستعیاب کیا کچھ حصہ معتد بہا بھی نہ دیکھ سکا مگر ابتداء اور درمیان اور انتہا سے جو دیکھا تو مسئلہ ”امکان کذب باری تعالیٰ“ کا روپایا اور اسے آنکھوں سے لگایا۔ الحمد للہ رب حمدا ”کثیرا“ کہ اس کے مولف علامہ فہامہ نے جو ایک علم اور فضل کے خاندان سے عمدة الخلف وبقیۃ سلف ہیں۔ اس بارے میں بھی اپنے عزیز و اقارب کو جو ہمیشہ کار خیر اشاعت علوم دینیہ میں مصروف ہیں صرف فرمایا۔ ”جزاء اللہ الشکور عنی وعن جمع المسلمین خیر الجزاء و اوصلہ الی غایتہ ما یحب و یرضی۔ الہم تقبل منا انک ائت السمع العلیم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ مطہر لطفہ و احسانہ میلنا محمد و عترتہ اجمعین۔ الہم ارحمنا معهم برحمتک یا ارحمہم الراحمین۔ ۱۵ جمادی الاول روز روانگی وطن یہ چند حروف لکھے گئے واللہ ہوالمسیر اللصعاب۔“ (۶۵)

امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی بھی آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کے مطالعہ میں مولانا غلام دستگیر قصوری کی کتابیں رہا کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ کے فتاویٰ میں جہاں آپ امکان کذب باری تعالیٰ سے متعلق ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں اس میں آپ نے مولوی غلام دستگیر قصوری کی کتاب کا حوالہ بھی دیا ہے۔ (۶۶) مولانا غلام دستگیر قصوری کی کتاب ”تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والتحلیل“ جو ریاست بہاولپور کے ایک تاریخی مناظرہ کی روداد

ہے۔ بہاولپور کے اس مناظرہ میں مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ کے علاوہ اور بھی کئی عبارات پر مولانا قصوری کا مناظرہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سے ہوا تھا جس کو آپ نے شکست فاش دی۔ اس مناظرہ کے حکم والئی ریاست بہاولپور نواب محمد صادق عباسی کے پیر و مرشد حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف تھے۔ اس مناظرہ کے فیصلے کے بعد نواب صاحب نے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو ریاست سے نکل جانے کا حکم دیا۔ بعد میں اس روئداد کا عربی میں ترجمہ ہوا اور مولانا جب حج کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے اس فتوے اور کتاب پر علمائے حرمین سے تصدیقات حاصل کیں خاص کر مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، شیخ صالح محمد کمال مفتی حنفیہ مکہ، شیخ عثمان بن عبدالسلام دہلوی، مولانا عبدالحق مکی وغیرہ۔ (۶۷)

مفتی محمد عبداللہ ٹونکی

مفتی محمد عبداللہ ریاست ٹونک میں پیدا ہوئے۔ سال پیدائش غالباً ۱۸۵۳ء ہے اور ۷۰ سال کی عمر میں ۱۹۲۳ء میں انتقال ہوا (۶۸) جب کہ مولانا محمود احمد قادری صاحب نے آپ کا سن وصال ۱۹۳۰ء لکھا ہے۔ (۶۹) ابتدائی تعلیم کے بعد مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھ (م ۱۳۳۴ھ) سے درسیات پڑھیں۔ مولوی احمد علی سہارن پوری (م ۱۲۹۷ھ) سے دورہ حدیث کیا۔ (۷۰) دہلی سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور ۱۸۸۳ء میں اورینٹل کالج لاہور کے عربی مدرس مقرر ہوئے اور ۱۹۱۷ء تک اسی کالج سے وابستہ رہے پھر کچھ عرصہ دارالعلوم ندوہ میں تدریسی خدمت انجام دی

اور آخر میں مدرسہ عالیہ کلکتہ تشریف لے گئے۔ جہاں ۱۹۲۲ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ (۷۱)

مفتی ٹونکی علم فقہ کے بڑے ماہر تھے۔ چنانچہ آپ کی علمی فضیلت کا ڈاکٹر محمد اقبال نے بھی اعتراف کیا۔ آپ فرماتے تھے :

”اس ناتواں جسم میں علم و فضل کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ کوزے میں

دریا بند ہونے کی مثل ان پر صادق آتی ہے۔“ (۷۲)

مفتی محمد عبداللہ اگرچہ لاہور کے باشندے نہیں اور نہ یہاں انتقال فرمایا مگر چونکہ ایک عالم کی حیثیت سے انہوں نے لاہور میں ۳۵ سال گزارے اس لئے آپ کو لاہور کے علماء میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ نے ۱۳۰۶ھ میں مولوی محمود حسن دیوبندی اسیر مالٹا (م ۱۹۲۰ء) کو لاہور میں ایک مناظرہ میں ذلت آمیز شکست دی اور ایک رسالہ محمود حسن دیوبندی کے رسالے ”جہد المقل“ کے رد میں ”عجالتہ الراكب فی امتناع کذب الواجب“ ۱۳۰۸ھ میں لکھا۔ اس کے علاوہ ”تعلیقات المفتی“ اور ”عقد الدرر فی جید نزہتہ النظر“ پر حاشیہ آپ کی یادگار تالیفات ہیں۔ (۷۳)

مفتی محمد عبداللہ ٹونکی نے لاہور میں قیام کے دوران انجمن نعمانیہ لاہور اور مدرسہ حمیدیہ (۷۴) لاہور میں بھی خدمات انجام دیں۔ اس دوران آپ نے امام احمد رضا خاں محدث بریلوی سے مختلف مسائل کے سلسلے میں استفسارات فرمائے جو فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں موجود ہیں۔ آپ کا بھیجا ہوا ایک استفتا اور اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از لاہور مرسلہ مولوی عبداللہ ٹونکی ۲۴ شعبان ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا

اور اس کی منکوحہ ہے اور منکوحہ سے جو فوت ہو گئی ہے۔ ایک لڑکا ہے۔
یہ ایسی صورت ہے کہ متونی کی منکوحہ کو اور ۸ حصہ متونی کی متروکہ مال
سے پہنچے۔ اس شخص متونی پر دین بھی ہے کہ متونی کے اس متروکہ سے
دلویا جاسکتا ہے۔ پس اگر منکوحہ مذکورہ اپنے آٹھویں حصہ کو دین کے ادا
سے بچالے اور یہ چاہے کہ اولاد متونی کے دین کے بارے میں متکفل
ہوں اور میرا حصہ خالص رہے پس ایسی صورت میں حکم شرعی کیا ہے
قاضی شرع دین کا حساب اس آٹھویں میں بخوبی دے گا یا اس پر جبر نہیں
کر سکتا بیوا تو جردا۔“

الجواب : ”عورت کا مراگر باقی ہے تو وہ بھی مثل سائر دیون ایک
دین ہے اس کے ذریعہ سے حصہ رسد شمس سدس نصف ثلث کم زائد جو
کچھ پڑے اپنے لئے بچا سکتی ہے مگر یہ خواہش کے ترکہ سے اپنا ثمن حق
زوجیت بذریعہ وراثت جدا کرے اور دیون صرف دیگر ورثہ کے سهام پر
ڈالے یہ محض باطل تغیر حکم شرع ہے۔ قال تعالیٰ فلهن الثمن مما ترکتم
من بعد وصیتہن یا اولدین! واللہ تعالیٰ اعلم“ (۷۵)

اس کے علاوہ مفتی صاحب کے ۳ اور استفتاء فتاویٰ رضویہ میں
موجود ہیں۔ (۱) فتاویٰ رضویہ جلد ۵ حصہ چہارم ص ۴۰ (۲) جلد ہفتم
ص ۴۱۹ (۳) جلد ہشتم ص ۸۱۔ آپ کی رہائش جلد ہفتم کے استفتاء میں
محلہ بازار حکیمان درج ہے۔

سید دیدار علی شاہ الوری

مرجع الفقہاء و المحدثین حضرت سیدنا مولانا سید محمد دیدار علی

شاہ ابن سید نجف علی شاہ ریاست الوری میں ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ الوری میں مولانا قمر الدین سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ فقہ، منطق اور درس نظامی کی بقیہ کتب مولانا ارشاد حسین رام پوری (م ۱۳۱۱ھ) اور مولانا کرامت اللہ دہلوی (م ۱۹۲۸ء) سے پڑھیں۔ مولانا احمد علی محدث سہانپوری (م ۱۲۹۷ء) اور مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ) سے اجازت حدیث حاصل کی۔ (۷۶) حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی آپ کے ہم درس تھے۔ آپ سلسلہ نقش بندیہ میں حضرت فضل الرحمن گنج مراد آبادی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سلسلہ چشتیہ میں حضرت سید علی حسین کچھوچھوی (م ۱۳۵۵ھ) اور سلسلہ قادریہ میں امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی کے خلیفہ مجاز تھے۔ (۷۷)

سید محمد دیدار علی شاہ الوری نے درسی علوم سے فراغت کے بعد مولانا ارشاد حسین رام پوری فاروقی مجددی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۳۱۱ھ) کے مشورے پر ”ارشاد العلوم“ رام پور میں اپنی عملی اور تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور کچھ عرصے کے بعد بمبئی چلے گئے۔ آپ نے اپنے آبائی شہر الوری میں ایک دینی درس گاہ ”مدرسہ قوت اسلام“ ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں قائم کیا اس کے بعد ۱۹۱۲ء میں لاہور تشریف لے آئے اور یہاں شہرہ آفاق دینی درس گاہ دارالعلوم نعمانیہ میں ”شیخ الحدیث“ کے منصب پر ۱۳۳۰ھ میں فائز ہوئے۔ انجمن نعمانیہ کے ۲۵ ویں سالانہ اجتماع میں برصغیر پاک و ہند کی تین عظیم ہستیاں اور ممتاز علماء دین اور محدثین یعنی مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور مولانا

سید دیدار علی شاہ الوری ایک ساتھ جلسہ میں جلوہ افروز ہوئے اور تینوں کا بیان بھی ہوا۔ اس سے قبل یہ تینوں علماء دین دورہ حدیث کے موقع پر ۱۳۹۵ھ میں ۳۵ سال قبل مولانا احمد سہارنپور کے پاس دورہ حدیث میں شامل ہوتے تھے۔ (۷۸)

سید محمد دیدار علی شاہ الوری لاہور سے پھر ایک دفعہ جامع مسجد آگرہ ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں خطیب اور مفتی کی حیثیت سے تشریف لے آئے اور یہاں بحیثیت مفتی بڑی شہرت حاصل کی۔ آپ نے ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کی اور واپسی پر ایک دفعہ پھر لاہور میں سکونت حاصل کر لی۔ اول آپ جامع مسجد نواب وزیر خاں (۷۹) میں خطیب و مفتی کی حیثیت سے خدمت انجام دینے لگے اور جلد ہی ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۴ء میں آپ نے لاہور میں مرکزی انجمن ”حزب الاحناف“ کی بنیاد رکھی (۸۰) اور اس انجمن کے ماتحت مسجد وزیر خاں میں درس نظامی کی تعلیم و تدریس کا آغاز فرمایا اور پھر دارالعلوم حزب الاحناف کے نام سے مدرسہ کا باقاعدہ سلسلہ شروع کیا۔ یہ مدرسہ عالی شان عمارت کے ساتھ آج کل سید محمد دیدار علی شاہ کے نبیو حضرت علامہ مولانا محمود احمد رضوی مدظلہ العالی (شارح صحیح بخاری) پ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء) ابن سید ابوالبرکات سید احمد قادری کی سرپرستی میں خدمت دین انجام دے رہا ہے۔

سید محمد دیدار علی شاہ الوری نے درس و تدریس، وعظ و تقریر کے ساتھ ساتھ قلمی خدمات بھی انجام دیں۔ آپ کی تصانیف میں مقدمہ ”تفسیر میزان الادیان سورہ فاتحہ“ آپ کی علمی صلاحیتوں کا جیتا جاگتا

ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی تصانیف ہیں کچھ کے نام ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) ہدایتہ الطريق (۲) المبسوط فرہشتہ الجمعہ (۳) سلوک قادریہ (۴) علامات وہابیہ (۵) فضائل رمضان (۶) فضائل شعبان (۷) الاستحسانات من اولیاء اللہ (۸) دیوان دیدار علی بزبان اردو (۹) دیوان دیدار علی بزبان فارسی۔ (۱۱)

امام المحدثین حضرت سید دیدار علی شاہ الوری قدس سرہ العزیز کے پاک و ہند میں سیکنڈوں تلامذہ ایسے ہیں جنہوں نے شہرت دوام حاصل کی۔ آپ کے دونوں صاحبزادگان سید ابوالبرکات سید احمد قادری اور ابوالحسنات سید محمد قادری صاحب تفسیر الحسنات (المتونی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۱ء) کے علاوہ حضرت علامہ مفتی شاہ رکن الدین الوری نقشبندی (م ۱۳۵۵ھ اور مولانا مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری (المتونی ۱۹۸۲ء) کے نام قابل ذکر ہیں۔

حضرت سید دیدار علی الرحمۃ کا وصال ۲۲ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو ہوا۔ اندرون دہلی دروازہ قدیم دارالعلوم حزب الاحناف کے احاطہ میں آپ کی آخری آرام گاہ بنائی گئی آپ کے مزار کے لوح پر آپ کے صاحبزادے ابوالحسنات غازی کشمیر کا لکھا ہوا قطعہ کندہ ہے۔

حافظ پس سر کوئی اعداء شریعت
دیدار علی یافت دیدار علی را (۸۲)
حضرت دیدار علی علیہ الرحمہ کی اعلیٰ حضرت سے پہلی ملاقات کا ذکر

کرتے ہوئے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رقم طراز ہیں :

”حضرت صدر الافاضل مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء) صاحب تفسیر خزائن العرفان نے مولانا سید دیدار علی کی اعتقادی رہنمائی اور پختگی کے لئے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کا ذکر کیا اور مولانا کو ملاقات کی ترغیب دی تو سید دیدار علی نے جواب میں کہا!

”بھائی! مجھے ان سے کچھ حجاب سا آتا ہے۔ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سنا ہے طبیعت کے درشت ہیں۔“

اس کے باوجود مولانا نعیم الدین آپ کو بریلی لے گئے اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ سید دیدار علی نے ازراہ ادب عرض کی :

”حضرت مزاج کیسے ہیں؟“

اعلیٰ حضرت فرمانے لگے ! ”بھائی کیا پوچھتے ہو پٹھان ذات ہیں‘ مزاج کا درشت ہوں۔“

بات سننے ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور معذرت پیش کر کے سر عقیدت سے جھکادیا اور پھر اعلیٰ حضرت نے نگاہ شفقت سے اعتقادی روشنی کا وہ رنگ بھر دیا کہ مولوی ظفر علی (۸۳) کا قلم بھی اس رنگ کو پھیکا نہ کر سکا۔“ (۸۳)

امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی نے نہ صرف آپ کو بلکہ

آپ کے ساتھ آپ کے فرزند ارجمند مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابوالبرکات سید احمد قادری ۸۵ علیہ الرحمہ کو سند خلافت کے ساتھ تمام کتب فقہ حنفی کی روایت کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

امام احمد رضا بریلوی نے ”ذکر احباب و دعا احباب“ کے عنوان سے اپنے خلفاء کے لئے منظوم دعائیہ کلمات کہے ہیں اس میں سید دیدار علی علیہ الرحمہ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

تری رضا پر تری رضا ہو
اس سے غضب تھراتے یہ ہیں

مولانا دیدار علی کو
کب دیدار دکھاتے یہ ہیں

ان پر کرم رکھ سر بہ قدم رکھ
تیرے ہی کھلاتے یہ ہیں

تیرے گدا ہیں تجھ پر فدا ہیں

تیرا ہی کھاتے گاتے یہ ہیں (۸۶)

سید دیدار علی شاہ الوری نقش بندی قدس سرہ العزیز کے دو استفتاء فتاویٰ رضویہ میں موجود ہیں ایک استفتاء فتاویٰ کی چھٹی جلد میں اور دوسرا ۱۲ ویں جلد میں چھپا ہے۔ یہ دونوں استفتاء آپ نے اکبر آباد (آگرہ) سے اس وقت روانہ کئے تھے جن دنوں آپ خود آگرہ کی جامع مسجد میں امام و خطیب اور مفتی اعظم آگرہ تھے۔ استفتاء اور فتوے کے اقتباسات ملاحظہ

کریں۔

مسئلہ : از اکبر آباد، چھوٹی گلی حکیموں کی، معرفت محمد
نقیس صاحب مرسلہ مولانا مولوی سید دیدار علی صاحب الوری
شعبان ۱۳۳۸ھ

”کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس
مسئلہ میں کہ زید نے اثاثے وعظ میں حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی نسبت ان کلمات کا اطلاق کیا نعوذ باللہ آپ یتیم،
غریب، مسکین، بے چارے تھے..... جب ان سے دریافت کیا
گیا کہ آپ لکھ دیں کہ یہ الفاظ موجب توہین رسالت اور
موجب کفر ہیں..... تو اس کے لکھنے سے بھی منکر ہو گیا.....
کیا بلا توبہ اس کا وعظ سننا..... اور ان سے ملنا جائز ہے یا
نہیں۔“ (۸۷)

الجواب : اعلیٰ حضرت کے مدلل اور طویل جواب میں
سے چند عبارات ملاحظہ کیجئے :

”حضور اقدس قاسم النعم، مالک الارض و رقاب ام
معطی منعم، قسم قیم، ولی والی، علی عالی، کاشف الکرب، رافع
الرتب، معین کانی، حفیظ وانی، شفیع شانی، غوث عانی، غفور
جلیل، عزیز جلیل، وہاب کریم، غنی عظیم، خلیفہ مطلق حضرت
رب، مالک الناس و دیان العرب، ولی الفضل جلی الافعال،
رفیع المثل، متمتع الامثال صلی اللہ علیہ وسلم والہ وصحبہ و
شرف اعظم کے شان ارفع و اعلیٰ میں الفاظ مذکورہ کا اطلاق

ناجائز و حرام ہے۔“ (۸۸)

امام احمد رضا خاں نے اس کے بعد خزانۃ الاکمل، ذرقانی علی المواہب، نسیم الریاض، شفا شریف، شرح ہمزیہ سے ۳ صفحات پر مشتمل دلائل پیش کئے اور فتویٰ کے آخر میں اس شخص سے متعلق جو کلمات لکھے وہ ملاحظہ کیجئے :

”وہ ضرور بددین گمراہ فاسد العقیدہ، مختل الایمان بلکہ ظاہراً“ بالقصد مرتکب توہین حضور سید الانس والجان ہے، صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کا وعظ سننا حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام ہے، اس سے ملنا جلنا حرام ہے، اس سے سلام علیک کرنا حرام، اپنی تقریب میں اسے بلانا حرام، اپنا کوئی دینی کام اگرچہ صرف نکاح خوانی ہو اسے سپرد کرنا حرام۔“ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۸۹)

سید دیدار علی صاحب کا دوسرا استفتاء بھی بہت اہم ہے جو ۱۲ ویں جلد میں شائع ہوا ہے یہ استفتاء بھی اگرہ سے روانہ کیا گیا تھا ملاحظہ کیجئے:

مسئلہ ! مسئلہ مولانا سید دیدار علی صاحب الوری اواخر شعبان

۱۳۳۸ھ

”کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین دوبارہ ایسے شخص کے جو فتویٰ دے ایسا کہ جو کوئی خاندان عالیہ قادریہ کو اور خاندانوں سے افضل و اعلیٰ نہ جانے اور باوجود افضلیت کے پھر دوسرے خاندانوں میں بیعت حاصل کرے وہ ضال اور مضل اور ذریت شیطان لعین میں سے

ہے۔ ایسا کہنے والا یا فتویٰ دینے والا کیا ہے۔ ”بنو توجروا“
الجواب : ”بلاشبہ خاندان اقدس قادریہ تمام خاندانوں
سے افضل ہے کہ حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ
عہ افضل الاولیاء اور امام العرفاء و سید الافراد و قطب ارشاد
ہیں۔ مگر حاشا للہ کہ دیگر سلاسل حقہ راشدہ باطل ہوں یا
ان میں سے بیعت ناجائز و حرام ہو۔ اس کی نظیر بعینہ مذاہب
اربعة اہل حق ہیں۔ ہمارے نزدیک مذہب حنفی افضل
المذاهب، واضح المذاهب و اولما بالحق ہے۔ مگر حاشا کہ
مستبعان مذہب ثلثہ باقیہ عیاذ باللہ ضال و مضل ہیں۔ ایسا
کہنا خود صریح باطل و لغو ہے۔“ (۹۰)

سید دیدار علی شاہ الوری جن دنوں مفتی آگرہ کی حیثیت سے جامع
الاکبر آباد میں مفتی تھے ان دنوں آپ کے پاس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
کی ایک فتویٰ بعنوان رسالہ ”الدلائل القاهرة علی الکفۃ النہشۃ“
تصدیق کے لئے آیا تھا۔ آپ نے اس پر نہ صرف تصدیق کی مہر ثبت کی
بلکہ طویل تقریر بھی تحریر فرمائی۔ آخر میں اپنا نام اس طرح درج کیا ہے:

محمد العبد الراجی الیہ ابو محمد دیدار علی الرضوی الحنفی فی

المفتی جامع الاکبر باد (۹۱)

اعلیٰ حضرت کے اس رسالہ لاہور کے ایک اور معروف عالم دین
مولانا محمد اکرام الدین بخاری واعظ الاسلام خطیب و امام مسجد وزیر خاں
لاہور کے علاوہ ملتان کے مولانا غلام رسول صاحب ملتانی کی بھی عربی زبان
میں تصدیق موجود ہے ان کے علاوہ ۷۶ اور دیگر معروف علماء اور مفتیان
کی تصدیقات موجود ہیں۔ (۹۲)

مفتی محمد غلام جان قادری ہزاروی

مفتی محمد غلام جان ابن احمد جی ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں تحصیل مانسرا ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم صائم الدہر اور قائم الیل تھے۔ مفتی صاحب نے ابتدائی کتب والد ماجد ہی سے پڑھیں۔ دیگر کتب غلام رسول گجراتی، مولوی برکات احمد ٹوکی (۹۳) مولانا سلامت اللہ خان (م ۱۳۳۸ھ) سے پڑھیں۔ آپ نے کچھ عرصہ مدرسہ عالیہ ریاست رام پور میں بھی تعلیم حاصل کی پھر ۱۳۳۵ھ میں آپ بریلی شریف پہنچے اور منظر اسلام میں صدر مدرس حضرت علامہ مولانا ظہور الحسن صاحب فاروقی رام پوری (م ۱۳۴۲ھ) سے دورہ حدیث مکمل کیا اور ۲۲ سال کی عمر شریف میں ۱۳۳۷ھ میں فارغ التحصیل ہو گئے (۹۴) اس موقع پر آپ اعلیٰ حضرت سے بیعت ہوئے اور خلافت سے بھی نوازے گئے۔ ۱۳۳۸ھ میں آپ اعلیٰ حضرت سے اجازت لے کر خواجہ محمود صاحب کی دعوت پر تونسہ شریف پہنچے کچھ عرصے تدریسی خدمت انجام دی اور مکھڑ تشریف لے گئے۔ رئیس ضلع ہزارہ محمد امیر خاں کی دعوت پر ہزارہ پہنچ کر قضاء کے عہدہ پر فائز ہوئے اس کے بعد لاہور تشریف لے گئے۔ لاہور میں آپ انجمن دارالعلوم نعمانیہ سے وابستہ ہو گئے۔ مدرس رہے مفتی ہوئے اور بعد میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ (۹۵) آپ نے خلیفہ اعلیٰ حضرت کی حیثیت سے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور کردار ادا کیا اور پاکستان بننے کے بعد جمعیت العلمائے پاکستان سے منسلک ہو گئے۔ آپ کا وصال ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء لاہور میں ہوا۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی شیخ الحدیث ”جامع حزب الاحناف“ نے

نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو غازی علم الدین شہید کے مزار کے احاطے میں میانی صاحب کے قبرستان میں دفنایا گیا۔ آپ کے وصال پر محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب قادری رضوی (م ۱۹۶۲ء) نے ایک موقع پر فرمایا !

”مفتی صاحب اعلیٰ حضرت کی نشانی تھے‘ میں جب ان کو دیکھتا حضرت کی یاد تازہ ہو جاتی۔“ (۹۶)

مفتی صاحب کی چند قلمی یادداشتوں کا ذکر بھی تاریخ میں ملتا ہے مگر افسوس کہ زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں لیکن مخطوطات کے چند نام ملاحظہ کریں۔

(۱) فتاویٰ غلامیہ (۲) دیوان (۳) نور العین فی سفر الحرمین (۴) سیف الرحمانی علی راس القادیانی (۵) اذان علی البقر۔ (۹۷)

حضرت مولانا مفتی غلام جان قادری ہزاروی ثم لاہوری اپنے طالب علمی کے دور میں بریلی شریف میں رہتے ہوئے امام احمد رضا خاں سے بالمشافہ استفسار تو فرماتے ہی ہوں گے مگر آپ نے تحریری طور پر بھی کئی استفسار فرمائے اس کا دورانیہ وہی دور ہے جس دور میں آپ ”مدرسہ منظر اسلام“ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ فتاویٰ میں ۴ استفتاء پر فقیر کی نظر پڑی ہے جس میں سے ۳ استفتاء فتاویٰ رضویہ کی جلد سوم میں ص ۵۸۸، ۶۰۳ اور ۶۶۷ پر موجود ہیں جب کہ ایک استفتاء چوتھی جلد کے ص ۱۱۰ پر چھپا ہے تمام استفتاء میں آپ کے نام کے ساتھ طالب علم لکھا ہے۔

• ایک دو استفتاء ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از شہر محلہ جسولی مسئلہ مولوی غلام جان پنجابی طالب علم

مدرسہ اہلسنت و جماعت ۱۶ شعبان ۱۳۳۶ھ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۵۰۸)

مسئلہ : از شر بریلی مدرسہ منظر اسلام مسئلہ غلام جان صاحب طالب علم ۱۵ شوال ۱۳۳۷ھ (جلد سوم ص ۶۰۳)

مسئلہ : از بریلی مدرسہ منظر السلام مسئلہ غلام جان صاحب طالب علم ۱۸ شوال ۱۳۳۷ھ

”کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص جس پر نماز قصر ہو وہ سفر میں اگر دیدہ دانستہ بہ نیت زیادہ ثواب پوری نماز پڑھے گا تو گناہ گار ہو گا یا نہیں۔“

الجواب : ”بے شک گناہ گار و مستحق عذاب ہو گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

”صدقتہ تصدق اللہ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہ“ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹۸)

مفتی غلام جان قادری ہزاروی نے اعلیٰ حضرت کی صحبت میں ۳۳ سال گزارے اور بھرپور طریقے سے استفادہ کیا۔ چنانچہ جب آپ وہاں سے رخصت ہوئے تو آپ نے کئی جگہ قاضی اور مفتی و شیخ الحدیث کے منصب پر خدمتیں انجام دیں اور مشن اعلیٰ حضرت کو فروغ دیا اور آخر میں لاہور پہنچ کر اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد لوگوں کو اپنے منصب افتاء سے فائدہ پہنچایا۔ آپ کے منصب افتاء کے تاریخی مادے نکالے گئے وہ اس منصب کی مقبولیت کی گواہی دے رہے ہیں۔ محترم حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری مدظلہ العالی نے آپ کے وصال کے بعد دو تاریخی

مادے نکالے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔ ایک عیسوی اعتبار سے ”معارف آگاہ
مفتی اعظم“ (۱۹۵۹ء) اور دوسرا ہجری تاریخ سے ”فوت شدہ مفتی جہاں“
(۱۳۳۹ھ) — (۹۹)

ملا محمد بخش حنفی چشتی

انجمن نعمانیہ لاہور کی مجلس انتظامیہ کے رکن ملا محمد بخش صاحب
لاہور سے نکلنے والے اخبار ”جعفر زلی“ کے مالک تھے اور آپ ہی غالباً
لاہور سے نکلنے والے ایک اخبار ”ہنر“ میں فیجر کی حیثیت سے بھی کام
کر چکے تھے۔ اس سے زیادہ آپ کے متعلق معلومات حاصل نہ ہو سکیں
آپ نے بھی ایک موقع پر اعلیٰ حضرت سے استفسار فرمایا یہ استفتاء فتاویٰ
رضویہ کی جلد ششم کے ص ۱۰۱ پر موجود ہے ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از لاہور بازار کڑہ کالج شرنوالہ مسئلہ خادم اسلام ملا محمد
بخش حنفی چشتی سابق فیجر اخبار ہنر ۹ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امر مشروع اور مباح
شرعی کو کوئی شخص حرام شرعی اور ممنوع مذہبی بنانے کی طاقت رکھتا ہے یا
نہیں غیر مشروع اور حرام شرعی پر کوئی شخص مشروع اور حلال شرعی بنا سکتا
ہے یا نہیں جیسے کہ گائے کی قربانی مشروع اور مباح شرعی ہے کیا اس کو
کوئی لیڈر قوم ممنوع شرعی کرا سکتا ہے، ہنود کی مجالس اعیاد میں شرکت جو
ممنوع اور حرام شرعی ہے، کیا لیڈروں کی رائے سے وہ شراکت جائز اور
حلال ہو سکتی ہے یا نہیں، بنو اتوجروا

الجواب : یہ دین پاک اللہ واحد قہار نے محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر تمام جہان کے لئے قیامت تک کے واسطے اتارا ہے،
تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔

(الفرقان: ۱)

قل یا یہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (الاعراف: ۱۵۸)
اور ان سے نبوت کا دروازہ بند فرمادیا، محال ہے کہ ابد الابد تک
اب کوئی جدید نبی ہو

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ○ وکان اللہ بکل شئی علیما ○

(الاحزاب: ۴۰)

محال ہے کہ ان کی کتاب کا ایک حرف یا ان کی شریعت کا کوئی
حکم کبھی بدل سکے۔

لایاتیہ الباطل من بین یدہ ولا من خلفہ ○ تنزیل من حکیم حمید ○

(حمہ السجدۃ: ۴۲)

ان کی شریعت کے کسی حلال کو جو حرام بتائے یا کسی حرام کو حلال
بتائے وہ حلال یا حرام حلال تو نہ ہو جائے گا بلکہ یہی کہنے والا الٹا
کافر ہو جائے گا۔

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام
لتفتروا علی اللہ الکذب ○ ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا
یفلحون ○ (النحل)

متاع قلیل ○ ثم ما وہم جہنم ویشی المسہاد ○ (الاعیران: ۱۹۷)

قل اللہ افذ لکم ام علی اللہ تفترون۔ (یونس: ۱۰)

وَلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحَتَكُمْ بِهِ عَذَابٌ وَقَدْ خَابَ مِنْ

افترى ○ (طہ: ۶۱)

قربانی گائے کی حلت اور مجالس اعیاد و ہنود میں شرکت کی حرمت
دونوں ضروریات دین میں سے ہیں جو اسے حرام یا حلال کہے وہ اللہ و
رسول پر افترا کرتا ہے اور بحکم قرآن اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور حکم کفر
اس پر لازم والزم

وَسِعِلْمُ الذِّنِّ ظُلْمُوا اِيْ مَنْقَلَبُ بِنَقْلِبُون ○ (الشعراء: ۲۲۷)

نسائل اللہ العفو والعافیہ ولا حول ولا قوتہ الا باللہ العلی

العظیم واللہ تعالیٰ اعلم ○ ---- (۱۰۰)

انجمن نعمانیہ لاہور کے توسط سے جن علماء و فضلاء کے استفتاء امام
احمد رضا محدث بریلوی کے پاس بریلی شریف پہنچتے رہے ان کو آپ نے
ملاحظہ کیا یقیناً اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ادارہ نعمانیہ کی سالانہ روداد
اور ماہنامہ انجمن نعمانیہ لاہور کے رسائل میں خزانہ موجود ہوگا۔
ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قیمتی خزانے کو تلاش کیا جائے اور منظر
عام پر لایا جائے اس سلسلے میں راقم موجودہ انجمن نعمانیہ کی انتظامیہ سے
ہر طرح تعاون کے لئے تیار ہے۔

اب ان علماء و فضلاء کا ذکر ہوگا جن کا تعلق لاہور شہر ہی سے ہے
مگر ان کی وابستگی انجمن نعمانیہ کے بجائے دیگر دینی اداروں کے ساتھ تھی
اور انہوں نے بھی اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے بریلی شریف ہی کا
راستہ اپنایا۔ لاہور کی ان معروف ترین شخصیات میں
○ مولوی پروفیسر حاکم علی نقشبندی مجددی

○ مولانا محمد اکرام الدین بخاری

○ مولانا عبدالعزیز مزنگ

○ صوفی عبدالحمید قادری

○ اور صوفی احمد دین کے نام قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ بھی کئی علماء اور عام مسلمانوں کے استفتاء کا ذکر فتاویٰ رضویہ میں ملتا ہے۔

مولانا محمد عبدالعزیز مزنگ

مولانا مفتی ابوالرشید محمد عبدالعزیز ابن میاں محمد فضل ضلع کجرات میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ رحیمیہ نیلا گنبد لاہور میں اور کچھ عرصہ مدرسہ حمیدیہ لاہور میں بھی تعلیم حاصل کی۔ مزنگ میں جلد سازی کا کام سیکھا۔ آپ نے لاہور میں انجمن اسلامیہ مزنگ کی بنیاد رکھی جس میں رشد و ہدایت اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ عمر کے آخری حصہ تک جاری رکھا۔ آپ ہر وقت مطالعہ کتب، فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف میں مصروف عمل رہتے۔ آپ نے تصانیف کا بڑا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد اور ہمہ جہتی دیکھ کر آپ کو دینی اور فقہی معلومات کا ”دائر معارف“ بھی کہا گیا۔ مفتی صاحب نے رجب ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ء میں انتقال فرمایا۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب نے ”آہ خوش سیر عبدالعزیز“ ۱۳۸۳ھ تاریخ وفات نکالی۔ (۱۰۱) آپ کی تصانیف میں تفسیر عزیز البیان فی تفسیر القرآن مستند تفاسیر کا خلاصہ ہے اور بہت مشہور ہے۔

مولانا مفتی عبدالعزیز مزنگ اگرچہ خود بہت بڑے عالم، مصنف اور

مفتی تھے لیکن اپنی مشکلات کے حل کے لئے وہ بھی بریلی شریف ہی رجوع کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مسئلہ کے حل کے لئے آپ نے بھی امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ رحمہ کی طرف رجوع کیا جب آپ مسجد ملک سردار خاں میں خطیب و امام تھے یہ استفتاء ۱۳۳۷ھ کا ہے۔ ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از مزنگ لاہور مرسلہ ابوالرشید محمد عبدالعزیز خطیب و امام جامع مسجد ملک سردار خاں مرحوم ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ

”کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اوقات نماز جو شارع علیہ السلام نے معین فرمائے ہیں ان کے بیچ میں فاضل وقت مقرر کرنا جائز ہے یا حرام۔“

الجواب : ”حدیث میں سنت اقدس یوں مروی ہے کہ جب لوگ جلد حاضر ہو جاتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز جلد پڑھ لیتے اور حاضری میں دیر ملاحظہ فرماتے تو تاخیر فرماتے اور کبھی سب لوگ حاضر ہو جاتے اور تاخیر فرماتے یہاں تک کہ ایک بار نماز عشاء میں تشریف آوری کا بہت طویل انتظار صحابہ کرام نے کیا۔ بہت دیر کے بعد مجبور ہو کر امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے در اقدس پر عرض کی کہ عورتیں اور بچے سو گئے اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا روئے زمین پر تمہارے سوا کوئی نہیں جو اس نماز کا انتظار کرتا ہو اور تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کے انتظار میں ہو۔ نمازوں کے لئے اگر گھنٹے گھڑی کے حساب سے اگر کوئی وقت معین پر جلد جمع ہو جائیں جیسا کہ حرمین طہیج میں اب معمول ہے تو اس میں بھی حرج

نہیں جب کہ ضعیفوں اور مریضوں پر تکلیف اور جماعت کی تفریق نہ ہو
واللہ تعالیٰ اعلم“ (۱۰۲)

مولانا انور الحق

مولانا انور صاحب کے کئی استفتاء فتاویٰ رضویہ میں ملتے ہیں اور آپ کے متعلق اتنا معلوم ہو سکا کہ آپ تحصیل چونیاں میں قیام پذیر تھے اور اعلیٰ حضرت کے شیدائی تھے۔ اعلیٰ حضرت کے پاس آپ کے کئی استفتاء پہنچے۔ جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ کا اعلیٰ حضرت سے خاصا لگاؤ تھا۔ آپ کے حالات تذکرہ نگاروں نے قلم بند نہیں کئے بہر کیف لاہور کے مستفتی میں آپ بھی شمار ہوتے ہیں انہوں نے لاہور سے کئی بار بریلی شریف رجوع کیا یہاں صرف ایک استفتاء اور اس کا جواب ملاحظہ کریں :

مسئلہ : از شر لاہور مرسلہ انوار الحق تحصیل چونیاں روز جمعہ ۱۲ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۳۳ھ

”کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس طرح ذانح پر تسمیہ پڑھنا ضروری ہے اسی طرح معین ذانح پر تسمیہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور معین ذانح کس کو کہتے ہیں؟“

الجواب : معین ذانح سے یہ مراد ہے کہ ذانح کا ہاتھ کمزور ہو، ذانح میں دقت دیکھے تو دوسرا اسی کے ساتھ چھری پر ہاتھ رکھ کر دونوں مل کر ہاتھ پھیریں اس صورت میں دونوں پر تکبیر واجب ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بھی قصداً تکبیر نہ کرے گا ذبیحہ مردار ہو جائے گا۔ اگرچہ دوسرا تکبیر

کہے۔ دیوبندی قول محض غلط و جمالت ہے، تکبیر ذاج پر لازم فرمائی گئی ہے۔ (۱۰۳)

اس کے علاوہ مولانا انور الحق کے ۴ مزید استثناء مختلف فتاویٰ کی جلدوں میں موجود ہیں۔

۱۔ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص ۳۵۶

۲۔ ایضاً ص ۴۶۹

۳۔ ایضاً جلد پنجم ص ۷۵

۴۔ ایضاً جلد سو، ص ۲۴۶

مولانا محمد اکرام الدین بخاری

مولانا سید محمد اکرام الدین جید عالم دین اور مقبول زمانہ واعظ تھے اور ”واعظ الاسلام“ کے لقب سے مشہور تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ) سے بیعت تھے اور خلافت سے مشرف تھے۔ مولانا اکرام الدین کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت، سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت اور بزرگان دین کی عقیدت سے معمور تھا۔ آپ شعر و سخن کا بھی بہترین ذوق رکھتے تھے اور اخترِ تخلص کرتے تھے ان کے کلام میں زیادہ تر نعت و منقبت کا پہلو نمایاں ہے۔ آپ اپنے خطبات میں اصلاح عقائد اور بد مذہبوں سے اجتناب پر بہت زیادہ زور دیتے تھے آپ کا لکھا ہوا ایک منظوم خطبہ ملاحظہ کیجئے :

۲۷۴

”ہے جب تک دم میں دم باقی عقیدہ پاک رکھنا اپنا
وگر نہ بے ادب کو روز محشر آہ حسرت ہے

مسلمانو! بچ ہر وقت تم بے ہودہ باتوں سے
زمانہ میں فساد و فتنہ کی اب بہت کثرت ہے

کوئی مکر حدیثوں سے کوئی کہتا ہے میں عیسیٰ
بچو ان بد عقیدوں سے یہ نیکی اور عقیدت ہے

کوئی مرزائی وہابی کوئی چکڑ الوی لیکن
خدا کا شکر مومن اک فقط سنت جماعت ہے

تمام الیاء اللہ تھے اس مذہب حق پر

بیشہ اس جماعت پر خدا کا دست رحمت ہے“ (۱۰۴)

آپ کے تفصیلی حالات زیادہ نہ مل سکے۔ مولانا عبدالحکیم شرف
قادری صاحب نے اپنے تذکرہ میں ضرور ذکر کیا ہے اس کے علاوہ کسی
دوسرے مورخ نے آپ کے حالات قلم بند نہیں کئے۔ فتاویٰ رضویہ میں
آپ کے ایک استفتاء سے پتہ چلتا ہے کہ آپ لاہور کی معروف مسجد وزیر
خاں میں امام و خطیب بھی رہے۔ آپ نے ایک استفتاء ۱۳۳۰ھ میں لکھ
کر اعلیٰ حضرت کو بریلی روانہ کیا۔ اس استفتاء میں ایک کم فہم اور کم
استعداد مفتی نے باب جواز نکاح مابین اولاد رضیعیہ و مرضعیہ لکھ دیا تھا
اس سلسلے میں آپ نے اعلیٰ حضرت سے استفسار فرمایا تھا۔ یہ وہ زمانہ ہے
جب لاہور سے اعلیٰ حضرت کے پاس کثرت سے استفتاء آتے تھے کیونکہ
آپ اس وقت فقہ کے میدان کے بادشاہ تھے اور آپ کی بات سند کا

درجہ رکھتی تھی۔ یہ استفتاء اور فتویٰ ”انجمن نعمانیہ“ کے چوبیسویں سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۹۱۳ء کی روداد میں چھپا بھی تھا اس کے علاوہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی سے دسمبر ۱۹۶۲ء کے شمارے میں بھی شائع ہوا تھا۔ راقم کو اس روداد کی فوٹو کاپی میسر آئی ہے۔ اس کا کچھ حصہ نہ مل سکا۔ اب اس رسالہ کو مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب نے جدید فتاویٰ رضویہ کی جلد ۱۱ میں شامل کر دیا ہے۔ (۱۰۵) مولانا اکرام الدین کے بھیجے ہوئے استفتاء کو ملاحظہ کیجئے جس میں مولانا اکرام الدین نے اعلیٰ حضرت کو ”مجدد مائتہ حاضرہ“ اور دیگر القابات سے یاد کیا ہے۔

مسئلہ : از لاہور مرسلہ مولوی اکرام الدین صاحب بخاری امام و خطیب مسجد وزیر خاں مرحوم ۲۳ جمادی الاول ۱۳۳۰ ہجری المقدس ”جناب مستطاب“ محبت ماب‘ قدوة الابرار‘ واسوة الاخيار‘ زين الصالحين‘ وزبدة العارفين‘ علامتہ العصر‘ فرید الدہر‘ عالم اہل السنۃ‘ مجدد مائتہ حاضرہ‘ استاذ زمان و مقتدائے جہاں‘ لازوال نتیجہ‘ خاطرہ‘ فرة تاج الفيضان و ثمرة شجرة ضميره باکوره‘ بستان العرفان اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“

اس کے بعد فارسی زبان میں مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”بعد اتحاد۔ اساس تسلیمات حور صورت کہ رخسارہ‘ صفا اماراتش از تکلف حلل عبادت مستغنی ست در نظر آن سلیمان ملک عرفان معروض دارم التجاء مخلصانہ بخدمت والا مرتبت اینست کہ فتویٰ بہ ہر اہی مکتوب ارسال داشتہ شد موافق رائے مبارک عالی طرے نوشتہ بنام نیاز مند ارسال نمایند۔ الہی سلامت باشند ثناء السلام۔ کتبہ المسکین محمد اکرام

الدین بخاری عفی عنہ الباری۔“

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے لئے سب تعریفیں جس نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کو نسب اور سرالی رشتہ سے نوازا اور رضاعت کو نسب کی مثل بنایا تو اس کے سبب ایک اور محرمیہ عطا کی۔ صلوٰۃ و سلام اس ذات پر جس نے ہمیں درنگی کی رہنمائی فرمائی اور اس پر بھاری ثواب کا وعدہ فرمایا اور بشارت عظیم فرمائی اور جس نے فتویٰ دینے میں مضبوطی کو واجب اور جسارت کو حرام فرمایا اور جسارت پر سخت وعید فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر اور ان سب پر جو آپ کی طرف دنیا و آخرت میں منسوب ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۱، ص ۳۸۸)

اب استفتاء کی عبارت ملاحظہ کیجئے :

”کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں ایک شخص نے اپنی حقیقی بہن کا دودھ پیا ہے اس شخص اور اس کی بہن سے اولاد پیدا ہوئی ہے۔ یہ بھائی اپنی اولاد کا آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں“ ان کی اولاد کا نکاح شرعاً آپس میں درست ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا۔“

مولانا اکرام الدین بخاری صاحب نے اپنے استفتاء کے ساتھ ایک نوجوان مفتی کا جواب بھی روانہ کیا جس میں اس نے نکاح کو جائز قرار دیا اس جواب کا مختصراً اقتباس ملاحظہ کیجئے :

الجواب : ”اس شخص مذکور کی اولاد کا نکاح اس کی بہن مرضعہ کی اولاد کے ساتھ جائز ہے کیونکہ حرمت رضاعت خاص رفیع کے لئے ثابت ہوتی ہے۔ رفیع کے اصول و فروع کے لئے حرمت مذکورہ نہیں ثابت

ہوئی۔“

ان مفتی صاحب نے شرح و قایہ کے صفحہ ۶۳ کا حوالہ دیتے ہوئے

لکھا۔

”اس عبارت سے واضح ہے کہ حرمت رضاعت رفع کے لئے

ثابت ہے۔ رفع کی اولاد پر مرضعہ کی اولاد جائز ہے۔ یتا برین شخص مذکور

کی اولاد اپنی ہم شیرہ کی اولاد پر حلال ہے۔ آپس میں ان کا نکاح درست

ہے۔“ (۱۰۶)

انجمن نعمانیہ لاہور کی اس چوبیسویں روانداد میں اعلیٰ حضرت کا

مکمل جواب ایک رسالہ کی صورت میں ہے جو تاریخی نام ”العجلی الحسن

فی حرمتہ ولد اخی اللبن“ (۱۳۳۰ھ) کے عنوان سے شائع ہوا۔ روانداد

میں اس فتوے کی سرخی ”ایک بڑی غلطی کی اصلاح“ لکھی گئی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز نے حسب روایت

تفصیلی جواب سے قبل عربی زبان میں ایک خطبہ لکھا جس میں آپ نے

حسب عادت حمد و نعت و منقبت لکھی ہے۔ آپ کے خطبہ میں اکثر یہ

خصوصیت ہوتی ہے کہ خطبہ میں حمد و نعت لکھتے وقت آپ ایسی

اصطلاحات استعمال کرتے ہیں کہ اس حمد و نعت ہی میں مستفتی کو جواب

مل جاتا ہے۔ باقی تفصیل عام لوگوں کی فہم کے لئے ہوتی ہے۔ اس

خصوصیت میں اعلیٰ حضرت بالکل منفرد ہیں۔ فقیر اس سلسلے میں بھی کام

کر رہا ہے اور ان خطبات کو انشاء اللہ یکجا کر کے جلد کتابی صورت میں

شائع کیا جائے گا۔

حضرت مولانا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ

انجمنِ نعمانیہ کے علمی جدوجہد کے رُوحِ دوائے

مولانا غلام احمد مرحوم کے والد کا نام شیخ احمد تھا۔ آپ ۱۲۷۳ھ میں بمقام کوٹ اسحاق تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالتے ہی تحصیلِ علوم میں منہمک ہو گئے اور اطرافِ ملک کے اہلِ علم کے خرمِ فیض سے خوشبینی کی۔ آپ نے جن جلیل القدر علماء و فضلاء کے چشمہ فیض سے اپنی تشنگی علم کو دور کیا۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

مولانا علاؤ الدین بھابھڑہ ضلع ہوشیارپور۔ مولانا شاہ دین۔ مولوی محمد الدین ساکن احمد نگر گوجرانوالہ، مولانا ابوالحسن مراد علی صاحب بیگوالہ علاقہ کپورتھلہ۔ مولانا محمد عرام پور منہاراں، مولوی عبداللہ ٹکونڈی ہوشیارپور اور حضرت مولانا غلام قادر صاحب بھیروی بیگ شاہی مسجد لاہور۔ مولوی محمود حسن دیوبندی۔ مولوی محمد یعقوب۔ میاں نذر حسین دہلوی۔

بعد فراغِ تعلیم آپ اُس عہد کی عظیم سنی درس گاہ دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں بحیثیت مدرس دوم طلبہ کو درس دینے میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے اپنی خدا داد ذہانت و قابلیت کی بدولت بہت جلد اپنی فضیلت علمی کا لوہا سُٹا دیا اور تھوڑے عرصے بعد صدر المدرسین اور مفتی اعظم انجمنِ نعمانیہ کے عہدے پر فائز ہو گئے۔ آپ کے زمانے میں مدرسہ نعمانیہ نے بے حد ترقی کی اور اطراف و اکناف ملک سے طلباء دنیہ کھینچنے پلے آنے لگے۔ چنانچہ ان کے عہد میں منتہی طلبہ کی تعداد تین صد کے قریب تھی جن کی کلاسیں شاہی مسجد لاہور میں لگا کرتی تھیں۔

آپ کو انجمن نعمانیہ کے دارالعلوم نعمانیہ میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ چنانچہ ہزاروں طلبائے علوم اسلامیہ جو پاک، ہند میں آسمانِ علم پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ آپ کے فیض کے مروجہ احسان ہیں۔ مولانا فیض الحسن جہلمی، مولانا محمد عالم آسی امرت سری، مولانا احمد علی سابق نائب شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ بہاولپور، مولانا عبداللہ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور، حضرت مولانا صاحبزادہ محمد حسین خلیفۃ الرشید پیر حافظ سید جماعت علی شاہ، مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاول پور، مولانا محمد عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ، مولانا شہاب الدین خطیب مسجد چوڑجی کو ارٹرز آپ کے نامور شاگردوں میں سے تھے۔ علوم عربیہ کے ہزاروں طلبہ آپ سے پڑھ کر فارغ ہوئے اور پاک و ہند کا شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں آپ کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد کام نہ کر رہے ہوں۔ مولانا مفتی غلام احمدؒ کو علوم معقول و منقول پڑھانے میں یدِ طولیٰ حاصل تھا اور اس کے ساتھ فتویٰ نویسی میں بھی کامل و مترس رکھتے تھے۔ چنانچہ اُن کے عہد کے فتاوے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کوئی ایسا فتویٰ نہیں ملتا جس پر مولانا مرحوم نے دستخط نہ کیے ہوں یا جواب استفتائے لکھا ہو۔ اگر اُن کے فتاویٰ کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم دفتر تیار ہو سکتا ہے۔ دارالانجمن نعمانیہ میں آپ کے ہزاروں فتوے شائع ہوئے۔ کمال یہ ہے کہ آپ کا ایک بھی فیصلہ احتیاط اور علمی تحقیق سے خالی نہ تھا۔ عربی ادب میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ دورانِ درس مفتی عبداللہ ٹوہنجی جو ان دنوں اورینٹل کالج میں پروفیسر عربی تھے کے حواشی پر اعتراضات کرتے اور عند الملاقات ان کے سقم سے مصنف کو آگاہ فرماتے جنہیں وہ تسلیم کرتے تھے۔

مدۃ العلامہ صاحب قائم ہوا تو کچھ عرصہ تک اس ادارے کو سستی علماء کی بھی سرپرستی حاصل رہی۔ چنانچہ اکثر شہروں کے جلیل القدر سستی علماء و عاuidین ندوہ کی دعوت پر ندوہ کے جلسوں میں شرکت کرتے رہے۔ لاہور سے انجمن نعمانیہ کی طرف سے مولانا غلام احمد خریک ابلاس نما کرتے تھے اور ان کی تقریروں کو بہت سرا جاتا تھا۔ آپ ۱۶ مارچ ۱۹۰۷ء کو کوٹ اسحاق میں داخل ہوئے۔ مزار کوٹ اسحاق میں ہی ہے۔

مولانا نور بخش توکلی ایم

جن کے تصنیف سیرت رسول عربیؐ توشہ آخرت بنت

آپ موضع چک قاضیاں ضلع لدھیانہ (مشرقی پنجاب) میں، ۱۸۷۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد جہانگیر شریف کے ارادت مند تھے۔ بدیوبہ مولانا کو بچپن سے بزرگان دین کی ارادت و عقیدت کی دولت ملی۔ اپنے سکول میں اپنی خدا واد ذات، محنت اور شریف انفسی کی وجہ سے مقبول تھے۔ اساتذہ شفقت فرماتے، ہم سبق احترام کرتے اور قصیدہ کے معزین ناعیہ بخت سے آثار کمال کی جھلک پاتے تھے۔ مقامی مدارس میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں داخلہ لیا اور وہاں سے ایم۔ اے عربی کی امتیازی ڈگری حاصل کی۔ آپ ۱۸۹۳ء میں ہندو محمدن سکول چھاؤنی انبالہ میں ریڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ انبالہ میں ان دنوں حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ روحانیت کی تعلیم کامرکز تھے۔ مولانا نے حضرت شاہ صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور اس نسبت سے آپ توکلی کہلائے۔

حضرت توکل شاہؒ نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے والد کس حلقہ طریقت سے وابستہ ہیں۔ آپ نے جب یہ بتایا کہ حضرت جہانگیر شریف کے عقیدت مند ہیں تو شاہ صاحب فرماتے گئے: "آجاؤ! پھر تو یہ تمہارا اپنا گھر ہے۔" اس طرح انوار و فیضان کے دروازے کھل گئے۔

لے تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۲۶۲ مطبوعہ برقی پریس لدھیانہ

۱۸۹۶ء میں آپ میونسپل بورڈ کالج امرت سر میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ ان دنوں اہلسنت کے مشہور فاضل بزرگ مولانا غلام رسول قاسمی کشمیری امرت سری (المستوفی ۱۹۰۲ء) فقہ، حدیث، تفسیر اور معقولات پڑھانے میں مشہور زمانہ ہو چکے تھے۔ آپ نے بھی مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ کے سامنے زانوائے تلمذ نہ کیا اور علوم دینیہ کی تکمیل سے فاضل اجل بن کر آسمان علم پر آفتاب و ماہتاب بن کر چلے۔

مولانا توکل نے حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے سلسلہ نقشبندیہ سے فیض و خلافت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت توکل شاہ کے وصال کے بعد مولانا مولوی مشتاق احمد محدث انبیٹھوی ثم لدھیانوی سے فیوض سلسلہ صابریہ سے بہرہ ور ہوئے۔ حضرت مولانا مشتاق احمد جلیل القدر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے شیخ طریقت بھی تھے۔ آپ کی وجہ سے سلسلہ صابریہ کے علمی و روحانی کمالات مخلوق خدا تک بڑی عمدگی سے پہنچے اور خرقہ خلافت بھی حاصل ہوا۔

کچھ عرصہ کے بعد آپ لاہور آئے اور ایک عرصہ تک انجمن نعمانیہ کے دارالعلوم کے اعزازی ناظم تعلیم رہے اور ماہوار رسالہ انجمن نعمانیہ کو ایک عرصہ تک ایڈٹ کرتے رہے۔ اسی دوران میں آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی پروفیسر مقرر ہوئے۔ اس ملازمت کے دوران آپ ہمیشہ دینی اور مجلسی زندگی میں سرگرمی سے حصہ لیتے رہے۔ دینی جلسوں میں آپ کی تعاریر ہوتی تھیں۔ آپ نے اپنی دینی تبلیغ سے عوام الناس کے اذہان و فکر کو اسلامی رنگ بخشا۔

آپ ایک عرصہ تک انجمن نعمانیہ کی دینی درس گاہ کے ناظم امور تعلیمات رہے۔ یہ ساری خدمات اعزازی تھیں۔ آپ نے دینی تدیس کے ذوق و اہمیت کے پیش نظر اپنے پرومرشد کے نام پر ریٹائر ہونے کے بعد چک قاضیاں میں "مدرسہ اسلامیہ توحید" کی بنیاد رکھی جس سے بہت سے طلبہ فیضیاب ہوئے۔

۱۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۲۶۷۔

آپ کی دینی خدمات میں یہ نہایت ہی اہم کام ہے کہ آپ نے گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں "بارہ وفات" کی غلط العوامی اصطلاح کو "عید میلاد النبی" کے نام سے تبدیل کرانے کی جدوجہد کی اور اس میں یہاں تک کامیاب ہوئے کہ گورنمنٹ سے اس مقدس دن کو تعطیل عام منظور کروائی۔ آج یہی تعطیل خدا کے فضل سے آزادی کی ایک اہم تقریب کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ ان لوگوں کی غلط فہمی و عقیدت نے جس دن کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے کوششیں کیں۔ وہ دن آج جشن عید میلاد کے نظائر سے ملک کے مسلمانوں کی مقدس تقریب بن گیا ہے۔

مولانا تصنیف و تالیف کی اہمیت سے بھی خوب واقف تھے۔ چنانچہ آپ کے قلم گوہر بار سے بہت سی تصانیف ہماری علمی دنیا میں شہرت حاصل کر چکی ہیں۔ مندرجہ ذیل تصانیف میں سے بعض ہیں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔

۱۔ سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ عید میلاد النبی

۳۔ معجزات النبی

۴۔ اعجاز القرآن

۵۔ عقائد اہل سنت

۶۔ شرح قصیدہ بردہ (اردو)

۷۔ شرح قصیدہ بردہ (عربی)

۸۔ تذکرہ مشائخ نقشبند

۹۔ علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰۔ غزوات النبی

۱۱۔ سیرت نوح علیہ السلام

۱۲۔ تحفہ شہید دوحہ

۱۳۔ رسالہ نور

۱۳۔ مولود برزنجی کی اُردو شرح

۱۵۔ تذکرہ حضرت غوث الاعظمؒ

۱۶۔ ابو حنیفہ رحمہ

۱۷۔ شرح ہدایہ

۱۸۔ اقوال صحیفہ فی جواب البحر علی ابی حنیفہ

۱۹۔ کتاب البرزخ

۲۰۔ مقدمہ تفسیر القرآن

۲۱۔ تفسیر سورہ فاتحہ و بقرہ

۲۲۔ امام بخاری و شافعی

۲۳۔ ترجمہ تحقیق المرام فی منع القراءة خلف الامام

۲۴۔ ترجمہ اُردو الرسائل الجلیہ

(نوٹ: یہ دونوں کتابیں آپ کے استاد مولانا غلام رسول قاسمی امرت سری

کی تصانیف ہیں۔ آپ نے صرف ترجمہ کیا)

۵۔ افضل المقال فی رد علی ارافضی الغال۔

آپ کی تصانیف میں سے سیرت رسول عربیؐ تاج کبیری لاہور کے اہتمام میں بڑی

عَب صورت چھپی ہے اور مقبول خاص و عام ہوئی ہے۔ آپ کے ایک عزیز چوہدری محمد سلیم

یڈوکیٹ لائل پور نے اپنے ایک مضمون میں یہ روایت نقل کی ہے کہ مولانا الحاج

عبد الحمید گدھیا نوی نے خواب میں آپ کی وفات کے ایک ماہ بعد آپ کو ایک باغ

میں سنہری تخت پر بیٹھے دیکھا تو دریافت کیا کہ اس اعزاز کی کیا وجہ ہے؟ مولانا

تو کلی صاحب نے جواب دیا:

”میرے اٹھ کو میری کتاب ”سیرت رسول عربیؐ“ پسند آگئی اور مجھے

یہ انعام ملا ہے۔“

مندرجہ بالا تصانیف کے علاوہ آپ کے ہزاروں علمی اور اعتقادی مضامین

دارالعلوم نعمانیہ کی نئی انتظامیہ (۱۹۶۹ء)

دارالعلوم نعمانیہ کی مجلس شوریٰ کے ریکارڈ ۱۹۶۹ء میں مندرجہ ذیل انتظامیہ کی ایک فہرست موجود ہے۔

- ۱۔ الحاج سید دلاور علی شاہ، صدر انجمن نعمانیہ لاہور
- ۲۔ حکیم آغا فدا حسین صاحب اسیر، سیکرٹری انجمن نعمانیہ
- ۳۔ الحاج ملک سراج الدین صاحب، نائب صدر
- ۴۔ بابو محمد اعظم چغتائی نائب سیکرٹری
- ۵۔ بابو سیف الدین، مہتمم دارالاقامہ
- ۶۔ حکیم غلام حبیب، ناظم تعلیم
- ۷۔ حاجی ملک تاج دین صاحب، نائب صدر
- ۸۔ حاجی میاں بشیر احمد صاحب، خزانچی
- ۹۔ میاں نور محمد، ایڈووکیٹ، مشیر قانونی
- ۱۰۔ صوفی محمد اکبر، نائب ناظم معلم

۱۱۔ حضرت مولانا اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی، صدر مدرس

یہ وہ زمانہ ہے جب دارالعلوم نعمانیہ نہایت ہی بد نظمی کا شکار ہو گیا تھا۔ مجلس شوریٰ کی کاروائیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اساتذہ، انتظامیہ حتیٰ کہ طالب علم بھی باہمی اختلافات اور آویزشوں کا شکار ہیں۔ ملک میں ایوب خان کا مائل لاہور نافذ تھا۔ صدر نعمانیہ نے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا کہ ناظم تعلیم حکیم غلام حبیب صاحب کو ان کی نااہلی اور سست روی کی وجہ سے دارالعلوم سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اساتذہ اور انتظامیہ کی باہمی آویزش کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لیے دارالعلوم کو بند کرنا پڑا۔ اساتذہ کو چھٹی دے دی گئی صرف شعبہ ناظرہ قرآنی اور حفظ کو جاری رکھا گیا۔ اس شعبہ کے اساتذہ برقرار رہے اور کام کرنے لگے۔ مسائل کی کمی کی وجہ سے اچھے اساتذہ کی خدمات حاصل نہ کی جاسکیں۔ سابق اساتذہ کو تنخواہیں ادا کی گئیں اور انہیں فارغ کر دیا گیا۔

اس سلسلہ میں دو نامور اساتذہ مفتی اعجاز ولی خاں صاحب رضوی اور قاضی مظفر اقبال رضوی (خلف الرشید مولانا محمد جان ہزاوی رحمۃ اللہ علیہ سابق منصرم انجمن نعمانیہ اور خلیفہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی) کو بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ اس دوران اساتذہ نے مارشل لاء اتھارٹی سے درخواست کی تو دارالعلوم کا معاملہ مارشل لاء کے ہاں جا پہنچا۔ مگر مارشل لاء کے ملٹری افسران کے ہاں جب پوری زوئید اپنی تو انہوں نے مجلس شوریٰ کے فیصلے کو برقرار رکھا۔ یہ معاملہ سات اگست ۱۹۴۹ء کو طے ہو گیا اور دارالعلوم بند کر دیا گیا۔

۱۳/ اگست ۱۹۶۹ء کو مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ صدر انجمن نعمانیہ کے فیصلے کی تصدیق کر دی گئی۔ مگر ایک انتظامی عارضی ڈھانچہ بنا دیا گیا تاکہ ان طلباء کا علمی نقصان نہ ہو جو زیر تعلیم تھے چنانچہ مجلس شوریٰ نے اساتذہ کی ایک کمیٹی بنا دی جو تعلیمی سلسلہ کو جاری رکھے گی۔ اس تعلیمی کمیٹی میں مولانا محمد اشرف کاظمی صاحب، قاری محمد حسین صاحب، شہزادہ عبدالقیوم صاحب درانی کو شعبہ تدریس پر مقرر کر دیا گیا۔

مولانا مفتی اعجاز ولی خاں صاحب رضوی اور قاضی مظفر اقبال صاحب کو برخاست کر دیا گیا تھا۔ مگر انہوں نے دوبارہ اپنی تقرری کی درخواست کی ان کے معاملے پر غور کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنا دی گئی۔ جس میں سید محمد حسن شاہ نوری، مفتی عبدالرؤف شباب مفتی، میاں نور محمد بٹ ممبران مقرر ہوئے۔ کمیٹی نے ابھی تحقیقات کا آغاز ہی کیا تھا کہ سیکرٹری انجمن نعمانیہ فدا حسین صاحب اسیر اور صدر انجمن نعمانیہ ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ نے اپنے استعفیے پیش کر دیے۔ ان حالات میں سیکرٹری صاحب کا استعفیٰ تو قبول کر لیا گیا اور کمیٹی نے قائم مقام سیکرٹری جناب محمد افضل چغتائی صاحب کو مقرر کر دیا۔ مگر صدر انجمن کا استعفیٰ قبول نہ کیا گیا اور انہیں ان کی اعزازی خدمات کے لیے دوبارہ آمادہ کیا گیا۔

کمیٹی نے قاضی مظفر اقبال صاحب اور مفتی اعجاز ولی خاں رضوی صاحب کو واجبات دے کر فارغ کر دیا اور عارضی اساتذہ کو تعلیمی اور تدریسی معاملات کی نگرانی کا کام سپرد کر دیا گیا۔ جنوری گیارہ ۱۹۷۰ء کو مجلس شوریٰ کے ایک اجلاس میں انجمن نعمانیہ کے معاملات پر غور و خوض کیا گیا۔ ریکارڈ سے یہ بات سامنے

آتی ہے کہ اب صدر انجمن ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ ہوں گے۔ محمد افضل صاحب چغتائی کو سیکرٹری انجمن بنادیا گیا۔ چوہدری محمد اکبر قادری ناظم تعلیم، مفتی اعجاز دلی خاں رضوی کو صدر مدرس کی حیثیت سے سامنے لایا گیا۔ اس سال یعنی ۱۹۷۰ء میں درجہ حدیث کے ۶ طلباء، درجہ عربیہ کے ۱۵ اور درجہ حفظ کے ۲۱ طلباء مستقل مدرسہ میں تھے۔ ان کے علاوہ وظیفہ خوار ۲۰ اور خوش خان ۲۲ طلباء بھی موجود تھے۔

نعمانیہ میں دورہ قرآن کا ایک خوشگوار تجربہ

۱۹۷۰ء میں مفتی اعجاز دلی خاں رضوی صاحب صدر مدرس نے اعلان کیا کہ رمضان المبارک کے دوران ”دورہ تفسیر قرآن“ ایک ماہ کے لیے جاری کیا جائے۔ چنانچہ لاہور کے مختلف دینی مدارس کے طلباء جو رمضان المبارک میں فارغ تھے دعوت دی گئی کہ ”دورہ تفسیر قرآن“ میں داخلہ لیں۔ چنانچہ مختلف دینی مدارس سے ۲۸ طلباء بھی داخل ہوئے۔

اسی سال تقسیم اسناد کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ چونکہ انجمن اور دارالعلوم میں بد انتظامی کی وجہ سے سابقہ کئی سالوں میں جلسہ نہیں ہوا تھا اس لیے طے پایا کہ تمام طلباء جو اس دوران فارغ ہوئے ہیں دستار فضیلت سے مزین کر دیے جائیں۔ چنانچہ ان فارغ التحصیل طلباء کے سروں پر ”مشدی عمائے“ سجائے گئے اور انہیں اسناد فضیلت سے نوازا گیا۔

نواگست ۱۹۷۰ء کو مجلس شوریٰ کے اجلاس کی کارروائی سے دوسرے معاملات کے علاوہ یہ بات سامنے آئی ہے کہ دارالعلوم کی قیمتی اور نادر کتب پر مشتمل لائبریری نہایت خستہ حالات میں ہے۔ کتابوں کو دیمک چاٹ رہی ہے ان کتابوں کو سنبھالنے کے لیے از سر نو جلد بندی کرا دی جائے۔ ناظم تعلیم رانا عبد الحمید قادری نے اس کام کو اپنے ذمہ لے کر جلد سازی کا کام شروع کرا دیا۔ اسی دوران یہ بھی فیصلہ ہوا کہ ”قصیدہ بردہ“ کی شرح جسے مولانا نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا تھا زیور طباعت سے آراستہ کی جائے چونکہ انجمن کی مالی حالت نہایت مخدوش تھی۔ سید محمد حسن شاہ قادری گیلانی مالک نوری کتب

خانہ لاہور نے قصیدہ بردہ کی طباعت اپنے ذمہ لی تاکہ یہ نادر مخطوطہ ضائع نہ ہونے پائے۔

نومبر ۱۹۷۰ء کو مجلس شوریٰ کے فیصلوں کی روشنی میں دارالعلوم کے بورڈ از سر نو لکھوائے گئے۔ سالانہ رپورٹ کی طباعت کا انتظام کیا گیا۔ مفتی اعجاز ولی خاں رضوی نے دورہ تفسیر قرآن کی تفصیلات کو جو رمضان میں منعقد ہوا تھا طباعت کا اعلان کیا۔ پھر سالانہ رپورٹوں کی چھپوائی پر توجہ دی گئی۔ دارالعلوم کی بلڈنگ کو از سر نو رنگ و روغن کیا گیا۔

اگست، دسمبر ۱۹۷۰ء میں محکمہ اوقاف پنجاب نے دارالعلوم انجمن نعمانیہ کو اپنی تحویل میں لینے کے لیے صدر انجمن کو ایک مراسلہ لکھا اور اس سلسلہ میں تفصیلات طلب کیں مگر جب ان کے سامنے تفصیلات پیش کی گئیں تو محکمہ اوقاف نے محسوس کیا کہ اس کی ایک بلڈنگ اور زرعی زمین ہے صرف اس کی زرعی اور شہری جائیداد پر قبضہ کرنے کے لیے انجمن نعمانیہ کو اوقاف کی تحویل میں لے لیا جائے۔ اخراجات کی ذمہ داری قبول نہ کی جائے۔ چنانچہ اراکین انجمن نے کوشش کی کہ دارالعلوم نعمانیہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں نہ جائے اس طرح یہ ادارہ تباہ ہو جائے گا۔ چنانچہ گیارہ اپریل ۱۹۷۱ء کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ محکمہ اوقاف پنجاب کے اس نوٹس کے خلاف عدالت پر مقدمہ کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں سیکرٹری انجمن کو پورے پورے اختیارات دے دیے گئے جناب محمد افضل چغتائی صاحب کو مقدمہ کی پیروی کرنے کا مکمل اختیار دیا گیا۔ ایک ایڈوکیٹ ملک عزیز احمد خاں صاحب کی قانونی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس طرح انجمن کو محکمہ اوقاف سے بچانے کے لیے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا گیا۔

ان دس برسوں میں مجلس شوریٰ کے اجلاس تو باقاعدگی سے ہوتے رہے مگر انجمن اور دارالعلوم کی ترقی یا بہتری کی کوئی صورت سامنے نہ آ سکی۔ ہر اجلاس میں انتظامی معاملات پر گفتگو ہوتی مگر حالات میں کوئی تبدیلی نہ آ سکی۔ انتظامیہ کمزور، اساتذہ کی ٹیم کاہل، مالی حالات پریشان کن، دارالعلوم کا ڈسپلن ختم ہو گیا تھا۔ غالباً اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ دارالعلوم نعمانیہ کے مقابلہ میں دارالعلوم مرکزی حزب الاحناف، جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، اور

دارالعلوم نظامیہ لوہاری دروازہ لاہور اور ملک کے کئی دوسرے مدارس قائم ہو گئے تھے۔ طلباء کو ان مدارس سے بہت کچھ حاصل ہو رہا تھا۔ لاہور کے باہر کئی شہروں میں بعض سنی مدارس کام کرنے لگے تھے جس کی وجہ سے ”دارالعلوم نعمانیہ لاہور“ کی مرکزیت ختم ہو کر رہ گئی تھی۔

انجمن کی جائیداد کے کاغذات کی حفاظت

ستائیس فروری ۱۹۷۲ء کے ایک اجلاس میں مجلس شوریٰ نے یہ محسوس کیا کہ انجمن نعمانیہ کی زرعی اور شہری جائیداد مختلف مقامات پر پھیلی ہوئی ہے اس کے کاغذات کو یک جا کر نا نہایت ضروری ہے۔ اس وقت انجمن کے سیکرٹری محمد افضل چغتائی تھے جو محکمہ بحالیات میں کلیم آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے یہ بڑے راسخ العقیدہ سنی اور دردمند آفیسر تھے (ماشاء اللہ اب تک بقید حیات ہیں) یہ کام انہوں نے اپنے ذمہ لیا اور سابقہ سیکرٹری انجمن جناب محمد اعظم چغتائی سے کاغذات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی اس موقع پر موضع منڈیالی کی جائیداد کے کاغذات کی تلاش ہوئی۔ موضع چندرا کے کاغذات دیکھے گئے اور جہلم میں ایک مکان کی جائیداد کے کاغذات سامنے آئے۔

دوم اپریل ۱۹۷۲ء کو ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں اراکین اور اساتذہ کے علاوہ لاہور کے چند مقتدر علمائے کرام بھی آگے بڑھے اور گزشتہ پانچ سال سے دارالعلوم کی حالت پر غور کیا گیا اس اجلاس میں مفتی اعجاز ولی خاں صاحب رضوی شیخ الحدیث نے اپنی جیب خاص سے نعمانیہ کو رقم مہیا کی۔ قاری سید محمد غلام یسین شاہ صاحب خطیب بادامی باغ لاہور نے چندہ جمع کر کے نعمانیہ کو دیا۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی نے نعمانیہ کے اجلاس میں خطاب فرمایا۔

اس اجلاس کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ محکمہ اوقاف دراصل انجمن نعمانیہ کی جائیداد اور دارالعلوم کو اپنے قبضہ میں لینے کا اہتمام کر رہا ہے۔ محکمہ اوقاف کے اقدام کی بنیاد انجمن نعمانیہ کے ایک سابقہ ناظم تعلیم مولانا اکرام حسین مجددی کی ایک درخواست تھی۔ جو انہوں نے سات سال قبل حکومت پنجاب کو دی تھی اور ناظم تعلیم ہونے کی حیثیت سے حکومت کو استدعا کی تھی کہ

وہ انجمن نعمانیہ کو اپنی تحویل میں لے لے۔
انجمن نعمانیہ کے مشیر قانون ملک عبدالعزیز ایم اے، ایل ایل بی ایک
سینئر ایڈوکیٹ تھے انہوں نے محکمہ اوقاف کے خلاف سول جج لاہور قاضی
عبدالسعید کی عدالت میں ایک دعویٰ دائر کر دیا۔ جہاں سے فیصلہ ہوا کہ محکمہ
اوقاف انجمن نعمانیہ لاہور پر قبضہ کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔

انجمن کے ایک قدیم خادم کی وفات

انجمن نعمانیہ کے ایک پرانے رکن اور نائب صدر حاجی ملک تاج الدین
دو اپریل ۱۹۷۲ء کو وفات پا گئے۔ آپ کی رحلت سے انجمن ایک مخلص اور تجربہ
کار رکن سے محروم ہو گئی۔ دارالعلوم میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔ ایصال
ثواب کے لیے قرآن خوانی کی گئی اور ان کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا گیا۔
پچیس فروری ۱۹۷۳ء کے ایک اجلاس میں مولانا محمد سعید خان نقشبندی صدر
مدرس کی حیثیت سے انجمن نعمانیہ میں آئے۔ انہوں نے انجمن کی زرعی اراضی
کا معاملہ پیش کیا۔ کتابوں کی حفاظت اور جلد بندی پر زور دیا۔ ان دنوں انجمن نے
وفاقی وزیر اوقاف حکومت پاکستان مولانا کوثر نیازی مرحوم کو ایک درخواست دی
اور انہیں انجمن اور اس کے دارالعلوم کی مالی تعاون کے لیے کہا گیا۔ اگرچہ مولانا
کوثر نیازی مرحوم کوئی مالی امداد تو نہ کر سکے مگر انہوں نے نعمانیہ کی چٹھی کا جواب
دیتے ہوئے اس دارالعلوم کی ترقی و کامرانی کے متعلق نیک خواہشات کا اظہار
کیا۔ تاہم انجمن نعمانیہ نے انہیں دعوت دی کہ وہ خود کسی اجلاس کی صدارت کر
ئے انجمن نعمانیہ کی سابقہ خدمات اور موجودہ صورت حال ملاحظہ کریں۔

۱۹۷۳ء میں انجمن کے اراکین

پچیس اگست ۱۹۷۳ء کے ایک اجلاس کی روئداد کی روشنی میں ہم ان
حضرات کے اسمائے گرامی دیکھتے ہیں جو اس وقت انتظامی امور سرانجام دے
رہے تھے۔

۱۔ ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ۔۔۔ صدر انجمن

۲۔ محمد افضل چغتائی صاحب۔۔۔ سیکرٹری

۳۔ ڈاکٹر جمیل احمد خان چوہان۔۔۔ جوائنٹ سیکرٹری

۴۔ حاجی اقبال سعید صاحب۔۔۔ رکن انجمن

۵۔ محمد اکبر قادری۔۔۔ ناظم تعلیم

۶۔ مفتی اعجاز ولی خاں صاحب رضوی۔۔۔ شیخ الحدیث

۷۔ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی۔۔۔ رکن انجمن

۸۔ حکیم اشتیاق حسین صاحب۔۔۔ رکن انجمن

ان دنوں انجمن نعمانیہ لاہور کی جو نہایت اہم قابل ستائش علمی خدمت سامنے آئی وہ ”دورہ تفسیر“ تھا۔ جسے لاہور اور بیرونی اہل علم نے بے حد پسند کیا۔ انجمن نے اپنے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا کہ مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی اعزازی طور پر ”دورہ تفسیر قرآن“ اور تدریسی نگرانی کے فرائض سرانجام دیں گے۔ اس ”دورہ تفسیر قرآن“ میں مولانا مقصود احمد صاحب خطیب جامع مسجد تکیہ سادھواں اور استاذ العلماء حضرت مولانا محمد مہر الدین صاحب نقشبندی خطیب جامع مسجد چاہ میراں لاہور نے بھی ایک عشرہ کے لیے ”دورہ تفسیر قرآن“ کے اساتذہ میں شرکت کی۔ مولانا محمد مہر الدین صاحب نقشبندی جماعتی ایک قابل قدر معلم تھے۔ جو تیس سال تک دارالعلوم حزب الاحناف اور دوسرے تدریسی اداروں میں خدمات سرانجام دیتے رہے تھے۔ اس طرح مولانا مقصود احمد صاحب ایک منجھے ہوئے نوجوان مدرس کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے۔ (ان دنوں وہ محکمہ اوقاف پنجاب کے صوبائی خطیب ہیں اور جامع مسجد داتا گنج بخش لاہور میں خطابت کرتے ہیں) تفسیر قرآن کے کورس میں حصہ لے کر انجمن نعمانیہ کے اس مقصد کو کامیاب بنایا۔

مفتی اعجاز ولی خاں رضوی کی بر خاستگی

چودہ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو مجلس شوریٰ کے ایک اجلاس میں یہ بات سامنے آئی کہ دارالعلوم نعمانیہ کے طلباء تعلیم میں کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ دورہ حدیث کے طلباء کا امتحان لیا گیا تو تمام طلباء غیر تسلی بخش پائے گئے۔ اس سلسلے

تدریسی و تعلیمی کام کے ذمہ دار مفتی اعجاز ولی خان رضوی تھے جو صدر مدرس بھی تھے اور نگران تعلیم بھی۔ اس انحطاط کی وجہ دریافت کی گئی تو وہ تسلی بخش جواب نہ دے پائے۔ ناظم تعلیم محمد اکبر قادری کو شکایت تھی کہ مفتی صاحب عام جلسوں میں تقاریر کرنے، احباب کے نکاح پڑھانے اور مہمانوں کی مجالس میں مصروف رہتے ہیں۔ تدریس کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ اندرین حالات مجلس شوریٰ کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مفتی صاحب کو تدریسی فرائض سے سبکدوش کر دیا جائے۔ مفتی اعجاز ولی خان خود بھی مجلس شوریٰ کے اس اجلاس میں موجود تھے۔ آپ نے اعلان کیا کہ میں اس فیصلہ کو تسلیم کرتا ہوں اور دارالعلوم نعمانیہ کے تدریسی امور سے دستبردار ہوتا ہوں۔ چنانچہ آپ پندرہ نومبر ۱۹۷۳ء کو دارالعلوم نعمانیہ سے علیحدہ ہو گئے۔

اسی اجلاس میں مولانا محمد سعید نقشبندی خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش لاہور کو نگران تعلیم اور صدر مدرس مقرر کر دیا گیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ تعلیمی معاملات درست نہیں ہو رہے۔ طلباء و اساتذہ باہمی کشمکش میں مصروف ہیں۔ دارالعلوم کا نظام بگڑتا جا رہا ہے لہذا فیصلہ کیا گیا کہ مولانا مہر الدین صاحب نقشبندی کی علمی خدمات سے استفادہ کیا جائے چنانچہ مولانا سے استدعا کی گئی کہ وہ دارالعلوم میں تدریسی فرائض سرانجام دیں۔ حضرت مولانا مہر الدین جماعتی کو سولہ نومبر ۱۹۷۳ء کو صدر مدرس مقرر کر دیا گیا۔

ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ میں قاری سید محمد شاہ حفظہ و ناظرہ کے انچارج مقرر ہوئے۔ قاری امیر عالم نقشبندی مجددی کو تجوید و قرأت کے شعبہ کا انچارج بنا دیا گیا۔ مولانا محمد الرشید صاحب نقشبندی مدرس کتب نظامیہ مقرر ہوئے۔ خواجہ عبدالباقی صاحب مشیر مال اپنی ذاتی مصروفیات کی وجہ سے مستعفی ہو گئے۔

دارالعلوم کی عمارت کی مرمت

یکم فروری ۱۹۷۳ء کے اجلاس کی روئیداد سے معلوم ہوتا ہے کہ انجمن نعمانیہ کے ممبران مجلس شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ سارے دارالعلوم کے صحن برآمدوں اور دوسری عمارات میں اینٹوں کا فرش لگا دیا جائے، ضروری مرمت

کروائی جائے۔ چنانچہ یہ خرچ ہنگامی طور پر ممبران مجلس شوریٰ اور دوسرے غیر حضرات سے جمع کر کے فرش لگوا دیے گئے۔ انجمن کے ریکارڈ سے یہ بات نہایت قابل افسوس دکھائی دیتی ہے کہ ہر اجلاس میں قاضی مظفر اقبال صاحب فرزند ارجمند مولانا محمد جان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے رویہ کے خلاف بحث چل نکلتی ہے دوسری طرف قاضی مولانا مظفر اقبال بھی ان اراکین سے نہ تعاون کرتے دکھائی دیتے ہیں اور نہ تعلیم و تدریس کے معاملات میں حصہ لیتے ہیں۔ مجلس شوریٰ انہیں دارالعلوم سے نکالتی ہے مگر وہ کسی صورت میں اپنا وجود برقرار رکھنے کے لیے موجود ہوتے ہیں مگر ہر بار انجمن نعمانیہ کی انتظامیہ انہیں مسترد کرتی جاتی ہے۔

دارالعلوم نعمانیہ کا انحطاطی دور

انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ دارالعلوم میں کوئی قابل قدر اصلاح نہیں ہو سکی۔ تعلیم کا معیار دن بدن گر گیا اور انتظامی معاملات بگڑتے گئے مالی حالات خراب ہوتے گئے۔ اس میں اساتذہ اور طلباء کی دلچسپی کم ہوتی گئی مجلس شوریٰ کا جو بھی اجلاس ہوا اس میں اساتذہ، تلامذہ اور افسوسناک صورت حال کے دیکھتے ہوئے انجمن نعمانیہ کے ناظم تعلیم مولانا محمد سعید نقشبندی نے پانچ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ایک دردناک رپورٹ لکھی جسے ہم انہی کے الفاظ میں نقل کر رہے ہیں۔

مولانا سعید احمد نقشبندی ناظم تعلیم کی ایک رپورٹ

ناظم تعلیم صاحب نے سالانہ امتحانات اور دارالعلوم کے حالات کے متعلق مفصل رپورٹ پیش کی جو کہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ اس سال درجہ کتبدرس نظامی میں کموبیش ستائیس طلباء داخل ہوئے اور تعلیم حاصل کرتے رہے۔ درجہ حدیث میں کوئی طالب علم داخل نہ ہوا۔ مگر ان میں سے سالانہ امتحانات منعقدہ یکم ستمبر ۱۹۷۴ء میں صرف گیارہ طلباء شریک ہوئے۔ سولہ طلباء غیر حاضر پائے گئے۔ امتحان میں

شریک ہونے والوں میں سے صرف دو تین اچھے نمبروں میں پاس ہوئے۔
باقی یا فیل ہوئے یا تھرڈ ویزن میں پاس ہوئے۔

۲۔ درجہ حدیث میں ابتدہ سال میں کوئی طالب علم نہ آیا لہذا شیخ الحدیث صاحب دورہ حدیث شریف کے بجائے نیچے درجے کی کتب پڑھاتے رہے۔ پھر ان کتب کے طلباء بھی سب کے سب چلے گئے اور دو تین ماہ سے شیخ الحدیث صاحب فارغ بیٹھے رہے۔ اس دوران میں کم و بیش ایک ماہ تک شیخ الحدیث صاحب کو چوٹ آنے کی وجہ سے بیمار رہے۔ ان کے درجے کا صرف ایک طالب علم امتحان سے دو تین روز پہلے آیا اور تین کتابوں کا امتحان دیا۔

۳۔ درجہ قرأت و تجوید اور حفظ و ناظرہ کے دس بارہ طلباء میں سے بھی صرف ایک دو کی حالت قدرے بہتر ہے باقی کافی کمزور ہیں پورے سال کی تعلیمی کارکردگی کا حاصل یہ ہے جو مذکور ہوا۔

لمحہ فکریہ

کم و بیش پچیس صد روپے ماہوار تعلیمی مصارف کے حساب سے دارالعلوم کی انتظامیہ تنخواہوں پر خرچ آتا ہے۔ اسی طرح خوراک پر سالانہ تیس ہزار روپے صرف کر دیئے جاتے ہیں۔ اتنی رقم جس کو شش اور محنت شاق سے فراہم ہوتی ہے معزز اراکین اس سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ پھر وقتاً فوقتاً مرمت، خرید کتب و دیگر اشیاء نشر و اشاعت وغیرہ پر صرف ہونے والی رقم اس کے علاوہ ہے۔ اس تمام کاوش اور تنگ و دو کا مقصد وحید صرف اور صرف تعلیم دین ہے لیکن اس کا موصولہ نتیجہ اراکین مجلس شوریٰ کے سامنے ہے۔ میرے خیال میں یہ مخدوش صورت حال مسلسل کئی سال سے آرہی ہے۔ مگر چونکہ اراکین اور عمدہ داران میں سے کوئی شخص عالم نہ تھا اس لیے اصل تعلیمی کیفیت پردہ خفا میں رہی یا معلوم ہونے کے باوجود چشم پوشی سے کام لیا جاتا رہا۔ میں نے چونکہ خود سولہ سال انہیں کتب کی تدریس کی ہے اور خدا تعالیٰ کو جان دینی ہے نیز قوم کا روپیہ امانت سمجھتا ہوں اس لیے امر واقعی سے آگاہ کرنا ضروری

سمجھا۔ مجھے یہ بھی علم ہے کہ ناظم تعلیم ہونے کی حیثیت سے اس نازک صورت حال کی ذمہ داری مجھ پر عائد کی جاسکتی ہے۔ آپ حضرات کے خوف اور اپنی پوزیشن بہتر بنانے کی خاطر سبز باغ دکھانے میرے لیے بالکل آسان کام تھا۔ کیونکہ امتحانات کے وقت میرے سوا اراکین میں سے کوئی بھی موجود نہ تھا۔ نیز معزز اراکین میں سے نہ ہی کوئی سوالات و جوابات کے نشیب و فراز سے کما حقہ واقف ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر میں ایسا کرتا تو خدا تعالیٰ اور آپ کے ساتھ خیانت کرتا اور بددیانتی کا مرتکب ہوتا۔

کلکم راع و کلکم مسئول من رعیتہ کے مطابق ہم سب لوگ عند اللہ اس کے جوابدہ ہوں گے۔ لہذا اس کی اصلاح پر کامل غور و خوض کر کے بہتر حالت پیدا کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ محض عہدوں سے چپے رہنے پر خوش ہونا اور کفایت کرنا خود فریبی ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم سے قبل ایک زمانہ تھا کہ اس دارالعلوم میں پڑھنے والے لائق طلباء کی اس قدر کثرت ہوتی تھی کہ جامعہ کی دارالاقامہ میں جگہ تنگ ہونے کے باعث شاہی مسجد میں طلباء کی کلاسیں لگتی تھیں اور بہت تعلیمی گہما گہمی ہوتی تھی۔ اس وقت اغیار کے مدرسوں میں پڑھنے والے طلباء کی کثرت ہے۔ ”جامعہ مدنیہ“ میں جو یہاں سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ہے سو سے زائد طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس طرح ”جامعہ اشرفیہ“ میں صرف ”دورہ حدیث“ کے اندر سو سو طلباء ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ہمارے ہاں خاک اڑ رہی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار (اے اصحاب دانش اس سے عبرت پکڑو) معزز اراکین کو سوچنا چاہیے کہ وہ اپنے وقت اور کام کاج کا حرج کر کے اعزازی طور پر ثواب اور خدمت دین کی نیت سے جامعہ کی انتظامیہ میں شمولیت کے دعویدار ہیں۔ یہ صورت حال ثواب کے بجائے عذاب کا پیش خیمہ ثابت نہ ہو جائے۔

اصلاحی تجاویز و تدابیر

اصلاح احوال کی خاطر درج ذیل تجاویز و تدابیر پیش خدمت ہیں۔

- ۱۔ انجمن کی مالی حالت بہتر بنانے کی پوری پوری کوشش کی جائے تاکہ مجوزہ

پروگرام عملی شکل اختیار کر سکیں۔ اس وقت مالیاتی شعبہ کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔

۲۔ اخبارات، رسائل، اشتہارات کے ذریعے انجمن کو زیادہ سے زیادہ متعارف کرایا جائے۔ اس طرف توجہ نہ کرنے کے باعث اہلسنت کی سب سے قدیمی درسگاہ گوشہ گمنامی میں جا چکی ہے۔ کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ کسی مخیر کو انجمن سے تعاون کی ترغیب دلانے پر اس نے حیرت سے دریافت کیا کہ کیا انجمن نعمانیہ ابھی تک زندہ ہے اور اب تک چل رہی ہے اور کام کر رہی ہے۔ بالکل نئے قائم شدہ مدارس سے لوگ زیادہ تر شناسا ہیں۔ اس طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ اس مقصد میں کامیابی کے لیے فنڈ، ایک فعال سب کمیٹی اور نہایت متحرک عملہ دفتر کی ضرورت ہے۔

۳۔ غیر ضروری اساتذہ کو فی الفور سبکدوش کیا جائے۔ صرف لائق اور ضروری مدرسین پر کفایت کی جائے۔ انجمن کے موجودہ مالی حالات بھی شدت سے اس تحفیف کی متقاضی ہیں۔ نیز عملہ دفتر میں بھی فی الفور تحفیف کرنا ضروری ہے اور وقت پر صحیح طریقہ سے اور جانفشانی سے کام نہ کرنے والے افراد کو فوراً فارغ کیا جائے۔

۴۔ طلبہ اور تعلیم سے متعلقہ جملہ امور کے لیے اساتذہ میں سے کسی ذمہ دار ذی احساس اور طلبہ پر ہر طرح کثرتول کرنے والے استاد کو انچارج مقرر کرنا از حد ضروری ہے تاکہ طلبہ کے داخلے، ان کی کتابیں، خوراک، ان کے فوری طور پر رہائش وغیرہ امور میں فوری اور بروقت انتظام ہو جایا کرے۔ بہت سے طلباء اس بد انتظامی اور دفتر کی عدم دلچسپی کے باعث دارالعلوم چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ناظم تعلیم اس انچارج کو مناسب اختیارات تفویض کر دے۔ اس کی ضرورت اس بنا پر بھی ہے کہ اراکین انجمن ہمہ وقت نگرانی سے عہدہ برائیں ہو سکتے۔ نتیجہ یہ کہ فوری و ضروری کاموں میں تعطل اور خلل واقع ہوتا ہے۔ طلباء کے مطالعہ اسباق کی نگرانی، نماز کی پابندی کرانا، آوارہ پھرنے سے روکنا وغیرہ بھی اہم مقاصد میں سے ہے۔

۵۔ ہر رکن اور عہدہ دار انجمن کے مقاصد کی دیکھ بھال کے لیے کچھ نہ کچھ

وقت ضرورت کالے صرف میٹنگ میں شمولیت کر کے رسمی اور وقتی گفتگو پر کفایت نہ کرے۔

۶۔ امتحان نہ دینے والے طلباء کو آئندہ داخل نہ کیا جائے۔ وظائف کی صورت میں لائق طلباء کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ سال میں تین بار ٹسٹ لیا جائے۔

۷۔ دوسرے مدارس کی طرح طلباء کے لیے خوارک، پوشاک، رہائش وغیرہ ضروریات کا نظام بہتر سے بہتر بنایا جائے۔

۸۔ انچارج کی تحویل میں ہنگامی ضرورت کے لیے کچھ مقدار میں رقم ہر وقت موجود رہے۔

۹۔ مالی حالت بہتر بنانے کے لیے کوئی جامع منصوبہ طے کیا جائے۔

۱۰۔ آئندہ تعلیمی سال کی ابتداء میں باورچی کا انتظام کیا جائے۔

۱۱۔ گنجائش کی صورت میں اساتذہ کی تنخواہوں کی حالت بہتر بنائی جائے۔

پوری امید ہے کہ ان نذر کورہ تجاویز و تدابیر کے بروئے کار لانے سے انشاء اللہ العزیز ایک سال کے اندر اندر بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔

راقم الحروف محمد سعید احمد نقشبندی

ناظم تعلیم جامعہ نعمانیہ لاہور پاکستان

مورخہ ۵.۹.۷۴

اس رپورٹ کے بعد مجلس شوریٰ کا جو اجلاس ہوا اس میں ان تجاویز کی روشنی میں حالات کو درست کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنادی گئی جن کی نشاندہی کی گئی تھی۔ اس کمیٹی میں محمد افضل چغتائی صاحب، مولانا محمد سعید احمد نقشبندی صاحب، چوہدری محمد اکبر قادری صاحب اور مشیر قانون میاں محمد ابراہیم صاحب ایڈوکیٹ تھے۔ انہوں نے صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے کچھ ہنگامی اصلاحات کا اعلان کیا۔

۱۔ مولانا محمد صدیق صاحب کو ۷۴.۱۱.۷۴ سے صدر مدرس مقرر کر دیا گیا۔

۲۔ صدر مدرس کو تین ماہ کے بعد اپنی کارکردگی کی رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کی گئی۔

- ۳۔ مولوی مظفر اقبال صاحب نے عدالت میں مقدمہ کر دیا اس کے دفاع کے لیے خصوصی ہدایات جاری کی گئیں۔
- ۴۔ مولانا گل احمد خان کو استاد درس نظامی مقرر کیا گیا۔
- ۵۔ مولانا علی احمد سندھلوی کو مدرس مقرر کیا گیا۔
- ۶۔ سید محمد شاہ بخاری کو شعبہ حفظ و ناظرہ کا انچارج بنا دیا گیا۔

سید دلاور علی شاہ کی دستبرداری

۱۲ فروری ۱۹۷۵ء کو مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ اس میں صدر انجمن نعمانیہ نے اپنی ضعیفی اور بیماری کی وجہ سے صدارت سے دستبرداری کی درخواست کی۔ جو حالات کے پیش نظر بادل خواستہ قبول کر لی گئی۔ ساتھ ہی ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ کی ان خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا گیا جو انہوں نے انجمن نعمانیہ میں سرانجام دیں تھیں۔ اس اجلاس میں ان کی جگہ محمد یعقوب صاحب نمبردار کو صدر انجمن مقرر کر لیا گیا اور ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ کو انجمن کا سرپرست بنا دیا گیا۔

محکمہ اوقاف کا حکم نامہ

انہی دنوں حکومت پاکستان جو ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے زیر اقتدار تھی کی طرف سے ایک اعلان ہوا کہ پاکستان کی مساجد اور مدارس کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لے لیا جائے۔ اس خبر سے دارالعلوم نعمانیہ سے تعلق رکھنے والوں کو سخت تشویش ہوئی اور اس کے سد باب کے لیے کوششیں ہونے لگیں اور قانونی مشیر کو اختیارات دیے گئے۔ دو نومبر ۱۹۷۵ء کو انجمن نے انضباطی کارروائی کرتے ہوئے مولانا گل احمد خاں عقیقی اور مولانا احمد علی صاحب سندھلوی کو کام نہ کرنے اور دارالعلوم کے نظام کو خراب کرنے کی پاداش میں نکال دیا گیا۔ دو نومبر ۱۹۷۵ء کو حکومت پاکستان نے اعلان کیا کہ حکومت دینی مدارس کو اپنی تحویل میں نہیں لینا چاہتی صرف ان مدارس کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی آمدنی اور اخراجات کا کسی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے آڈٹ کرا لیا کرے اور محکمہ

سوشل ویلفیئر پنجاب کے ڈائریکٹر کو ارسال کیا کریں۔ اس طرح انجمن نعمانیہ نے محکمہ اوقاف کے خلاف جو مقدمہ کر رکھا تھا وہ بھی واپس لے لیا گیا۔

دارالعلوم نعمانیہ کا یہ دور مجموعی اعتبار سے ایک انحطاطی دور تھا۔ مشکلات کا دور تھا، انتشار کا دور تھا، بد نظمی کا دور تھا، اساتذہ اور انتظامیہ کی باہمی آویزش کا دور تھا، مالی زبوں حالی کا دور تھا اور پریشانی کا دور تھا۔

سابقہ ادوار میں انجمن نعمانیہ لاہور میں منتظمین کی ایک ایسی ٹیم کام رہی تھی جو اعزازی طور پر بڑی لگن سے اپنے مشن کو چلا رہی تھی۔ ان صاحب علم و فضل بھی تھے۔ قانون و انتظام کے ماہر بھی تھے پھر اللہ کی رضا کے لیے اپنا وقت عزیز قربان کرنے والے لوگ تھے۔ باطل قوتوں سے مقابلہ کرنا اور اپنوں کے لیے دامن محبت پھیلا دینا ان کا شیوا تھا۔ انہوں نے آج سے ایک صدی پہلے بے سروسامانی کے عالم میں انجمن نعمانیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ دارالعلوم نعمانیہ قائم کیا سارے برصغیر میں اسے حنفی اور سنی تعلیمات و نظریات کا مرکز بنا دیا۔ یہاں کے اساتذہ آسمان علم و فضل پر چمکتے ہوئے آفتاب و ماہتاب تھے۔ ہاں سے فارغ ہونے والے علماء جب دستار فضیلت سجا کر نکلتے تھے تو سینوں کے لیے علم و روحانیت کے چشمے جاری کرتے تھے۔ انہوں نے تکلیفیں بھی اٹھائیں اور اعزاز بھی پائے۔ فاقہ کشی کے صحراؤں سے بھی گزرے اور اعزاز و اکرام کے خیابانوں میں بھی رہے۔

مگر سابقہ چند سالوں میں انجمن نعمانیہ اپنے انتظام و انصرام کی وجہ سے ایک ناکام ادارہ ثابت ہوا۔ منتظمین سست اور نااہل اساتذہ کم علم اور کم سواد۔ اس عرصہ میں جتنی روئیدادیں سامنے آئیں ان میں اساتذہ اپنی تنخواہوں کے اضافہ کا ہی مطالبہ کرتے دکھائی دیے، جتنے امتحانات آئے طلباء قیل ہوئے نظر آئے، انتشار، اختلاف، بد نظمی اور بددلی دکھائی دی۔

انا لله وانا اليه راجعون

مرکزی انجمن حزب الاحناف کے بانی مولانا سید دیدار علی شاہ الوری سابق صدر مدرس دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے زیر نگرانی تھا۔ مگر حضرت علامہ الوری کے دو نامور فرزندان مولانا ابو الحسنات قادری خطیب مسجد وزیر خان اور مولانا ابو البرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے شانہ روز محنت سے ایک اعلیٰ درسگاہ بنا دیا۔ دارالعلوم حزب الاحناف کے علاوہ پاکستان کے قیام سے پہلے سینوں کا مدرسہ رحیمہ نیلا گنبد مدرس حمیدیہ اور مدوحہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں اپنے اپنے انداز پر کام کر رہے ہیں۔ بایں ہمہ انجمن نعمانیہ کا دارالعلوم ایک تاریخی اور مثالی ادارہ تھا جس نے تریسٹھ سال کا علمی سفر طے کر کے اپنا مقام حاصل کیا تھا۔

قیام پاکستان کے بعد انجمن نعمانیہ کی علمی اور تدریسی رفتار کی ایک مختصر سی رپورٹ (جس میں یکم جنوری یا ۳۱ دسمبر ۱۹۵۶ء کے کوائف درج ہیں) چھپی جسے انجمن کے جاسٹ سیکرٹری لعل محمد چغتائی نے مرتب کیا تھا ہم اس میں سے صرف ان عمدہ داراں انتظامیہ اور علماء کرام کے اسمائے گرامی نقل کر رہے ہیں جو ۱۹۵۹ء تک انجمن کے امور کی نگرانی کرتے رہے تھے۔

ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ قادری ایم بی بی ایس لاہور صدر
کنور محمد سعادت اللہ خان ایڈووکیٹ ہائی کورٹ نائب صدر
میاں محمد حسین چشتی آف کے بی چشتی، میاں مبارک دین کونسلر
لاہور، صاحبزادہ میاں محمد امین سجادہ نشین داتا گنج بخش، ملک سراج الدین
جیولرز لاہور نائب صدور

سید محمد اولاد علی شاہ گیلانی ایم اے (مولف مرقع ملتان) مہتمم و ناظم

تعلیم

عبدالرؤف شباب مفتی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، جنرل سیکرٹری
لعل محمد چغتائی، جاسٹ سیکرٹری
شیخ محمد الدین، آڈیٹر پنجاب پولیس، مشیر مال
شیخ محمد دین کنٹرولنگ ڈبلیو ڈی، ممتحن امتحانات

ان بزرگوں کے علاوہ سولہ ایسے زعمائے لاہور تھے جو انجمن کی نئی مجلس شوریٰ کے رکن بنے ایک عرصہ گزرے کے بعد طلباء کے رہائشی کمرے (دارالاقامہ) بوسیدہ ہو چکے تھے۔ لہذا ملک سراج الدین صراف کشمیری بازار لاہور نے چھ ہزار روپیہ دیا۔ ایک سنی العقیدہ خاتون سردار بیگم بنت حافظ حسن دین گجر گلی لاہور نے تین ہزار روپیہ پیش کیا اور بقایا روپیہ انجمن کے فنڈز سے خرچ کر کے دارالاقامہ کو از سر نو تعمیر و مرمت کیا۔ اسی طرح مدرسہ درساہیں از سر نو تعمیر کی گئیں۔

۱۹۴۹ء

پاکستان کی تشکیل کو صرف دو سال بعد انجمن نعمانیہ کی مالی حالت تشویش ناک حد تک مخدوش ہو گئی۔ دارالعلوم میں اساتذہ اور طلباء کی تعداد میں کمی آ گئی۔ دارالعلوم کے ریکارڈ ہے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۴۹ء میں استاذ العلماء مولانا محمد منیر الدین جماعتی مرحوم صدر مدرس بنے۔ ان کے ساتھ قاری غلام فرید مرحوم شعبہ حفظ و قرأت کے نگران مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مفتی محمد حسین صاحب نعیمی (بانی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور دارالعلوم نعمانیہ) مراد آباد سے فارغ التحصیل ہو کر مدرس کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں سید میرک شاہ اندرانی جو آزاد کشمیر کے محکمہ اوقاف کے انچارج تھے۔ وہاں سے مستعفی ہو کر دارالعلوم نعمانیہ کے صدر مدرس کی حیثیت سے تشریف لائے۔ اس طرح یہ عظیم الشان دارالعلوم از سر نو علمی خدمات سرانجام دینے لگے۔

حضرت پیر سید معصوم شاہ صاحب قادری سجادہ نشین سادہ چک ضلع گجرات نے لاہور میں ”نوری کتب خانہ“ کی بنیاد رکھی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کی اشاعت کرنے لگے۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے سینکڑوں رسائل چھپوائے اور علماء کرام تک پہنچائے۔ انجمن نعمانیہ کی حالت کو دیکھ کر وہ آگے بڑھے اور مجلس شوریٰ کی رکنیت اختیار کر کے دارالعلوم کے معاملات میں تعاون کرنے لگے۔ آپ کی وجہ سے لاہور

کے چند امراء اور رؤسا نے دارالعلوم کی حالت کو سنبھالا دیا۔ پیر سید معصوم شاہ قادری عمر کے آخری دن تک دارالعلوم نعمانیہ کی خدمت کرتے رہے۔ انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ۲۰ جنوری ۱۹۶۹ء کو وصال ہوا۔ اور دارالعلوم کے اراکین اساتذہ اور طلباء نے دارالعلوم میں ایک مجلس تعزیت منعقد کی اور ایصال ثواب کے لیے کئی قرآن پاک پڑھے۔ انجمن نعمانیہ لاہور کے اراکین میں ایک شخص الحاج لعل محمد چغتائی صاحب کا نام سنہری حروف سے لکھا جانے کے قابل ہے۔ وہ ایک طویل عرصہ تک انجمن نعمانیہ کے دبیر (سیکرٹری) کی حیثیت سے اعزازی طور پر کام کرتے رہے۔ آخر ۱۵ فروری ۶۵ء کو انتقال ہوا تو انجمن کے اراکین اساتذہ طلباء اور شہر کے سنی علماء کرام کی ایک کثیر تعداد نے آپ کی علمی اور تنظیمی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کرنے کے لیے ۱۷ فروری ۶۵ء کو ایک بھرپور تعزیتی اجلاس منعقد کیا۔ یہ اجلاس دارالعلوم کے کھلے محن میں ہوا تھا ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اعجاز ولی خاں رضوی مرحوم تھے اور صدر مدرس مولانا سید محمد اشرف کاظمی اور اعزازی دبیر (سیکرٹری) آغا فدا حسین تھے۔

۱۵ اگست ۶۷ء کو انجمن کی تشکیل از سر نو کی گئی۔ محمد افضل صاحب چغتائی کو سیکرٹری انجمن منتخب کیا گیا۔ آپ سرکاری افسر تھے اور ایک طویل عرصہ تک اعزازی خدمات سرانجام دیتے رہے

۱۹۷۳ء میں مجلس شوریٰ کی ایک رپورٹ

مجلس شوریٰ کی کارروائی سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الحدیث مفتی اعجاز دلی خان کو ۱۵ نومبر ۱۹۷۳ء کو ان کے فرائض سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اگرچہ رپورٹ میں صرف تین بات درج کی گئی ہے کہ مفتی صاحب کے زیر تربیت طلباء کی اکثریت امتحان میں فیل ہو گئی تھی۔ تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ مفتی صاحب اپنے طلباء پر توجہ نہیں دیتے رہے اور ”جمعیتہ علماء پاکستان لاہور“ کے صدر منتخب ہونے کی وجہ سے وہ سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے تھے۔ وہ اس دوران تبلیغی جلسوں، سماجی کاموں اور دوسرے دینی امور میں زیادہ وقت گزار دیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہیں ۱۵ نومبر ۱۹۷۳ء کو تدریسی خدمات سے علیحدہ کر دیا گیا اور ان کی جگہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی خطیب مسجد داتا گنج بخش لاہور ۱۹ نومبر ۱۹۷۳ء کو شیخ الحدیث اور صدر مدرس کی حیثیت سے منتخب ہو گئے۔

۱۹۷۷ء میں مجلس شوریٰ کے انتخابات

انجمن نعمانیہ کے ریکارڈ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سال مجلس شوریٰ کے نئے انتخابات ہوئے اور نئی انتظامیہ تشکیل دی گئی چنانچہ جنوری ۱۹۷۷ء کو ذیل حضرات انتظامیہ میں لیے گئے۔

- ۱۔ ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ، چونا منڈی لاہور۔ سرپرست
- ۲۔ میاں محمد یعقوب نمبردار، لاہور۔ صدر انجمن
- ۳۔ الحاج محمد افضل چغتائی سٹیلمنٹ آفیسر لاہور۔ جنرل سیکرٹری
- ۴۔ محمد اکبر قادری، پنجاب گورنمنٹ پرنٹنگ پریس، جاسٹ سیکرٹری
- ۵۔ ڈاکٹر محمد منیر مغل جسٹس پنجاب ہائی کورٹ۔ لیگل سیکرٹری
- ۶۔ مولانا محمد سعید خان نقشبندی، خطیب داتا گنج بخش۔ ناظم تعلیم
- ۷۔ میاں محمد امین، کشمیری بازار۔ خازن
- ۸۔ ملک محمد امین نقشبندی، بھائی گیٹ۔ مہتمم دارالافتاء

- ۹۔ مولانا سعید احمد نقشبندی، خطیب و اتانج بخش، ناظم لاہوری
۱۰۔ سید محمد حسن شاہ نوری، ملک سراج الدین، حاجی شیر محمد نمبردار،

اراکین

- ۱۱۔ چوہدری احمد دین تحصیل دار، حاجی محمد یعقوب قادری — نائب
صدر کی حیثیت سے انجمن کی نگرانی کرنے لگے۔

انوار نعمانیہ لاہور کا اجراء

نئی انتظامیہ نے محسوس کیا کہ چند برسوں سے انجمن کے ماہواری رسالہ نعمانیہ کی بندش کے بعد اس کے تعارف کا سلسلہ بند ہو گیا ہے اور عوام تک انجمن کے حالات نہیں پہنچ رہے۔ اس لیے ”انوار نعمانیہ“ کا نیا ڈیزائن حاصل کرنے کے بعد ”انوار نعمانیہ“ جاری ہوا۔ جون ۱۹۷۷ء کے ایک اجلاس میں قدیم اور نادر لاہوری کی تنظیم نو کا فیصلہ کیا گیا اور مولانا محمد سعید احمد نقشبندی کو اس کا نگران مقرر کیا گیا۔ دارالعلوم کی عمارت کی مرمت کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ جو مخیر حضرات سے فنڈ جمع کر کے اس کام کو شروع کرے گی۔

جولائی ۱۹۸۱ء کو نئی انتظامیہ نے انجمن نعمانیہ کا چارج سنبھالا تو اس وقت جو اساتذہ موجود تھے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

- ۱۔ مولانا محمد صدیق احمد صاحب — صدر مدرس
 - ۲۔ قاضی محمد ارشاد الہی فیضی — شیخ الحدیث
 - ۳۔ قاضی محمد عبدالرحمن — مدرس
 - ۴۔ مولانا محمد حنیف — مدرس
 - ۵۔ سید داؤد علی شاہ ہمدانی — میرمنشی
- انجمن کے ریکارڈ کے مطابق ستمبر ۱۹۶۶ء میں مندرجہ ذیل اساتذہ تھے۔

- ۱۔ مفتی اعجاز ولی خان — شیخ الحدیث

۳۰۴

۲- محمد عبدالقیوم خان درانی — مدرس

۳- مولانا گل محمد خان صاحب

۴- سید محمد اشرف شاہ کاظمی

۵- حافظ عبدالقیوم — مدرس

۶- سید محمد حسین بخاری

یہ اساتذہ ۱۹۷۰ء تک تعلیمی شعبہ میں تدریس و تعلیم کے انچارج رہے تھے۔

انجمن نغانیہ ہند کا اکتالیسوا سالانہ جلسہ

جو بتواریخ ۲۱-۲۲-۲۳ ماہ دسمبر ۱۹۲۸ء منعقد ہوگا۔
بعض تہائے دارالعلوم نغانیہ ہند قریب ناپاکتالیس سال سے محض توکل الہی جاری
اور اس کے منظر الہی ہوئے یہ امر کافی تسکین بخشنے ہے کہ اس سارے عرصہ میں بغیر کسی مستقل

امداد و مدد بہ اللہ جل شانہ ہمیشہ متواتر من حیث لاجتساب اس کی امداد فرماتے رہے۔

آسی ذات پاک کے بھروسہ سیرلانہ جلسہ بتواریخ ۷-۸-۹ رجب المرجب ۱۳۴۸ھ مطابق ۲۱

۲۲-۲۳ ماہ دسمبر ۱۹۲۸ء بایام جمعہ ہفتہ۔ اتوار انجمن کے اپنے مکان واقع ٹکسالی

دروازہ مقابل پولیس چوکی میں انعقاد پانا تجویز ہوا ہے۔ بعون و نصرت الہی عالی

درجہ علمائے کرام و صوفیائے عظام شریک جلسہ ہو کر حاضرین کو اپنے عالی خیالات و ہی

سے متمتع فرمائیں گے۔ جلسہ مذکور کی ہر طرح کی امداد کرنا قلعے۔ قدمے۔ درمے۔ ہر ایک

سچے ہمدرد و دین حنیف کا فرض عین ہے۔ خاص کر ایسے موقع پر جیسا کہ آج کل حالات

ہو رہے ہیں۔ جن کا ذکر طوالت اور تنازع سے خالی نہیں۔

نوٹ :- جو صاحب تشریف لانے کا عزم مصمم رکھتے ہو وہ آغز ماہ جمادی الثانی

۱۳۴۸ھ تک اپنی تشریف آوری سے مطلع فرماویں۔ قیام و طعام کا انتظام حسب

معمول انجمن کی طرف سے ہوگا بستر وغیرہ گرم سامان اپنے ہمراہ ضرور لاویں لیکن جو

صاحب اپنا تحریری مضمون بھیجنا چاہیں انکو ۲۰ جمادی الثانی تک بھیج دینا چاہئے۔

تاکہ شورائے میں پیش ہو کر اگر پسند کیا جائے تو انضباط اوقات میں درج ہو سکے۔

جو بہر حال تواریخ جلسہ سے پہلے چھپ چکیں۔ درخواست ہذا جن صاحبان

کی خدمت میں پہنچے۔ وہ اپنے خاصہ امکان اپنے اجاب زینو اثر اشخاص کو پہنچا

اور دکھا کر امداد کی تحریک فرماویں۔ تاکہ وہ خود بھی اپنی جیسے اب میں شریک ہو جاویں۔

الداعی الخ
فقیر تاج الدین احمد خفجہ شتی سیدانی خری بن کلیل کوڑ پٹنہ بیر انجمن نغانیہ ہند لاہور۔

رئید اور جلسہ تہنیتی المسوال سالانہ انجمن نغانیہ ہند لاہور

بایام جمعہ، ہفتہ، اوتار ۵-۶-۷، شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۶-۲۷-۲۸
دسمبر ۱۹۳۳ء انجمن کے اپنے مکان واقعہ ٹکسالی ورد فاندہ میں جون و فضل الہی
بجیر و خوبی انجام پایا۔ حسب تجویز انجمن منعقدہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۳ء جلسہ سالانہ
کا انعقاد ۲۶ سے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۳ء تک قرار پایا۔ جب کہ اس وقت متعدد جلسے
لاہور میں ہونے والے تھے۔ انجمن حایت اسلام نے اپنی تاریخیں بھی وہی مقرر کیں
جو انجمن ہذا طے کر چکی تھی جس کی باضابطہ اطلاع تحریری بذریعہ مولوی فضل الدین
صاحب وکیل و براہ راست جنرل سکریٹری موصوف کو دی گئی تھی۔ یاد وجود اس
باہمی خط و کتابت کے انجمن موصوف نے تاریخوں کی تبدیلی مناسب نہ سمجھی۔ بتوکل
الہی کارروائی باضابطہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء سے شروع کر دی گئی۔ سب سے اول جلسہ
سالانہ کے انعقاد کا اشتہار رسالہ انجمن ختمیہ ستمبر ۱۹۳۳ء میں اور صفحہ پر کر دیا گیا
اس موقع پر قلمی خطوط ۷۷ اور پولندہ ۱۷ ابھیج دئے گئے۔ مزید برآں ایک
نئی تحریک کے مطابق سابق تمام طلباء کے نام ایک گشتی چٹھی طبع کر اگر بذریعہ خطوط
روانہ کی گئی۔ ۳۰۔۳۱ طلباء کے نام رجسٹر وافلہ سے اخذ کر کے جس میں سے ۹۰۰
طلباء جن کے متعلق خیال کر کے کہ اس وقت ان کا وصال ہو چکا ہے۔ یا لاپتہ
ہیں۔ ۲۸۸۳ کے نام خطوط بھیجے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاک فاندہ سے ۹۳ خطوط
واپس ملے جن پر کیفیت ثبت ہے کہ فوت ہو گئے۔ یا پتہ نہیں ملتا لیکن منعم حقیقی
کا شک ہے کہ یہ تحریک بار آور معلوم ہوتی ہے۔ ابھی ابتدا ہے۔ امید کہ یہ عمدہ
تحریک ضرور مثمر ہوگی۔ چنانچہ بعض خطوط بھی وصول ہوئے ہیں۔ اور بعض
رقوم بھی۔

اس جلسہ میں اراکین شورش انجمن میں سے حضرات ذیل نے حسب ذیل
خدمات کو سرانجام دیا۔

مولینا تو کلی صاحب خاص شکر یہ کے مستحق ہیں جو جمعہ کے دن بارہ بجے مکان
مدرسہ میں پہنچے۔ اور دو شنبہ کو فقیر سے بلے بغیر وطن روانہ ہو گئے۔ اور ہر سہ یوم جلسہ
میں موجود رہ کر افتاحی و اختتامی تقریر کی۔ بابو نعل محمد صاحب ہفتہ اور انوار
اوقات جلسہ میں موجود رہ کر چندہ کی آمد تحریر کرتے رہے۔ اور نعت خوانی بھی
کی۔ جناب مفتی محمد عظیم صاحب جمعہ سے ہی آگئے۔ اور دو شنبہ تک فقیر کے شامل
مال رہے۔ ہما نداری کا اہتمام بطور منتظم محض ان کے متعلق رہا۔ اور مانتھی کام
سر دار محمد نے انجام۔ مفتی صاحب نے اپنا چندہ ستر روپیہ داخل کیا۔ اور تین
روپیہ بابت خوراک کے بھی داخل کر دئے۔ حافظ عمر الدین صاحب جمعہ سے اتوار
کے بعد کی شب اختتام جلسہ تک جلسہ گاہ میں موجود رہے۔ اور عنائے روپیہ کا
 وعدہ اپنے اور اپنے متعلقین کی طرف سے لکھوایا۔ حافظ صاحب مدوح کے بھائی
حافظ امیر بخش صاحب پیشتر نے خاص بانداد انجن کے نام وقف کرنے کا ارادہ
حافظ عمر الدین صاحب و منصرم صاحب کے پاس ظاہر کیا۔ اور ہمانوں کی دعوت
کے بدلے نقد عطا کرنے کا بھی۔ بقول منصرم صاحب چودھری محمد بخش صاحب
شروع جلسہ سے ظہر تک اور بعد میں مغرب سے اخیر جلسہ تک ہر سہ یوم موجود رہے
اور ایک سو روپیہ مقررہ سالانہ اپنے نام محسوب کر لیا۔ شیخ ولایت بخش صاحب
جمعہ اور اتوار برابر اور ہفتہ کو پہلے وقت کے سوائے جلسہ میں حاضر رہے۔ تبرک
و ہی تقسیم کرتے رہے۔ اور پانچ روپیہ شیخ عزیز الدین سے وصول کر کے داخل
کئے۔ فلیفہ حافظ منیر الدین صاحب ہر سہ یوم جلسہ میں بالاکثر موجود رہے۔ اور
ان کے ایک متعلقہ عقیفہ نے دو چوڑیاں طلانی دارالعلوم کے لئے عطا فرمائیں
جن کا وزن معطیہ کے بیان سے قریب دو تولہ اور قیمت چوالیس روپے بیان
کی گئی۔ بازار میں دو تولہ سے ساڑھے تین ماشہ کم بتلائی جاتی ہیں۔ اور نرخ
اٹھارہ روپیہ تولہ کہا جاتا ہے۔ جب واجب قیمت وصول ہوگی درج آمد کیائیگی
مکرم محمد شریف صاحب اس دفعہ مرض پیش میں مبتلا ہونے کے سبب بالکل نہ آ سکے

اور دوسرے تیسرے دن پچھلے وقت میں موجود رہے۔ اور دس روپے سہرا اور
 ہرست چندہ دہندگان داخل حساب کئے۔ منشی عمر دراز خان صاحب بھی طلب
 میں حاضر رہے۔ حکیم عبد الحمید صاحب بعض جلسہ میں تشریف لاتے رہے یہاں
 غلام غوث صاحب متولی مسجد چنیاوالی موچی دروازہ برابر جلسہ میں حاضر رہے
 اور دامن میں چندہ لینے کا کام کرتے رہے۔ اور شروع جلسہ میں انجن کے کلاک
 کو بھی درست کر کے لے آئے۔ خواجہ غلام صاحب بوجہ اپنے صاحبزادہ اور
 صاحبزادی کی شادی میں مصروف رہنے کی وجہ سے جلسوں میں شریک نہ
 ہو سکے۔ مبلغۃ بانچہ روپیہ خواجہ عبدالرحیم صاحب سے اور تین روپے سید
 طفر علی کی طرف سے بھیجے جس میں اول الذکر مولوی جمال الدین صاحب مدرس
 کی کوشش بھی شامل ہے۔ مولوی ابوالبشر محمد صالح صاحب سجادہ نشین
 ترانوالی ایک دو دفعہ جلسہ میں تشریف لائے۔ اور مبلغ دس روپیہ مدد زکوٰۃ
 میں داخل کر لئے۔

تین سالانہ جلسہ انجمن فضیلت اوقات

تین سالانہ جلسہ انجمن فغانیہ ہند ناہور۔ بایام جمعہ ۱۱ مئی ۱۳۴۹ھ
 ۲۴، ۲۵، ۲۸ دسمبر ۱۹۳۳ء مطابق ۵، ۶، ۷ شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ جو انجن کے
 اپنے مکان واقعہ ٹکسالی دروازہ بالمقابل تھانہ پولیس میں منعقد ہوگا۔

پہلا دن جمعہ المبارک۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۳ء مطابق ۵ شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ

وقت	اسم گرامی	مضمون
اڑھائی بجے سے تین بجے تک	حاضرین مجلس	ختم قرآن شریف وانیصال ثواب و تقسیم تبرک
تین بجے سے سوا	مولانا مولوی حاجی محمد نور بخش صاحب ایم اے توکلی پشتر	تقریر اقتلام جلسہ

(۷۸۶)

بقیہ تبصرہ بر حالات حاضرہ



رسالہ ماہ جنادی الثانی ۱۳۳۷ھ میں بعنوان حالات حاضرہ پر تبصرہ
صفحہ ۱۰ سے ۲۰ تک شائع ہو چکا ہے۔ جس کی تفصیل و سند کے لئے
حضرت مولانا مولوی حاجی سید ابوالحمود سید دیدار علی شاہ صاحب
الحنفی الرضوی نقشبندی الوری حال مدرس جامع مسجد وزیر خاں
مرحوم لاہور کا مضمون استفتاء و متعلق جہاد کا مقابلہ نماز
باجماعت سے صفحہ ۱۱ سے ۲۸ تک شائع ہوا اور رسالہ ماہ رجب
۱۳۳۷ھ میں صفحہ ۲۹ سے ۴۰ تک وہ فتوے ختم ہوا اور رسالہ
ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ میں ہر چار سوال متعلق دار الحرب و دار الاسلام
ہجرت۔ مستامن اور بیوع فاسدہ مثل سود وغیرہ امور کے متعلق
کمل فتوے صفحہ ۱ سے چالیس تک مفصل شائع کیا گیا جس میں مفتی
علامہ محمد وح نے مضمون متعلق سود مندرجہ اخبار زمیندار جلد ۱۱
نمبر ۹۹ و ۱۰۰ مورخہ ۱۰۵۹۔ قی ۱۹۲۲ پر بھی مفصل تشریح کر دی ہے
اور ایسا دار الاسلام جنہر کفار کا تسلط ہو گیا ہو اور ان کے احکام
بلا دغدغہ جاری ہوں۔ انکا پھر بھی دار الاسلام ہی رہنا نہایت
پسندیدہ طریقہ سے ظاہر فرما دیا ہے۔ جس میں زیادہ کلام کی
گنجائش نہیں۔ اور وہ صرف یہ کہ ان ممالک کے اہل اسلام سے
بتراضی مسلمین حسب احکام شریعت غرائے مصطفوی علیہ صا جہا القلوب
والسلام اپنے اپنے ہر ایک مقام میں قاضی مقرر کر لے یا کر لے اور انہی سے

شرعی تنازعات باہمی اور تعمیل احکام شریعت نے لئے فتاویٰ لیکر اپنے صراط مستقیم پر قائم رہے۔ وہ سب کے سب دارالاسلام ہی مانے جاتے رہے۔ صرف ایک یہ نسخہ تھا۔ جس سے کوئی دارالاسلام کبھی بھی صحیح معنوں میں دارالحرب نہ ہو سکا۔ کیونکہ مسلمانوں میں احکام شریعت کا اتباع قضاۃ مسلمین کے ذریعہ جاری رہا۔ ان فتاویٰ کی انجمن ہذا کے رسالوں میں درج کرانے کی اصلی غرض و غایت صرف اور محض یہی تھی۔ چونکہ یہ مسئلہ بہت سے متعلقات پر حاوی تھا اس واسطے سے متعلقات درج ہوا۔ ورنہ پھر بہت سے سوال حل طلب باقی رہ جاتے۔ قابل توجہ یہ امر ہے اس وقت جو کچھ مسلمانان ہند کی حالت ہے اور جو کچھ برادران وطن ان سے سلوک کر رہے ہیں۔ ایسے حالات میں اسلام کا قیام رکھنا اور مسلمانوں کو باطن و عافیت حیات مستعار گزارنا صرف اس امر پر موقوف ہے کہ وہ انہی ہدایات کی تعمیل کریں۔ جو ان کو خدا و رسولؐ نے بتائیں۔ اور مجتہدین نے اس سے استنباط کر کے تفصیلات بیان فرما دیں۔ نہ کہ کسی خود رائی سے یا تازہ کاوش بلغ سے کوئی امر تجویز کر کے اسلام کی تقویت کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ آجکل تمام ملک میں ایک غوغا مچ رہا ہے اور ہر ایک اہل علم جس کو کچھ بھی اسلام کے قیام و ترقی کا درد دل میں ہے۔ خواہ دنیوی پہلو سے یا دینی پہلو سے ہو اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہے اور مختلف تدبیریں بیان ہو رہی ہیں۔ خود ساختہ لیڈران قوم تو اپنی مجالس کانفرسیں۔ سوسائٹیں بنا کر یہ سارا

انتظام اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ البتہ انکا سطح نظر دنیاوی اور ظاہری ترقیات اور آرام و آسائش عزت و آبرو مال و دولت ہے۔ اور علمائے ربانیہ مسلمانوں کی بالخصوص معاد کی بہتری کے خیال میں ہیں اور وہ ان کو وہ احکام بتانا چاہتے ہیں۔ جن سے وہ اپنی عاریتی زندگی میں منہج شریعت رکھ کر معاد میں مستحق جنت اور مرضیات الہی ہوں۔ مسلمانوں کے تو بہت سے امور قاضی اسلام کے فیصلہ پر موقوف ہیں۔ جمعہ۔ جماعت عیدین۔ خیار البلوغ۔ فسخ نکاح۔ نکاح ایامی۔ بہت سے تنازعات ایسے ہیں جن میں سوئے فیصلہ قاضی اسلام کوئی معاملہ ہی جائز نہیں۔ قاضی دونوں طرح کا صحیح قاضی ہو گا خواہ حکام کفار کی اجازت سے مقرر کیا جاوے یا مسلمان باہم اتفاق کر کے کسی کو قاضی مقرر کر لیں۔ ابتداء کے عہداری انگریزی میں مسلمانوں کے لئے قاضی اور ہندوؤں کے لئے پنڈت مقرر ہوتے رہے اور گورنمنٹ انگریزی کے قاضیوں کا ایکٹ بھی پاس کر دیا ہوا ہے۔ اگر مسلمان باہم مل کر کسی کو قاضی مقرر کر لیں تب ہی گورنمنٹ کو کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ چنانچہ ثالثوں سے فیصلے کر لئے جاتے ہیں۔ البتہ فرق یہ ہے کہ پنجابٹی فیصلے قومی رواجوں اور ملکی دستوروں پر ہوا کریں گے۔ اور قاضی صرف شریعت پر فیصلہ دے سکیں گا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے پنجابٹی قانون مفید نہیں۔ جیسا کہ آجکل کے خود ساختہ لیڈروں کی حیثیت تجویز کر رہی ہے۔ یہ تو اسلام کے لئے

سخت ضرر رساں ہوگا۔ پس اس وقت مسلمانوں کا اعلیٰ ترین فرض یہی ہے کہ شہروں میں۔ قصبوں میں۔ دیہات کے بعض مجھوں میں قاضی مقرر کرانے کے لئے سرکار کا دروازہ کھٹکھٹھائیں۔ یقیناً یا غالباً سرکار ضرور اپنی غریب رعایا کی امداد کرے گی۔ جس سے گورنمنٹ کا بھی اپنا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے عدالتی اخراجات بہت کم ہو جائیں گے۔ اور رعایا پر سے بھی بہت بوجھ اخراجات کا ہلکا ہو جائے گا۔ اور آخر الحیل یہ ہے کہ باہمی رضامندی سے اپنے اپنے مقامات پر قاضی مقرر کر لیں۔ اور ہر ایک فرقہ اپنے معتقدات کے پیشوا کو اپنا قاضی تجویز کرے۔ ضرور نہیں کہ ایک فرقہ کے لوگ دوسرے فرقہ کے قاضی کے محتاج ہوں۔ اس طرح بہت امن و آسائش کی زندگی مسلمان غیر مذہب سرکار کے تحت میں بسر کر سکتے ہیں۔ اور ہر طرح عاقبت کے مواخذات سے بری ہو جائیں گے۔

حقیقی دردمندان اسلام کا اس وقت اعلیٰ فرض ہے کہ اس شیرازہ بندی میں کوشش کریں۔ جب اس تجویز کی تحریک شروع ہوگئی تو اس وقت مفصل اس کے جزئیات پر بحث و تمحیص ہو کر عمدہ نتائج پر پہنچا جا سکیگا۔ و ما علینا الا البلاغ المبین

تحفہ شیعہ

۱۔ رسائل گذشتہ میں اور عام اشتہار کے ذریعہ اور اخبار اور رسالجات کے ذریعہ کتاب تحفہ شیعہ کا اعلان ہو چکا

اور ہوتا رہا ہے۔ وقت ہے کہ شاہنشین انجمن ہذا سے طلب فرمالیں۔ بعد فرود رخت ہو جائے کہ اس کا گھر شائع ہونا آسان نہیں۔ انضام کافی کا انتظار معلوم نہیں کتب تک کرنا پڑے۔ قریب چھ سو صفحے کے کتاب ۲۶ x ۲۰ نقطہ۔
دومی کاغذ صرف تین روپیہ قیمت اور گیارہ آدھا مچوڑ اک
ہر قسم ہے یہ کتاب ایسا مسکت جواب کشف الظلم
ایضاً ح الہم کہے۔ جو ایک شیعہ نواب نے ایک رئیس ریاست
کی بددستی شائع کی۔ انشاء اللہ اس کی تردید ہو سکیگی۔ کیونکہ
اس میں فریق مخالف کی اصل مستند کتابوں کے حوالہات مد
عبارات مقدم و مؤخر درج کیے گئے ہیں فریق مخالف کا
طریق ہرگز اختیار نہیں کیا گیا۔ کہ مذهب کا فقرہ لے لیا۔
اور سیاق و سباق نہاد۔ اور حوالہ صرف ان کتابوں کا
جن کے مستند ہونیکا فریق مخالف کو انکار ہو سکے۔ اور
باوجود اس کے مصنف تمام نے فریق مخالف کی طرح بد زبانی
اور بد لگامی سے اپنی ذات کو محفوظ رکھا ہے صرف عالمانہ
شان سے جواب دیا گیا ہے۔

مس (الف) موت العالم موت العالم
سخت افسوس کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے کہ مولانا مولوی م الدین
صاحب حنفی چشتی نظامی امام و خطیب جامع مسجد لائل پور
جو دارالعلوم نعانیہ ہند کے فیض یافتہ تھے۔ اور یہاں تکمیل
کر کے نکلے تھے اور ایک بہت با اثر خوش بیان واعظ تھے۔ اور اکثر
پنجابی زبان میں انکا وعظ ایسا موثر ہوتا تھا کہ سامعین بار بار
انکو وعظ کہنے کی تکلیف دیا کرتے۔ چنانچہ تین سال گزشتہ

میں متواتر سالانہ جلسہ ٹائے انجمن میں شریک جلسہ ہوئے۔
اور سامعین کو اپنا عاشق بنا لیا کرتے تھے۔ اور چک رہے تھے۔
متصل لائل پور میں آپ کا درس مشہور تھا۔ اس سال تیسری دفعہ
حج کو تشریف لے گئے۔ اور اسی دوران میں واصل الے اللہ
ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون قیامت تک ہر سال حج
میں شریک ہوتے رہینگے۔ افسوس کہ مرحوم کی اولاد کوئی باقی
نہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو غریق رحمت فرمائے۔ طبیب حاذق کی
سند بھی شاخ طبیب دارالعلوم ہذا سے حاصل کر چکے تھے۔
اب مولوی محمد اشرف علی صاحب قیامت کی حالت میں یتیم خانہ
دارالعلوم نعمانیہ میں سب سے پہلے بحیثیت یتیم داخل ہوئے تھے۔
اور غصہ تعالیٰ عالم باعمل ہو گئے۔ اور مولانا حاجی شرف الدین
صاحب خلیفہ مجاز تو نسہ مقدسہ سے بیعت بھی رکھتے تھے۔ اور
کئی سال سے مسیحہ شاہ مجتہد غوث رحمۃ اللہ علیہ میں امام و خطیب
تھے۔ اور حمایت اسلام میں دینیات کے مدرس تھے۔ یوم پنجشنبہ
۱۲۔ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ کو ناگہان جبکہ وہ بیماروں کی خدمت
کر رہے تھے۔ جہان فانی کو پدر و دبر کے داعی اجل کو لبیک کہا۔
رضینا لقضاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ انکو اپنی جوار رحمت
میں قبول فرمائے۔ بہت ہی متادب اور صالح شخص تھے۔
فتنہ ارتداد کے متعلق چندہ کی تحریک کر کے تین ماہ تک انجمن
کی امداد فرماتے رہے۔ افسوس مرحوم نے تین پسرایک دختر یتیم
چھوڑی اور بیوہ بھی۔ جنکے لئے بظاہر کوئی سامان نہیں۔ مرحوم
کی عمر غالباً چالیس سال سے متجاوز نہ کتنی۔

تقاریر

۴

رسالہ شریعت۔ یہ رسالہ مکتبہ ضلع فیروز پور سے زیر ادارت مولوی
محمد سعید صاحب التخصیص بشتیلی (فرید کوٹی) منشی فاضل شائع
ہوتا ہے۔ جس کا معادضہ صرف پچھ سالانہ ہے۔ کتابت۔ طباعت
کاغذ بہت اچھا۔ اس وقت تک مدیر رسالہ کے خیالات ایک خاص
عسفی۔ حنفی متبع سلف صالحین کے ہیں قرآن امجد کی مختصر تفسیر
اس میں شروع کی گئی ہے۔ جس کا پرایہ نہایت مفید اختیار کیا گیا
ہے۔ اللہ جل شانہ اس کو مقبول عام فرمائیں۔ اور سچے مسلمانوں
کو اس کی ہر طرح کی امداد قلمی۔ درمے کرنے کی توفیق رفیق فرمائیں
اور مدیر کو ثبات قدم و استقلال کی توفیق دیں۔ واقعی رسالہ

عمد ہے۔
نتیجہ امتحان سالانہ بابت ۱۳۴۲ھ دارالعلوم نعمانیہ

شعبان المعظم ۱۳۴۲ھ ہجری میں تحریری امتحان میں ۲۶ طلبہ شریک
ہوئے۔ حالانکہ دوران سال میں پچاس کے قریب تعلیم میں
شامل رہے۔ لیکن امتحان کے قریب عذرات کر کے بھاگ جاتے
ہیں۔ جماعت چہار دہم میں نو جنہوں نے دورہ حدیث شریف ختم
کیا۔ اور بخاری۔ مسلم۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔
نسائی۔ طحاوی۔ ہر دو موطا۔ شمائل ترمذی۔ اور بیضاوی
شریف میں امتحان دیا۔ زیادہ سے زیادہ سو میں سے ۹۹
نمبر اور کم سے کم سو میں سے ۲۱ پائے۔ صرف حیرانگام سمجھے
گئے۔ اور باقی چالیس فیصدی کے حساب سے کامیاب۔

جنہ کے رسوا، ذلیل میں بیچ رہیں۔

مولوی حافظ غلام حسن۔ مولوی محمد الدین۔ مولوی محمد علی۔
مولوی عبد الباقی۔ مولوی شہر علی۔ مولوی محمد امین۔
خواجہ خواں۔ محمد صادق۔ نجم الدین۔ مطیع الرحمن۔ اول
و سوم ناکام۔ جماعت ہنم میں سے پانچ طلبہ نے قطبی۔
اصول شاشی شرح جامی۔ تاریخ الخلفاء۔ کنز الدقائق میں
تحریری امتحان دیا۔

اور ہشتم کے امتحان میں چار طالب علم شریک ہوئے۔ جنہوں نے
قدوری۔ کافیہ۔ شافیہ۔ فضول اکبری۔ نفیۃ الیمن۔ مرقات۔
شرح تہذیب میں امتحان دیا۔ اور جماعت ہفتم کے تین اور ششم کے
تین کا امتحان مدرسہ میں لیا گیا اور اسید طرح قواعد خوانوں اور
قرآن خوانوں کا امتحان بھی مدرسہ میں لیا گیا اور سوال میں افتتاح
مدرسہ کے وقت جماعتیں تبدیل ہو کر ترتیب دی گئیں۔ اراکین انجمن حضرات
پولینا حاجی غلام محمد صاحب صدر مدرس کہوٹہ۔ ملتان۔ اور مولوی
سعید احمد صاحب بکھنوی خلف الصدق مولینا مولوی فتح محمد صاحب
نائب مرحوم و معذور مدرس مدرسہ پانی پت کرنال۔ و مولوی حافظ
جمال الدین صاحب امام مسجد کوٹھیداران کی عنایات کا شکریہ ادا کرتے
ہیں جنہوں نے سوالات امتحان بنائے اور جوابات دیکھنے کی تکلیف
محض غنا و جہانگیر احمد قبول فرمائی جس کی جزا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی ملیگی
مستند انتہیاء دارالافتاء انجمن ہذا کے فوادے سے رسالہ
محرم الحرام ۱۲۹۷ھ کے صفحہ ۱۱۶ تک شائع ہو چکے ہیں۔ دوران سال میں
ایسے دیگر مضامین اور مسائل پیش آئے ہیں جن کے باعث اپنی فتاویٰ درج ہونے کے
اب مسلسل رسالہ ہذا سے سلسلہ جاری کیا جاتا ہے فقط مدیر رسالہ

رحلت

رسالہ گذشتہ میں یہ امر تحریر نہ ہو سکا۔ کہ لاہور کے بڑے پرانے ریور اخبارات میں سے ملا محمد بخش صاحب خادم اسلام جیکے نام سے اخبارات متحدہ نکلتے رہے ہیں۔ ۱۵۔ ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ کو جبکہ وہ نماز ظہر کے لئے وضو سے فارغ ہوئے تھے۔ انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ ایک پختہ خیال اور خالص عقیدے کے مسلمان شخص تھے۔ مخالفین مذہب فرقہ صاف کے دندان شکن جوابات انکو از بر یاد تھے اور بلا لحاظ اومتہ لائے اظہار کر دیتے تھے۔ اللہ جل جلالہ انکو عزیز رحمت کرے اور ان کے خلف الصدف ابوالمعانی منشی تاج الدین صاحب تاج ادبیر المجدد کو آپ کے نقشب قدم چلنے کی توفیق رفیق فرمائے۔ جن کو انجمن سے ایک خاص محبت ہے اور وہ جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنی پرتاثر نظموں سے سامعین کو محفوظ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جلسہ گذشتہ کے موقع پر انہوں نے خود اور ان کے بیٹے نے نظموں پڑھی تھیں۔ جو درج رسالہ گذشتہ ہو چکیں۔

وفات حسرت آیات

اخبار الفقہ مورخہ فروری ۱۹۲۳ء کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ جبر الحما صدر المدین مولانا مولوی محمد ظہور حسین فاروقی مجددی عرف مولوی محمد ظہور صاحب اس دار فانی سے رگڑائے عالم جاودانی ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں قبول فرمائیں۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق رفیق فرمادیں۔ مولانا مرحوم کو اس انجمن سے دلی محبت تھی۔ چنانچہ وہ ایک بار انجمن ہذا کے جلسہ سالانہ پر رونق افروز رہے اپنے کلام بلاغت نظام سے سالانہ جلسہ کو محفوظ فرمایا تھا۔ بڑے پائے کے صنیف حنفی سنی عالم شہرہ آفاق تھے۔

اخبار الفقہ میں دو نسخے شائع ہوئے ہیں رفاہ عام کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ ہر قسم کی بواسیر کے لئے مولیٰ کا پانی ایک سیر بختہ۔ پیادنی یعنی بوگھاٹ کا پانی پاؤ بھر بختہ۔ رسوت نیم پاؤ۔ ترکیب۔ رسوت کو رات بھر پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح کو ہنھان کر مولیٰ اور لوگھاٹ کا پانی ملا کر کسی قلعی شدہ برتن میں جوش دیں جب ایسا گاڑھا ہو جائے تو جنگلی بر کے مطابق گولیاں بنا رکھیں ایک گولی صبح ایک شام۔ باقی پانی سے کھا لیا کریں۔ اور نہ بکرا سیا رنگ کا چنے بیکر چند گولیوں میں ملا کر ایک گولی بنا لیں۔ صبح و شام کھسک مسوں پر لگائیں افشا و اللہ تعالیٰ مضید ہے۔

کھلے طاعون کے لئے کالی زیری۔ لھسن۔ لال مرچ۔ پیکر قلعی پر لپیپ کریں۔ لال مرچ کچھ زیادہ ہو اور باقی دونوں برابر اور کالی مرچ پیکر گھی میں ملا کر لگائیں اور خام اینٹ کے ساتھ گھٹی پر کھور (کتھید) کریں۔ بہت لوگوں کو

انجمن نعمانیہ ہندوستان

حامداً و مصلياً و مسلماً

(۱) شکرِ الہام

اس رسالے کے شیوع سابق میں ہم نے اپنے حنفی
بھائیوں کو اس انجمن کی مالی امداد کی طرف توجہ دلائی
تھی۔ اللہ الحمد کہ انہوں نے نظرِ کالت زمانہ حال
مذکورہ میں معقول رقم سے مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ
ان کو دوزین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہم ان
کی اس توجہ کے نہایت شکر گزار اور مزید عنایت کے

طالب ہیں۔ کیونکہ عید الاضحیٰ قریب ہے۔ میرے
پیارے حنفی بھائیو! انجمن ہذا اٹھکے و ثوق سے
امید رکھتی ہے کہ آپ قربانی کی کھالوں سے طلبہ
دین کی اعانت فرمائیں گے۔ اور عند اللہ ماجور
اور عند الناس مشکور ہوں گے۔

(۲) تصنیف و تالیف

سال روان میں عید میلاد النبی بانی ہودامی کی
تقریب پر رسالہ اعجاز القرآن شائع کیا گیا۔
جسے امید ہے کہ علمائے کرام نے منظر احسان
دیکھا ہوگا۔ اس کے ص ۱۱۸ کی خیر نظر اور ص ۱۱۹ کی
سطر ۴ میں بجائے حضرت نعیم و فاطمہ کے (جو جلی

خط میں لکھے ہوئے ہیں، حضرت سعید و فاطمہ
چاہئے۔ جن اصحاب کے پاس پندرہ سالہ ہو درست
فرمائیں۔ اس کے علاوہ شرح قصیدہ بردہ بزمان
عربی اور رسالہ سماع موتے اور حالات حضور غوث
پاک سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
زیر طبع ہیں۔ تیار ہونے پر پھر اعلان کیا جائے گا۔

<https://ataunnabi.blogspot.com/>

<https://ataunnabi.blogspot.com/>

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



قابل مطالعہ
کتابیں



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>